آریہ سماج کی دینی کتب

میں

خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم

مولف - دیو رتن

(یہ کتاب سکرٹری دیو سماج پردھان کاریالیہ وسہیڈ آفس، دیو آشرم - لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے)

سنہ ۱۹۰۶ء

مطبوعہ جیون پریس - دیو آشرم - لاہور

پہلی بار ایکہزار کاپیاں

قیمت ۲ر

کے الہامی یا غلطی سے مبرا اور کامل ہونے یا مسئلہ تناسخ وغیرہ وغیرہ مسائل کے متعلق آریہ سماج کی تعلیم کو نہیں مانتے تو بھی "سوامی" صاحب نے ایسے شخصوں کو آریہ سماج یا پروپکارنی سبھا کا ادھکاری (عہدہ دار یا سبھاسد تجویز یا مقرر کیا۔ چنانچہ عند: ۵ اور بہت سی مثالوں کے پرایکارنی سبھا میں سوامی صاحب کا مشہور برہمنا سماجی جسٹس مہادیو گوبند راناڈے اور ہربرٹ سپنسر کی فلاسفی کے پیرو مسٹر شیامجی کرشن ورما وغیرہ وغیرہ جیسے صاحبوں کا مقرر کرنا۔ اور آریہ سماج لاہور کے عہدوں کے لئے برہمو سماج کے بعض مشہور کارکنوں کا خود بخود تجویز کرنا اس امر کی مشہور مثالیں ہیں +

دوم۔ جس "سداچار" کی اب آریہ سماج میں بعض لوگ بانی پکار مچاتے ہیں۔ اس کے رو سے بھی کتنے ہی لوگ کہ جنہیں خود "سوامی" صاحب نے آریہ سماج میں پرویش کیا۔ ایسے نہ تھے کہ جن پر کوئی اعتراض کی انگلی جائز طور پر نہ اٹھ سکتی ہو اور جو اور تو اور بعض موٹے موٹے پاپوں مثل نشہ بازی اور گوشت خوری وغیرہ اور سوشیل خرابیوں سے بھی پاک ہوں۔ چنانچہ جن جن مقاموں میں "سوامی" صاحب موصوف نے خود آریہ سماجیں قائم کیں انمیں سے کئی مقاموں پر اس امر کی تحقیقات کرنے سے ہمارے اس دعوے کی بخوبی تصدیق ہو سکتی ہے +

یہ واقعات ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے کی طرف مائل کرتے ہیں کہ

(۱) مذہبی عقائد میں دیانتداری یا صدق دلی اور (۲) اخلاقی حالت کے لحاظ سے اعلیٰ زندگی کے پہلو میں آریہ سماج کو عتاب سے اوپر یا مضبوط رکھنا اُس کے بانی کی علّتِ غائی نہ تھی۔ بلکہ ان کی علت غائی آریہ سماج کے قائم کرنے میں ان دونو باتوں کے سوا اسے کچھ اور تھی۔ وہ علت غائی کیا تھی - اس وقت ہم اُس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ہماری اپنی ناچیز تحقیقات نے اس بارے میں ہمیں جس نتیجہ پر پہنچایا ہے۔ اُسے کبھی حسب موقعہ مفصل طور پر علیحدہ بیان کریں لیکن آریہ سماج کے بانی کی مذکورہ بالا دونو باتوں کی طرف سے بہت بڑی لاپرواہی اور غفلت (اگر اُن کی مذکورہ بالا کارروائی کسی اور سخت لفظ کی مستحق نہ سمجھی جاوے) کا آریہ سماج کی آئندہ تاریخ اور اُس کے نشو ونما پر بہت ہی برا اثر پڑا ہے۔ اور جہاں اس بری مثال کی پیروی میں بسا اوقات کتنے ہی ایسے لوگوں کی آریہ سماج میں بھرتی ہوتی رہی ہے کہ جن کو نہ صرف یہ کہ وید اور سوامی صاحب کی ویدک تعلیم کا کوئی پتہ نہ تھا۔ بلکہ جو کتنے ہی نہایت ضروری دینی مسئلوں کے متعلق آریہ سماج اور اُس کے بانی کی "ویدک تعلیم" سے بالکل متضاد وشواس رکھتے تھے۔ اور ایسے لوگوں کی عملی مثال سے گویا مذہب کے نام سے خوفناک مکاری کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ وہاں آریہ سماج کی اندرونی حالت عملی اخلاقی زندگی کے لحاظ سے دنوں دن ابتر ہوتی

گئی ہے۔

چنانچہ لاہور کے مشہور اور پرانے آریہ سماجی مہتہ رادھا کشن صاحب اپنی کتاب موسومہ بہ "تاریخ آریہ سماج" مطبوعہ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۸۴ پر آریہ سماج کی خاطر خواہ ترقی نہ ہونے کی یہ وجہ تحریر کرتے ہیں: (اقتباس میں ضروری الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے)

"اس کی وجہ آریہ سماج میں **عملی زندگی کی عدم موجودگی** ہے۔ آریہ سماج کے انعقاد کے بعد عرصے تک لوگوں میں صرف **کھنڈن منڈن کا شوق** تھا۔ (کیونکہ آریہ سماج کے بانی نے اپنے پیرووں کو سب سے بڑھ کر ان ہی اسی بوٹی کا دیا تھا۔ مولف رسالہ ہذا) کئی سالوں تک انہوں نے اپنی **زندگیوں کو پوتر بنانے کی طرف توجہ نہیں دی**"۔

پھر صفحہ ۸۵ پر آریہ سماج کے اصولوں سے آریہ سماجیوں کی واقفیت کے متعلق مندرجہ ذیل بیان قابل مطالعہ ہے:۔

"آریہ سماج کے ممبروں میں سماجک لٹریچر کے پڑھنے پڑھانے والے کا بہت کم شوق ہے۔ پرچار کے واسطے ضروری ہے کہ ممبران سماج سماجک لٹریچر سے خود باخبر ہوں۔ لیکن یہ افسوس کا مقام ہے۔ کہ ممبران سماج کو سماجک لٹریچر سے بہت ہی کم واقفیت ہے"۔

یہ سطور ایک آریہ مصنف نے اُس وقت لکھی ہیں کہ جب آریہ سماج کو قائم ہوئے ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ

گذر چکا تھا۔ اور وہ ہمارے مذکورہ بالا دعوے کی جس
زور کے ساتھ تائید کرتی ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ لیکن آگے
چل کر اسی صفحہ پر آریہ سماج کے بانی کی اس نہایت افسوسناک
پالیسی کے پھلوں کو اور بھی واضح طور پر ظاہر کیا گیا ہے چنانچہ
مہتہ رادھاکشن صاحب لکھتے ہیں: (ضروری الفاظ پھر ہمنے جلی کر دئے ہیں)

"آریہ سماج کا یہ طریق ہے۔ کہ وہ ایسے آدمیوں کو
جو سوشیل رتبہ میں ذی عزت ہوں۔ اپنا عہدہ دار بنانے
کا عادی رہتا ہے۔ ایسے آدمی **بسا اوقات نیک چلن
نہیں ہوتے**۔ اُن کی زندگی کا اثر سماجک پرچار اور
اس کے مشن کو وسعت دینے میں **سم قاتل** کا اثر رکھتا ہے
..... جن مقاموں پر ایسے آدمیوں کی زندگیوں کو پلٹا دینے
والا کوئی بہتر آدمی موجود نہ تھا۔ وہاں سماج کی ہستی کو بہت
نقصان پہنچا۔ جن جن مقاموں پر سماجوں کے عہدے دار
اس قسم کے آدمی ہیں۔ وہاں سماجوں نے بالکل ترقی نہیں
کی۔ بلکہ اس کے برعکس بہت سی سماجیں ٹوٹ گئیں"+

اس بیان سے ہماری مذکورہ باتوں کی تائید کے علاوہ یہ بھی پتہ
لگتا ہے۔ کہ ایسی سماجوں کی تعداد کہ جن پر مذکورہ بالا الزامات
عائد ہوتے ہیں۔ اس قدر کم نہیں ہے کہ جو قابل شمار نہ ہو+

۱؎ پھر ویدک دھرم۔ اور ویدک ایشور کس مرض کی دوا ہیں؟ مولف رسالہ ہذا+

لیکن اس سے بھی بڑھکر ہمارے بیان کی تائید آریہ اخبار پرکاش کے گریجوائٹ ایڈیٹر کی تحریر سے ہوتی ہے کہ جو اپنے ۱۴-اگست ۱۹۰۶ء کے پرچے میں مسلمانوں وغیرہ کی شدھی کے معاملہ میں آریہ سماج کی پالیسی پر اعتراض کرتے ہوئے صفحہ ۵ کے پہلے کالم میں لکھتا ہے "آریہ سماج میں نان ہندوؤں[1] کے شامل ہونے سے پہلے پرائشچت کا پوتر سدھانت کہاں تھا۔ جبکہ شراب اور کباب خور۔ رنڈی باز۔ ناستک۔ بت پرست۔ کافر۔ ہندو آریہ سماج میں بغیر کسی چون و چرا کے بھرتی کئے جاتے تھے"۔

آریہ سماج کے بانی کی یہ پالیسی جہاں ہم کو بتاتی ہے کہ آں "مہرشی" صاحب کے اندر سچے دھرم جیون اور اعلےٰ اخلاقی زندگی کے لئے کس قدر شردھا یا اُس کے لئے کس قدر پیار موجود تھا۔ وہاں مذہب کے نام سے اس خوفناک چال کا رفتہ رفتہ جو انجام ہوا ہے۔ اُسے اخبار ست دھرم پرچارک کے مشہور آریہ ایڈیٹر لالہ منشی رام صاحب کہ جو آریہ سماج کی ایک بڑی جماعت کے سرگروہ یا لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے اخبار مطبوعہ ۱۲ ساون سمت ۱۹۶۳ بکرمی

[1] یعنی جو لوگ ہندو نہیں ہیں یا مثلاً مسلمان۔ عیسائی وغیرہ ٭ مولف رسالہ ہذا

میں لکھتے ہیں۔ (اقتباس میں ضروری الفاظ کو یہاں پر بھی ہمنے جلی کیا ہے)

"میرے پاس ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی ایسا پتر آجاتا ہے جس میں کسی نہ کسی آریہ سماج کے ادھکاری یا سبھاسد کی خاص کمزوری ظاہر کر کے اُس پر لعنتوں کی بوچھاڑ ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔ میں ایسے خطوط کا درج اخبار کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اور اس لئے اُنھیں ردی میں پھینک دیتا ہوں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ مبالغہ آمیز عبارت کے پردہ کے اندر کچھ نہ کچھ سچائی ضرور ہوتی ہے۔۔۔۔ کوئی زمانہ تھا کہ ستیہ دھرم پرچارک کے ایک نوٹ کے خوف سے بعض آریہ بھائی گرتے گرتے اپنے آتما کو سنبھال لیتے تھے۔۔۔۔ لیکن یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آریہ سماجوں کے اندر عموماً عملی زندگی کے لئے جد و جہد دکھائی دیتی تھی (اُس گذشتہ زمانے کی شہادت لالہ صاحب کے مذکورہ بالا آریہ سماجی مورخ اور معصر بخوبی دے چکے ہیں مولف ہذا) آج الٹا چور کوتوال کو ڈانٹتا ہے۔ اور بیسیوں اس کے مددگار کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی گری ہوئی حالت میں نیک نیت نکتہ چینی سے بھی بجائے فائدہ کے نقصان پہنچتا ہے"۔

گویا لالہ منشی رام صاحب کے بیان کے بموجب اب آریہ سماج کے اندر کتنے ہی ایسے ڈھیٹھ پیدا ہوتے جاتے

ہیں۔ کہ جب اُنہیں اُن کا اپنا ہی کوئی لیڈر سمجھانے لگے تو
وہ صرف یہی نہیں کہ اُس برائی کو ترک نہیں کرتے بلکہ
اُس کے قائم رکھنے کی دلیلیں دینے لگتے ہیں۔ اور اُن کے
ساتھ اُن کے اور کئی ساتھی اُن کے مددگار بن جاتے ہیں!!
کیسی افسوسناک حالت!! لیکن باوجود ایسی درادستھا کے
بھی جب آریہ سماج کے لوگوں کو اُن کی اس افسوسناک
حالت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو اُن میں سے کتنے ہی
جوشیلے مگر گمراہ آریہ سماجی یہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ "خیر صاحب
آپ کو ہماری سماج کے کسی بزرگ کی ذاتی زندگی سے کیا
غرض آپ کو ہمارے اصولوں کی طرف دیکھنا چاہیئے"۔ یا
"کسی کی بری مثال سے آریہ سماج کے ویدک دھرم پر حرف
نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہماری عظمت ہمارے اصولوں سے
ہے" جس سے اُن کی مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ کیا ہوا اگر آریہ
سماجی اپنی مذہبی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن آریہ سماج
کی مذہبی کتابوں میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ نہایت "اعلےٰ"
ہے۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک اس مسئلہ کی کچھ وقعت
نہیں ہے۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور دوائی
اپنی تاثیر سے عمدہ یا ردی تصور کی جاتی ہے۔ اور غالباً
وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مذہب یا دھرم انسانوں کی
زندگیوں میں ظاہر ہونے کی چیز نہیں بلکہ کسی کتاب

کے ورقوں کو رونق دینے کے لئے ہے۔ لیکن کیا
در اصل ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ کوئی چشمہ در اصل امرت کا ہو
مگر اس سے پیدا زہر ہو۔ یا کوئی دوائی در اصل تو بہت عمدہ
اور پُر تاثیر ہو۔ مگر وہ کسی کا مرض دور نہ کرے۔ یا الٹا مرضوں
کے بڑھانے میں ہی مددگار ہو؟ ہرگز نہیں! ایسا خیال ایک
بالکل غلط خیال اور ایسا یقین ایک بالکل غلط یقین ہے۔ اسی طرح
پر کیا یہ ممکن بھی ہو سکتا ہے کہ ایک سماج کا بانی عملی طور پر تو
اپنی سماج میں مذکورہ بالا قسم کے آدمیوں کو بھرتی کرتا جائے
اور سرلتا یا صدق دلی اور دھرم کی عملی زندگی کی کچھ پرواہ
نہ کرے۔ مگر وہ اپنے پیچھے ایک ایسی مذہبی تعلیم چھوڑ جائے کہ
جو ٹھیک اُسکے عملی برتاؤ کے مخالف ہو؟ کم سے کم ہم ایسا یقین
کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہمارا قیاس "سوامی" دیانند صاحب
کی مذہبی تصنیفات کے مطالعہ سے اور بھی پایہ یقین کو پہنچ جاتا
ہے۔ چنانچہ اُن کی تصنیفات مثل ستیارتھ پرکاش ایڈیشن اول و
دوم۔ وید بھاشیہ بھومکا۔ وید بھاشیہ۔ سنسکار بدھی طبع اول
و دوم۔ وغیرہ وغیرہ کے اندر مختلف اخلاقی معاملات کے متعلق
جس قدر تعلیم موجود ہے۔ اس کا ایک خلاصہ تیار کرنے سے ایک
عجیب شکل آریہ سماج کی دینی تعلیم کی ہمارے سامنے آجاتی ہے
اور ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آتما کی پنچ گتیوں کے باریک پہلو
تو نہیں رہے۔ موٹے موٹے گناہوں اور جرموں کے متعلق

بھی آریہ سماج کی دینی کتب کے اندر اسکے بانی صاحب جس قسم کی تعلیم دے گئے ہیں۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے کیا آریہ سماج کے ناواقف ممبر اور کیا دیگر لوگ کہ جنہیں بلا تعصب مذہبی تحقیقات کا شوق ہے اُس کی اصلی رنگت میں دیکھیں۔ اور پہچانیں۔ اور کم سے کم وہ آریہ سماجی صاحبان کہ جو اپنے گھر کے حال سے ناواقف ہو کر اس قسم کی پکار مچایا کرتے ہیں کہ "جناب یہ بھی کوئی ہمارے اصول پر اعتراض ہے" "ہمارے اصولوں کو دیکھئے ناں" "اجی آپ ہماری تعلیم پر کوئی اعتراض کریں" وغیرہ وہ دیکھ لیں کہ اصولوں کی تعلیم کے لحاظ سے بھی آریہ سماج کو کھڑا ہونے کے لئے کیسی ٹانگیں حاصل ہیں۔ چنانچہ ہم اس بارے میں اپنے بیان کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی اول ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آریہ سماج کی دینی کتب کے اندر کس قسم کے گناہوں اور جرموں کی کھلم کھلا تعلیم دی گئی ہے۔ دوم صحیح گیان۔ واقعات اور منطق کے لحاظ سے بھی ان کتب میں کس قدر غلط۔ لغو یا باہمی متضاد باتوں کی تعلیم دی گئی ہے۔ مگر فی الحال ہمارا اگلا بیان صرف آریہ سماج کی کتب میں مختلف گناہوں اور جرموں کی تعلیم کے متعلق ہے۔ چنانچہ سب سے

اول ہوم کے نام سے بیل اور گوکشی اور گوشت خوری کی تعلیم کے متعلق "سوامی" دیانند صاحب کی کچھ تحریریں ہم اپنے ناظرین

کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اس بارے میں "سوامی" صاحب کی تحریروں میں سے ضروری اقتباس پیش کریں ہم "سوامی" صاحب کی ویدک علمیت کے متعلق اُن کی سوانح عمری میں سے چند واقعات کی بنا پر کچھ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جو اگرچہ کسی قدر لمبا اور خشک دکھائی دے سکتا ہے۔ مگر جس کا غور سے مطالعہ کرنے سے سمجھدار ناظرین معلوم کر سکیں گے کہ وہ کس قدر ضروری ہے۔ آریہ صاحبان کے بیان کے بموجب اُن کے "سوامی" یعنی شری پنڈت دیانند سرسوتی صاحب ویدوں کے "لاثانی" اور "پورن" (کامل) پنڈت تھے۔ اور وہ ویدوں کے منشاء کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے تھے اور اس لئے ویدوں کے جو ارتھ اُنھوں نے کئے ہیں وہی ٹھیک اور دیگر بھاشیہ غلط ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ ویدوں کے ایسے عالم کب ہوئے اور اس کے متعلق اُنھوں نے ایسی تعلیم کس سے حاصل کی؟ ان سوالوں کے جواب میں آریہ سماجی صاحبان کا بیان ہے کہ اگرچہ سوامی صاحب نے بچپن سے ہی ویدوں کا پڑھنا شروع کیا ہوا تھا یہاں تک کہ چودہ سال کی عمر میں انہیں یجر وید حفظ تھا۔ لیکن انہیں ویدوں کے ٹھیک ارتھ جاننے میں کمالیت اس وقت حاصل ہوئی۔ جبکہ وہ ۳۔ کارتک سمت ۱۹۱۷ بکرمی یعنی ۱۴۔ نومبر ۱۸۶۰ء سے لیکر اڑھائی سال تک متھرا

میں سنسکرت کے ایک مشہور عالم اور ڈنڈی سنیاسی
شری ورجانند سرسوتی جی کے پاس ودیا لابھ کرتے رہے
کہ جہاں پر اُنھوں نے مہابھاشیہ اور اشٹادھیائی
وغیرہ گرنتھوں کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ یہ بیان کیا جاتا
ہے کہ جب شری "سوامی" دیانند سرسوتی صاحب نے اپنے
مذکورہ بالا گورو کے یہاں ضروری تعلیم پا چکنے کے بعد ان
سے وداع ہونے کی اجازت حاصل کی تو اُن کے گورو نے
کہا "پیارے پتر وہ چیز تمھیں پراپت ہو چکی ہے۔ یعنی
سچا گیان۔ اگر تم مجھے دکشنا دینا چاہتے ہو تو یہی گیان
تم اپنی ماتری بھومی کو دو۔ بہت عرصے سے وید بھارت ورش
میں نہیں سکھائے جاتے۔ تم جاؤ اور اُن کی تعلیم دو" وغیرہ
(دیکھو بابو چھجو سنگھ کا لائف اینڈ ٹیچنگس آف سوامی دیانند
سرسوتی حصہ اول باب ۲ صفحہ ۲ سے ۷ تک) گویا اس
بیان سے ظاہر ہے کہ "سوامی" دیانند صاحب سمت ۱۹۲۰ یعنی
سنہ ۱۸۶۳ء میں اپنے گورو کے خیال کے مطابق بھی اس قابل
ہو چکے تھے کہ وہ بھارت ورش کو ویدوں کی سچی شکچھا دیتے
اور سچا گیان پھیلاتے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اپنے گورو کی
اس آگیا کو پاکر پنڈت دیانند جی نے ویدک دھرم کا پرچار
شروع کیا۔ پھر اُن کے اسی جیون چرت میں یہ بھی لکھا ہے
کہ اپنے گورو سے مذکورہ بالا آگیا پا چکنے کے بعد سرسوتی صاحب

مذکور پورے پانچ برس تک یعنی سمت ۱۹۲۰ سے لیکر سمت ۱۹۲۵
تک اپنے پہلے پڑھے لکھے کو ہی "وچار رتنے اور دہراتے
رہے" (دیکھو باوا چھجو سنگھ صاحب کا تصنیف کردہ انگریزی
جیون چرت حصہ اول صفحہ ۷۹) اور پھر ۱۸۶۶ء سے سوامی
مذکور شمالی ہند کے مختلف مقاموں میں "شاستر ارتھ" بھی
کرنے لگے اور اُن میں "جے یا فتح" بھی حاصل کرتے رہے
(دیکھو سوانح عمری مذکور حصہ اول صفحہ ۸۶ سے لیکر
۲۲۷ تک) گویا اس قدر سیر و سیاحت یا تعلیم و تربیت
اتنے پاٹھ اور وچار اور شاستر ارتھوں وغیرہ وغیرہ
کے بعد اُنھوں نے ۱۸۷۵ء میں (کہ جس سال میں بمبئی میں
آریہ سماج بھی قائم ہو گئی تھی) ستیارتھ پرکاش کا پہلا
ایڈیشن چھپوایا۔ جس میں اُنھوں نے اپنے بیان کے بموجب
اپنے وید انوسار سدھانتوں کو پرگٹ کیا۔ اس کتاب کے
چھپ چکنے پر ساری کتاب کو دیکھکر ایک چار صفحہ کا شُدھی
پتر یا تصحیح نامہ بھی چھاپا گیا۔ کہ جس میں ساری کتاب کو
پڑتال کر اسّی سے زیادہ غلطیاں درست کی گئی ہیں۔
اس کے سوائے اس کتاب کے شروع اور اخیر میں راجہ
جیکشن داس بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کی مہر لگی ہوئی ہے
کہ جن کے خرچ سے یہ کتاب چھاپی گئی تھی۔ گویا اس طور
پر اس کتاب کے شروع یا آخیر یا بیچ میں کسی کو کچھ ملاوٹ

شخص کی مانند اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے سمت ۱۹۳۵ بکرمی
میں جھوٹ موٹ یہ ظاہر کیا۔ کہ اس پستک میں جو "مرے
بھئے پتر آدکون کا ترپن اور شرادھ" کرنا لکھا ہے۔
وہ "لکھنے اور شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گیا
ہے" اور اس لئے ستیارتھ پرکاش مذکور کے صفحہ ۴۲ کی
۲۵ سطر میں اور صفحہ ۴۷ کی ۲۱ سطر میں مرے ہوئے پتروں کی بجائے جیوتوں
کی شردھا وغیرہ سمجھنا چاہئے (دیکھو سوامی دیانند صاحب کا اشتہار
جو سمت ۱۹۳۵ بکرمی میں یجر وید بھاشیہ کے ٹائیٹل پیج کے اندر
چھپا ہوا ہے)۔ اب اگرچہ کتاب مذکور کے متعلق مذکورہ بالا
واقعات کی روشنی میں سوامی صاحب کا یہ بیان صریحاً سچائی
کے بالکل برخلاف تھا۔ کیونکہ وہاں تو صرف ایک دو شبد
نہیں۔ بلکہ دلیلوں پر دلیلیں مرے ہوئے بزرگوں کے
شرادھوں کی تائید میں لکھی ہوئی ہیں کہ جن پر کسی
ایک یا دو حرفوں کی تصحیح سے یوں بھی پانی نہیں پھر
سکتا۔ لیکن اگر دلیل کے لئے اُن کا یہ بیان سچ بھی مان
لیا جاوے۔ تو گویا اس وقت بھی سوامی صاحب مذکور
نے شرادھوں کے مضمون کے سوائے اپنی اس ستیارتھ
پرکاش کے کسی اور مضمون کا نشیدھ یعنی کھنڈن تردید
نہیں کیا۔ ہاں اس سے بھی بڑھکر اُنھوں نے نہ صرف
یہ کہ اپنے مرتے دم یعنی ۱۸۸۳ء تک بھی اپنی اس کتاب

کرنے کا بھی کوئی موقع نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر اس کتاب کے بارہ سمولاسوں میں سے ہر ایک کے اخیر میں شری مد دیانند سرسوتی جی کی طرف سے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے:۔

"اِتی شری مد دیانند سرسوتی سوامی کرتے ستیارتھ پرکاشے سوبھاشا وِرَچِتے .... سمولاس سمپورنہ"

گویا اس کتاب کے ہر ایک باب کے آخر میں "سوامی" صاحب نے اس کا اپنا تصنیف کیا ہوا ہونا ظاہر اور تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کتاب کے ہر ایک بیان کے ٹھیک اس کے مصنف کی طرف سے ہونے میں کچھ بھی شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کتاب کے کسی بیان کو اپنے منشاء کے مطابق نہ پاکر اگر اس پر جھوٹ موٹ کوئی پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ تو وہ ایک بالکل فضول کوشش اور سچائی اور دیانت داری کا خون کرتا ہے۔ پھر اس کتاب کے چھپ چکنے کے تین برس پیچھے تک کہ جب تک اس کی سینکڑوں کاپیاں لوگوں میں شائع ہو چکی ہونگی سوامی صاحب بھی اُسے بالکل ٹھیک مانتے رہے۔ لیکن جب اس عرصے میں اُن کی شرادھوں کے بارے میں تعلیم کا اُن کے تعلیم یافتہ مشورہ کاروں کو پتہ لگا۔ اور انہوں نے اس تعلیم کے متعلق مخالفت شروع کی تو سوامی صاحب نے ایک سبیتہ بادی

بھومکا صفحہ ۳) گویا مذکورہ بالا تحریر میں "سوامی صاحب" کے جو الفاظ ہم نے جلی کر دئے ہیں۔ اُن سے یہ بات واضح طور سے ظاہر ہے کہ وہ مرتے دم تک بھی یہ کہنے کے لئے طیار نہ تھے۔ دستیارتھ پرکاش کا دوسرا ایڈیشن اُن کی وفات کے سال میں ہی یعنی ۱۸۸۴ء میں چھپا ہے) کہ انہوں نے پہلے ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ لکھا ہے وہ ویدوں کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ بلکہ وہ دیگر کل بیان کو ویدوں کے مت کے بموجب ہی مانتے تھے۔ یہ سارا بیان ہمیں اس لئے کرنے کی ضرورت ہوئی ہے۔ کہ جب "سوامی صاحب" مذکور کی اس زمانہ یعنی ۱۸۷۵ء کے لگ بھگ کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے کوئی ایسی تحریر آریہ صاحبان کے پیش کی جاتی ہے کہ جو اُنہیں اپنے ڈھب کی دکھائی نہ دیتی ہو۔ تو وہ جھٹ یہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ نہیں یہ تحریر ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ "سوامی جی" اُس کی تردید کر گئے ہیں لیکن ان لوگوں کا اس قسم کا دعوے اوپر کے واقعات کی بنا پر جس قدر بے بنیاد ہے وہ بخوبی ظاہر ہے۔ اور اس لئے جو لوگ ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن کی کسی تحریر کو اب اپنی منشاء کے مواقف نہ پاکر اُس سے انکار کریں تو یہ اُن کی اپنی ہٹ دھرمی اور فضول کوشش کے سوا اور کچھ نہیں پس ہم مذکورہ بالا کسی قدر لمبی لیکن ضروری

گے کسی بیان کے بارے میں کوئی تردید نہیں کی اور
کہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ ستیارتھ پرکاش مذکور
کے اندر جس قدر اور باتیں لکھی ہوئی ہیں اُن میں
سے کوئی بھی ویدوں کے سدھانت کے برخلاف ہے۔ بلکہ
اس سے بھی بڑھکر جب اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش کا
دوسرا ایڈیشن چھپوایا اور اس میں پہلے ایڈیشن کی عبارت
قریباً سب کی سب الٹ پلٹ کر دی تو بھی اُنہوں نے
اپنی اس ایڈیشن کے دیباچہ میں اس تبدیلی کی وجہ صرف
یہی لکھی کہ چونکہ پہلے مجھے وہ ہندی بھاشا" اچھی طرح سے
نہیں آتی تھی اور اب اس کا بہتر گیان حاصل ہو گیا
ہے۔ اس لئے اس نئی کتاب میں بہت سا پریورتن کیا
گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ" اب بھاشا بولنے اور لکھنے کا
ابھیاس ہو گیا ہے۔ اس لئے اس گرنتھ کو بھاشا بیاکرن
انوسار شدہ کر کے دوسری بار چھپوایا ہے۔ کہیں کہیں
شبد واکیہ رچنا کا بھید ہوا ہے۔ سو کرنا اوچت تھا۔
کیونکہ اس کے بھید کئے بنا بھاشا کی پری پاٹی شدھ نی
کٹھن تھی۔ پرنتو ارتھ کا بھید نہیں کیا گیا ہے۔
پرتی اُت وشیش تو لکھا گیا ہے۔ ہاں جو پرتھم چھپنے میں
کہیں کہیں بھول رہی تھی۔ وہ نکال شودھ کر ٹھیک ٹھیک
کر دی گئی ہے"۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء

آدش اُس کو پیڑا دیو گے۔ یا کتّی آدِک بھوجن کے اوپر سے اونڑا دیتے ہو۔ اس میں بھی اُس کو پیڑا ہوتی ہے اور جو کچھ تم کھاتے پیتے چلتے پھرتے اور بیٹھتے ہو۔ اس پرکار سے بھی بہت جیووں کو پیڑا ہوتی ہے۔ اس سے تمہارا کہنا بے ارتھ ہے کہ کسی جیو کو پیڑا نہ دینا۔

پرشن۔ جس میں پرتکچھ[1] پیڑا ہوتی ہے۔ ہم لوگ اُس میں پاپ گنتے ہیں۔ اپرتکچھ میں کبھی نہیں کیونکہ اپرتکچھ میں پاپ گنیں تو ہمارا بیوہار نہ بنے۔

اُتر۔ ایسے ہی آپ لوگ جانیں کہ جہاں اپنا مطلب ہووے وہاں تو پاپ نہیں گنتے ہو۔ یہ بات یکتی[2] سے ویردھ ہے اور کوئی بھی مانس نہ کھاوے تو جانور پکچھی منش[3] اور جل جنتو[4] ہیں اُن سے شت سہسر[5] گنے ہو جاویں۔ پھر منشوں کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھانیہ ہی نہ ہونے پاویں پھر سب منشوں کی آجیوکا نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جاویں۔ اور بیاگھرادک (شیر وغیرہ) مانس آہاری جیو بھی اُن مرگ آدکوں کو بھکشن کرتے ہیں۔ اور گائے آدکوں کو بھی پرنتو منش لوگوں کو یہ چاہئے کہ گائے بیل بھینسی چھیری بھیڑ اور اونٹ آدک پشوؤں کو کبھی نہ ماریں کیونکہ انہیں سے سب منشوں کی آجیوکا چلتی ہے۔ جتنے دُگدھ آدک (دودھ وغیرہ) پدارتھ ہوتے ہیں۔ وے سب اُتم ہی ہوتے ہیں۔ اور ایک پشو سے بہت آجیوکا منشوں کو ہوتی

[1] ظاہرا۔ [2] دلیل۔ [3] مچھلی۔ [4] سینکڑوں ہزاروں گنا

تمبیدسے گئے بعد اُگے صفحوں میں گوشت خوری اور گھوڑ اہنسی کے بلیدانے میں آریوں کے وید وں کے "آدانت یا می" (القدید اتائی) پنڈت مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں - ہمارے بچار شیل ناظرین اسے پڑھیں اور بچار کریں اگر ویدوں کے نام سے یہ "مہرشی" صاحب کیسی کچھ نقصان دہ اور گنا آلودہ تعلیم دے گئے ہیں - کہ جسے پڑھکر ہندو ماتر کمپائمان ہونے کے بنا نہیں رہ سکتے ؛ -

چنانچہ ستیارتھ پرکاش طبع اول مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰۲ پر آپ جتنے جانوروں کو مار کر اُن کے گوشت سے یگیہ کرنے اور پھر اُس گوشت کو کھانے کی ہدایت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل سوال و جواب لکھتے ہیں :- "پرشن - ایک جیو کو مار کے اگنی میں جلانا اور پھر کھانا یہ کچھ اچھی بات نہیں اور جیو کو پیڑا دینا کسی کو اچھا نہیں -

ادتر - اس میں کیا کچھ پاپ ہوتا ہے ؟

پرشن - پاپ ہی ہوتا ہے - کیونکہ جیووں کو پیڑا دے کے اپنا پیٹ بھرنا یہ دھرماتماؤں کی ریتی نہیں -

ادتر - اچھا ایک جیو کو مارنے میں پیڑا ہوتی ہے - سو سب ہی ہماروں کو چھوڑ دینا چاہیئے - کیونکہ نیتروں کی چیشٹا سے بھی سوکھشم دیہ والے جیووں کو پیڑا ادش ہوتی ہے اور تمہارے گھر میں کوئی منش چوری کرے تو تم لوگ بھی

کو نہیں ۔ سو بھی گو میدھ آدِک جگّوں میں ۔ اپنہ نتر کسی اور
جگہ) نہیں کیونکہ بیل آدمی سے بھی منشوں کا بہت اوپکار
ہوتا ہے ۔ اس سے ان کی بھی رکھیا کرنی چاہیئے ۔ اور جو
بندھیا (بانجھ) گائے ہوتی ہے اُس کو بھی گو میدھ میں
مارتا لکھا ہے ۔

1/25

स्थूल पृषती मारने का हराम मन्त्र होमालभे

یہ براہمن کی شرتی ہے ۔ اس میں استری لنگ آدر
ستھول پرشتی وشیش سے بندھیا (بانجھ) گائے لیجاتی
ہے ۔ کیونکہ بندھیا سے دودھ اور بتس آدکوں کی اُتپتی
ہوتی نہیں ۔ اور جو ماس نہ کھائے سو گھرت دودھ
آدکون سے نرباہ کرے ۔ کیونکہ گھرت دودھ آدکون
(گھی دودھ) وغیرہ سے بھی بہت پشٹی (طاقت) ہوتی ہے
سو جو ماس کھائے اُنکو گھرت آدکوں سے جو نرباہ کرے وہ
بھی سب اگنی میں ہوم کے بنا نہ کھائیں ۔ کیونکہ جیو کو مارنے
کے سمے پیڑا ہوتی ہے ۔ اُسے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے پھر جب
اگنی میں وے ہوم کرینگے تب پرمانو سے اوکت پرکار
(مذکورہ بالا طریق پر) سب جیووں کو سُکھ پہنچیگا ۔ ایک جیو کی
پیڑا سے پاپ بھیا تھا ۔ سو بھی تھوڑا سا گنا جائیگا ۔
اینتھا نہیں "۔

مذکورہ بالا لمبا انتخاب گوشت خوری ۔ بیل کشی ۔ اور

ہے - مارنے سے جہاں سو منش ترپت ہوتے ہیں - اُس گائے آدک پشوؤں کے بیچ میں سے ایک گائے کی رکچھا سے دس ہزار منشوں کی رکچھا ہو سکتی ہے - اس سے اُن پشوؤں کو کبھی نہ مارنا چاہیئے +

پرشن - ان پشوؤں کو نہیں مارنے سے ان کے بہت ہونے سے سب پرتھوی بھر جائیگی - پھر بھی تو منشوں کی ہانی ہونے لگیگی +

اوتر - ایسا نہ کہنا چاہیئے - کیونکہ بیاگھر آدک جیو اُن کو مارینگے اور کتنے روگوں میں بھی مرینگے - اس سے اتینت نہیں ہونے پاوینگے - اور منشوں کے مارنے سے گھرت آدک پدارتھ اور پشوؤں کی اوتپتی بھی نشٹ ہو جاتی ہے - اس سے جہاں جہاں گومیدہ آدک لکھے ہیں وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کو مارنا لکھا ہے - اس سے اشو ابھی پرایے میں نرمیدہ لکھا ہے - منش نر کو مارنا کہیں نہیں - کیونکہ جیسی پشٹی (طاقت) بیل آدک نروں میں ہے - ویسی استریوں میں نہیں ہے - اور ایک بیل سے ہزاروں گیا (گائیں) گربھوتی ہوتی ہیں سو ئی لکھا ہے

गौरनु बन्ध्योऽश्वी बांमीयः।

یہ براہمن کی شرتی ہے - اس میں پُلنگ نردیش سے (کلمہ مذکر) سے یہ جانا جاتا ہے کہ بیل آدک کو مارنا گائیں

ستیارتھ پرکاش میں ہی نہیں کی۔ بلکہ اپنی تصنیف کردہ ویدوں کے مطابق سنسکار یعنی رسمیں ادا کرنے کے متعلق اپنی کتاب موسومہ سنسکار بدھی طبع اول میں بھی جابجا گوشت خوری کی تائید کی ہے چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے "جو چاہے کہ میرا بیٹا خوشتروؤں کو جیتنے والا اور آپ کبھی شکست نہ کھانیوالا سرو آیو کا بھوگنے والا سب وید ویدانگوں کا پڑھنے والا ہو تو مانس میں بھات کو پکا کے کھیر وکت کھائیں۔ تو ایسے پتر ہونے کی سمبھاونا ہے"! خوب سوامی صاحب نے بہادر عمر دراز اور وید پاٹھی اولاد پیدا کرنے کا ویدک نسخہ تو اپنے پیروؤں کے لیے اچھا بتایا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر دو بچوں کی مائیں اسی نسخے کا استعمال کریں اور اُن دو توئے لڑکے وید ویدانگ پڑھ کر آپس میں یدھ کریں۔ اور اُن میں سے ایک شکست کھا جائے۔ تو پھر اس نسخے کی صداقت کہاں جائیگی؟ اور کیا مسلمان لوگ پہلے سے ہی گوشت اور بھات نہیں کھاتے ہیں۔ پھر اُن میں سے کتنے شخص ویدویدانگوں کو پڑھنے والے پیدا ہوتے ہیں؟

(تیسرے)۔ بکری اور تیتر کے گوشت کھانے کی ہدایت

پھر سنسکار بدھی مذکور کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے۔

اینجہ گوؤکشی کی تائید میں "سوامی صاحب" کی دلائل اور اُس کے خلاف اعتراضوں کے متعلق اُن کے جواب کو بخوبی واضح کرتا ہے۔ اور جس طور پر سوال و جواب کے سلسلے میں مسلسل اور مزیدار گو غلط دلیل بازی سے اس سارے بیان میں کام لیا گیا ہے اُس سے مصنّف کے اندر اس مسئلہ کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے وقت جو کچھ دلی و دماغی کشمکش جاری ہے اُسے بھی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس ساری کشمکش کے بعد بھی اور مفید حیوانوں مثل گائے بیل آدمی کے انسان کے لئے بہت فائدہ مند رہنے کا علم رکھکر بھی آخر کار یہ ویدک پنڈت جس نتیجے پر پہنچے ہیں اُسے بھی بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پاپ پن کے بارے میں آریہ سماج کے بانی کے اندر جس قدر دھندلا اور غلط گیان تھا اُس کا بھی اس سے پتہ لگتا ہے۔ اور صرف آگ میں ہوم کے نام سے کچھ گوشت کی بوٹیاں ڈال دینے سے بیلوں۔ گھوڑوں اور بانجھ گوؤں کو مارنے کے جائز ہونے کی لغو تعلیم بھی ہمارے سامنے واضح طور سے ظاہر ہوتی ہے ۔

(دوسرے) اچھی اولاد پیدا کرنے کے لئے گوشت خوری کی ہدایت

لیکن سوامی صاحب نے گوشت خوری کی تائید صرف

اوتر - یہ راج پرشوں کا کام ہے - کہ جو ہانی کارک پشو وا انش ہوں اُن کو دنڈ دیں[1] - اور پر اِن بھی یوکت کر دیں (مار ڈالیں)

پرشن - پھر کیا اُن کا مانس پھینکدیں ؟

اوتر - چاہے پھینکدیں - چاہے کتے آدمی مانس آہاریوں کو کھلا دیویں - وجلا دیویں - اتھوا کوئی مانس آہاری کھا وے تو بھی سنسار کی کوئی ہانی نہیں ہوتی - کنتو اُس منش کا سبھاؤ مانس آہاری ہوکر ہنسک ہو سکتا ہے "

بیشک سوامی صاحب اپنے اندر جن دھرم اور اخلاق کی حسول یا بودھوں کو رکھتے تھے - اُن پر انسان کو انسان کا گوشت کھانے کی ہدایت دیتے وقت کوئی چوٹ نہ لگتی ہو - اور ایسی تعلیم پر عملی طور پر پیروی کرنے والوں کے ذریعہ اُنہیں دنیا میں کوئی ہانی نظر نہ آتی ہو - لیکن جن لوگوں کے بھیتر اور باپ ہُن تو کہیں رہا معمولی نفاست اور لطافت کی حس یا aesthetic faculty پیدا ہو چکی ہو - اُنہیں ایک ایسی کتاب میں جو ایک فرقہ کی دھرم پستک یا دینی کتاب سمجھی

[1] چیتوں اور بھیڑیوں کو دنڈ دینے کی ایک ہی کہی شاید راجا کا پروانہ گیدڑ اُن کے پاس لیکر پہنچینگے ! مولف

"چھٹے مہینے میں ان پر اسن کراوے - اُن کی خواہش کرنے والا بکرے کا گوشت - اور ودیا کی کامنا کے لئے تیتر کا ماس بھوجن کراوے اُپروکت ہد ایت مانس آہاری لوگوں کے لئے ہے"۔

(چوتھے) آدمی کا گوشت کھانے کی ہدایت

نہ صرف یہ کہ سوامی صاحب نے ویدوں کے نام سے گؤ - بیل - بکرے - تیتر وغیرہ کا گوشت کھانے کی مذکورہ بالا تعلیم دینے کے متعلق کبھی اپنی غلطی یا افسوس کا اظہار نہیں کیا - بلکہ اپنے مرتے دم تک بھی اُنھوں نے اپنی جو تحریر مشتہر کی ہے اُس میں بھی وہ مانس بھکشن کی تعلیم کو جائز قرار دینے سے نہیں رُکے چنانچہ اپنے ستیارتھ پرکاش کی آخری طبع یعنی اُس کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے صفحہ ۲۲۶ پر وہ مردار انسان کا گوشت کھانے کی ایسی مکروہ اور گھناؤنی تعلیم دے گئے ہیں - کہ جو آج تک شاید کسی بھی مذہبی پیشوا کو دینے کی جرات نہ پڑی ہوگی - چنانچہ لکھا ہے - (انتخابوں کے مشکل الفاظ کا ترجمہ ہمنے جابجا خطوط وحدانیوں کے اندر دے دیا ہے)

"پرشن - جب سبھی اہنسک (گوشت خوری سے پرہیزگار) ہو جائیں - تو بیاگھر (شیر) آدمی - پشو اتنے بڑھ جائیں - کہ سب گاسئے آدمی پشوؤں کو مار کھائیں - تمہارا پرشارتھ ہی ویرتھ ہو جائے"

(پانچویں) مختلف مذہبوں کے ہادیوں کی بعزتی

لیکن ہم اپنے ناظرین کی توجہ اس کراہیت پیدا کرنے
والی اور نہایت Repulsive تعلیم کی طرف سے
ہٹا کر اب اور مضامین کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔ اور آریہ سماج
کی دینی کتب کے اندر جن اور بہت سے گناہوں وغیرہ کی تعلیم
دی گئی ہے۔ اُنہیں مسلسل طور پر بیان کرتے ہیں۔ اور ایسا
کرنے میں سب سے پہلے ہم اُس عام خرابی اور فساد کی جڑ کے
کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔ کہ جو آریہ سماج کے بانی خاص طور پر اپنے
پیروؤں کے لئے ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں۔ اور جس کے اثر کی بدولت
آریہ سماج کے بہت سے لوگ خصوصیت سے جھگڑالو اور دیگر مذاہب
اور اُن کے ہادیوں کے متعلق خصوصیت سے ناواجب حملے کرنے کے
مرتکب ہوتے ہیں۔ یعنی مخالف لوگوں کے تعلق میں کئی آریہ سماجیوں
کی تحریروں اور تقریروں میں جس قدر بدزبانی یا بدتہذیبی دیکھی جاتی
ہے۔ اُس کا جو عملی نمونہ اُن کے ہادی اور گورو اپنے پیروؤں کے
سامنے چھوڑ گئے ہیں۔ اُس کی چند مثالیں اُن کی اپنی تحریروں میں
سے نیچے درج کی جاتی ہیں۔ ان اقتباسوں میں توجہ طلب الفاظ
ہم نے جلی کر دیئے ہیں ؂

جاتی ہو۔ اور جس کا مصنف ایک سنیاسی دھرم پرچارک بتایا جاتا ہو۔ ایسی تعلیم پڑھ کر جس قدر آگھات پہنچ سکتا ہے اُسے ہم ہی محسوس کر سکتے ہیں !!

پچھلے دنوں جب امریکہ کے بعض گوشت فروش سوداگروں کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ ٹین کے ڈبوں میں گوشت بند کرتے وقت اُس میں انسانی گوشت کے ٹکڑے بھی ملا دینے سے گریز نہیں کرتے۔ تو اس وحشتناک خبر کے نکلنے کے ساتھ ہی مانس خور یورپینوں اور امریکن لوگوں کے اندر سے بھی اُن سوداگروں کے لئے اس قدر نفرت اور حقارت کا جوش پیدا ہوا تھا کہ جس سے یورپ اور امریکہ گونج اُٹھا تھا لیکن حیرت ہے کہ بھارت ورش میں ایک شخص جو اپنے آپ کو برہمن اور سنیاسی ظاہر کرتا ہے۔ اور ہندو رشیوں کے وید اور شاستروں کے دھرم کا پرچار کرنے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ مردم خوری کی ایسی گھناونی تعلیم دیتا ہے۔ مگر نہ صرف یہ کہ اُسے ہمارے کثرت سے ہندو ہموطن چپ چاپ پی جاتے ہیں۔ بلکہ اُس کی ایسی کتاب کو جو کہ اُردو اور انگریزی زبان کا لباس پہنانے کے لئے اپنا وقت اور روپیہ اور اپنی طاقتیں خرچ کرتے ہیں!! اور ایسی کتاب میں امتحان پاس کرنے کے لئے انعام دینے کے لئے اپنے کیسے خالی کرتے ہیں!! شوک!! مہاشوک!!

کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ سوامی صاحب پر کبھی اگھور پنتھ کا رنگ بھی چڑھا ہو؟

لکھتے ہیں :-

"ان کے اچارج سوارتھی تھے[1] (خود غرض) تھے۔ پورن ودوان نہیں۔ کیونکہ جو سب کی نند یا (نِندا) کرتے تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا۔ نہ اُن کا پریوجن (مطلب) سدھ ہوتا .... ان کے اچارج جانتے تھے۔ کہ ہمارا مت پول پال ہے۔ جو دوسروں کو سنا دیں گے تو کھنڈن ہو جاویگا۔ اس لئے سب کی نندیا کرو۔ اور مورکھ جنوں کو پھنساؤ"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۶ پر گورو نانک دیو جی کے متعلق مندرجہ ذیل بیان لکھا ہے :-

"وہ چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی پگ اڑاؤں (ٹانگ اڑاؤں) ...... یہ بات اپنی مان پرتشٹھا اور اپنی پرکھیاتی (عزت اور شہرت) کی اچھا کے بنا کبھی نہ کرتے۔ اُن کو اپنی پرتشٹھا کی اچھا اوشّ تھی .... جب کچھ ابھیمان تھا۔ تو مان پرتشٹھا کے لئے کچھ دمبھ (مکر)

[1] مہاتما بدھ اور اُن کے اور کئی پرچارک جو راج پاٹھ یا دنیوی منصب چھوڑ کر دھرم پرچار کے کام میں لگے رہے وہ آریہ سماج کے بانی کے نزدیک خود غرض تھے!! کسی مذہبی ہادی کی تعلیم اور اُسکے کام پر اعتراض کرنیکی بجائے اُنکی نیتوں پر حملہ کرنیکا جو نہایت غلط طریق آریہ سماج کے بانی نے شروع کیا تھا اسکا ابتک بھی اُنکے پیرو ملّں نے بہت استعمال کیا۔ مولف

اول - ہندو بزرگوں کے متعلق "سوامی" صاحب کی شستہ بیانی

چنانچہ سب سے پہلے ہم "سوامی صاحب" کی اُس شستہ زبانی کا نمونہ پیش کرتے ہیں - کہ جو وہ کسی غیر قوم یا کسی غیر ملک کے مہاپرشوں کی نسبت نہیں - بلکہ اپنی ہی قوم کے جن پراچین بزرگوں کا نام لے لے کر کئی آریہ سماجی لیکچرار اپنا لیکچر دیتے وقت پلیٹ فارم پر اچھلا کرتے ہیں اُن میں سے ہی بعض کی بابت لکھ گئے ہیں - مثلاً ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ پر شری مد بھاگوت آدی کے مصنف یا مصنفوں کو "سوامی صاحب" اس طور پر یاد فرماتے ہیں *

"بھاگوت کے بنانے والے لال بھجکڑ! کیا کہنا تجھکو ایسی ایسی متھیا (جھوٹی) باتیں لکھنے میں تنک بھی لجا (اور شرم نہ آئی نپٹ اندھا ہی بن گیا ..... بھلا ان مہا جھوٹ باتوں کو وے اندھے پوپ اور باہر بھیتر کی پھوٹی آنکھوں والے اُن کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں - بڑے ہی آشچرج کی بات ہے کہ یہ منش ہیں - وا انیہ کوئی - (انسان ہیں یا کوئی اور) !!! ان بھاگوت آدی پرانوں کے بنانے والے جنمتے ہی کیوں نہیں گربھ ہی میں نشٹ ہو گئے !!! وا جنمتے سمے مر کیوں نہ گئے !!!

پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۲۹ و ۴۳۰ پر جینیوں اور بودھوں کے اچاریوں کی نسبت آپ

"اب دیکھئے خدا اور رسول کی یکچھ پات کی باتیں۔ محمدؐ صاحب آدی (وغیرہ) سمجھے تھے۔ کہ جو خدا کے نام سے ایسی ہم نہ لکھینگے تو اپنا مذہب نہ بڑھیگا۔ اور پدارتھ (سامان) نہ ملینگے انند بھوگ نہ ہوگا۔ اسی سے ودت (ظاہر) ہوتا ہے کہ وے اپنے مطلب کرنے میں پورے تھے۔ اور انیہ (اوروں) کے پریوجن (مطلب) لگاڑتے ہیں"۔

تیسرے۔ حضرت عیسٰے کے متعلق سوامی صاحب کی تحریریں

پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۰۱ پر حضرت مسیح کے سولی پر چڑھنے کی نسبت لکھا ہے:۔

"ایسی دردشا (ذلت) میں مرنے سے آپ خود قتل ہو کر یا سمادھی پڑھا کر یا کسی اور طور سے جان چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا۔ لیکن عقل بنا علم کے کیسے آوے[1]"؟

پھر آگے چل کر حضرت عیسٰے اور بائبل کی نسبت لکھا ہے:۔

"سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ پستک عیسائیوں کا اور عیسٰے ایشور کا بیٹا۔ جنہوں نے بنایا۔ وے شیطان ہوں تو ہوں۔ کنتو نہ یہ ایشور کرت پستک نہ اس میں کہا ایشور۔ اور نہ عیسٰے۔ ایشور کا

---

[1] لیکن زمانہ کی رفتار کیسی عجب ہے کہ انہی سوامی صاحب کے پیرو یہ ظاہر کرنیکی کوشش کرتے سنے ہیں کہ "سوامی" صاحب بھی مثل حضرت عیسٰے کے اوروں کے ہاتھ سے مرے تھے۔ مولف

بھی کیا ہو گا"

دوسرے ہادیٔ اسلام کے متعلق "سوامی" صاحب
کی تہذیب کا نمونہ

پھر حضرت محمد صاحب کی بسنبت ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۵۳۸ پر لکھا ہے :۔

"اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا۔ یہ قرآن ۔ قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ کیول پکچھ پات اوڈیا (محض تعصب اور جہالت) کے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے مسلمان لوگ اندھیرے میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا۔ کہ جو تم میرا پکچھ کرو گے تو خدا تمہارا پکچھ کریگا۔ اور جو تم پکچھ پات روپ پاپ کرو گے اُس کی رکچھا بھی کریگا۔ اس سے سدھ ہوتا ہے کہ محمد صاحب کا انتہ کرن (دل) شدھ نہیں تھا اس لئے اپنے مطلب سدھ کرنے کے لئے محمد صاحب نے قرآن بنایا و بنوایا۔ ایسا ودِت (ظاہر) ہوتا ہے"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۲ پر لکھا ہے :۔

؎ کیا خود سوامی دیانند صاحب نے ویدک الہام کے نام سے ایسی "پاپ" کی تعلیم نہیں دی کہ خدا ویدک دھرمیوں کا طرفدار اور اُن کے مخالفوں کا دشمن ہے ۔ دیکھو ہمارا تالیف کردہ رسالہ بنام آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم ۔ مولف

لائق ہیں۔ کہ جو "سوامی" صاحب کے زندگی کے حالات سے متعلق ہو۔ اس لئے یہاں پر ہم صرف دوسرے قسم کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کی دوسری ایڈیشن کے صفحہ ۲۸۷ پر آپ شنکر اچاریہ اور اُن کے ویدانت مت کا بیان کرتے وقت لکھتے ہیں:-

"اب اس میں بچارنا چاہئے۔ کہ جو جیو برہم کی ایکتا اور جگت متھیا شنکر آچارج کا نج مت (ذاتی عقیدہ) تھا۔ تو وہ اچھا مت نہیں۔ اور جو جینیوں کے کھنڈن کے لئے اُس مت کا سویکار (اُس عقیدے کو اختیار) کیا ہو تو کچھ اچھا ہے"

گویا اس اقتباس کے جو حروف ہم نے جلی کر دیئے ہیں۔ اُن میں سوامی صاحب یہ ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ اگر شری شنکر اچارج جی صدق دلی سے ویدانت مت کی تعلیم کو مانتے ہوں تب تو یہ خراب بات ہے لیکن اگر مکاری سے اور محض اپنے مخالفوں کو شکست دینے کے لئے اُنہوں نے اپنے دلی عقائد کے خلاف یہ مت قبول کر لیا ہو۔ تو یہ اچھی بات ہے!! کیا خوب کیا اسی اصول کی بنا پر سوامی صاحب یہ پرچار کیا کرتے تھے۔ کہ تم بیشک خود ویدوں کو الہامی کتاب مانو یا نہ مانو لیکن ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ایسا کہتے رہنا مفید ہے!

بلیٹا ہو سکتا ہے" +

دیکھو ستیارتھ پرکاش دوسرا ایڈیشن صفحہ ۵۰۵ - ۵۰۱!
اس بدزبانی کی بھی کوئی حد ہے! پھر اگر ایسے گورو کے کئی چیلے
جابجا اپنی بدزبانی کی بدولت مذہبی تعصب کو بڑھاتے اور ہند کی مختلف
جماعتوں کے اندر نفاق پیدا کرتے ہوں تو پھر ان بیچاروں کا کیا قصور!
کیونکہ انہیں جنم گھٹی ہی مذکورہ بالا قسم کی ملی ہے +

(چھٹے) مکاری کی تائید

لیکن ناظرین آریہ سماج کے بانی نے اپنے پیروؤں کے سامنے
صرف مذکورہ بالا قسم کی بدزبانی کا ہی عملی نمونہ قائم نہیں کیا۔ کہ
جس کی اب ان کے کتنے ہی پیرو اپنے مخالفوں کے متعلق تحریریں
لکھتے وقت یا تقریریں کرتے وقت خوب دل کھول کر پیروی کرتے
ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انھوں نے راست بیانی کی نسبت
جھوٹھ بیانی یا مذہبی عقاید میں دیانتداری کی نسبت مکاری کو ترجیح
دینے کا بھی جو عملی نمونہ اپنے پیروؤں کے سامنے قائم کیا ہے۔ وہ
اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ نمونے دو قسم کے ہیں +
(۱) آریہ سماج کے بانی کی اپنی زندگی میں بہت سی ایسی کارروائیاں
کہ جو صدق دلی اور دیانتداری پر ہرگز مبنی نہ تھیں + اور
(۲) آریہ سماج کی دینی کتب میں اس قسم کی مکاری کا تعریفیہ ذکر +
مگر پہلی قسم کے نمونے کسی الگ کتاب میں درج کیے جانے کے

کیا جس کے ساتھ ہمارا مقدمہ ہو وہ شترو نہیں؟ جو ہمارے کسی کام میں الجھن ڈالتا ہو وہ شترو نہیں؟ اسطور پر یہ تعلیم عدالتوں کے کمروں اور روزمرہ کے کاروبار میں جس قدر دھوکہ دفریب کے لئے دروازہ کھول دیتی ہے۔ اس کا قیاس کیا جا سکتا ہے!

(آٹھویں) انسانوں کے خون کی کھلم کھلا تعلیم

لیکن آریہ سماج کے اس سنیاسی بانی نے اور بھی غضب کر دیا جبکہ اُنھوں نے مذہب کے نام سے اپنے مخالف انسانوں کا جنہیں وہ اپنے خیال میں دُشٹ سمجھتے ہوں کھلم کھلا قتل کرنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ہمارے ناظرین حیران ہونگے کہ آریہ سماج کے بانی اور اس زمانے کے "رشی" اور "مہرشی" صاحب اپنے ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے آٹھویں سملاس میں ۲۰۷ صفحہ پر مندرجہ ذیل خوفناک تعلیم دے گئے ہیں:-

"دشٹ پرشوں کے مارنے میں ہنتا کو پاپ نہیں ہوتا۔ چاہے پرسدھ مارے چاہے اپرسدھ"

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ تم جسے دُشٹ یا خراب آدمی سمجھتے ہو۔ اُسے تم چاہے ظاہرا قتل کر ڈالو اور چاہے چھپ چھپا کر مگر ایسا کرتے ہیں تمھیں کوئی پاپ نہیں لگتا۔

اس سے آگے چل کر انیسویں صدی کے یہ ویدک ریفارمر صاحب دلیل دیتے ہیں کہ "کرودھ کو کرودھ سے مارنا جانو

(ساتویں) دھوکہ بازی کی صریح تعلیم

مگر "سوامی" صاحب نے صدق دلی پر مکاری کو ترجیح دینے کی مذکورہ بالا تعلیم دینے پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ اپنی اسی کتاب یعنی ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے صفحہ ۹۱ پر یہ ہدایت بھی دی ہے:-

"شترووُں کو دھوکہ دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرنا":

واہ کس قدر اعلےٰ اخلاقی تعلیم ہے۔ کیا اسی تعلیم کا یہ اثر نہیں۔ کہ بقول "ایک آریہ" کے کہ جس کی چٹھیاں ماہ جون ۱۹۰۶ء میں لاہور کے مشہور اخبار ٹرِبیون میں نکلتی رہی تھیں۔ آریہ سماج کے کم سے کم ایک فریق میں کھلم کھلا اس امر کا پرچار کیا جاتا ہے۔ کہ "عشق اور مخالفت میں سب چالیں جائز ہیں"۔ اور جہاں مذہب اور الہام کی کچھ پکار نہ مچا کر بھی اس وقت مہذب انسان اس حالت میں آگیا ہے کہ وہ دیانتداری اور ایمانداری کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگ گیا ہے۔ وہاں ان ویدک سدھانتوں کے انوسار ایک دھرم اپدیش کا دعوےٰ کرنے والے سنیاسی صاحب یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کا دھوکہ اور فریب جائز ہے! پھر کون سے شترو

تب ایسے صاحبوں سے وہ "شنتر دہ" کہ جو ویدک دھرمی بھی نہیں کس قدر محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اُس کا خود ہی قیاس کیا جا سکتا ہے! لیکن آریہ سماج کے بانی کے نزدیک انسانی خون جیسا نازک معاملہ کس قدر معمولی چیز تھی اُس کا اندازہ ایک ادنےٰ بات سے بھی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۲۶ (گیارھواں سملاس) پر شاگردوں کا اپنے استاد کے ساتھ جو رشتہ ہونا چاہیے اس کے متعلق آپ تحریر کرتے ہیں :-

"گورو تو ماتا پتا۔ آچاریہ اور اتتھی ہوتے ہیں اُن کی سیوا کرنی۔ اُن سے ودیا۔ شکشا لینی دینی۔ شش اور گورو کا کام ہے۔ پرنتو جو گورو لوبھی۔ کرودھی۔ موہی اور کامی ہو۔ تو اُس کو سربتھا چھوڑ دینا۔ شکشا کرنی سہج شکشا سے نہ ملنے تو ارگھ پاتھ ارتھات تاڑنا۔ ڈنڈ۔ پران ہرن تک بھی کرنے میں کچھ دوش نہیں۔" گویا اگر کوئی ماں باپ یا استاد لالچی ہو۔ یا غصہ کرنے والا ہو۔ یا بال بچوں وغیرہ دنیوی چیزوں سے نسبتاً زیادہ محبت رکھنے والا ہو اور وہ اپنے کسی لائق بیٹے یا شاگرد کے سمجھانے سے نہ سمجھے تو ہمارے "مہرشی" اور "سوامی" اور "پرم ہنس" "بری براجکا چارج" شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی ہدایت کے مطابق اگر ایسے ایسے لائق شاگرد اور بیٹے اپنے استاد یا ماتا پتا کا پران ہرن یعنی خون تک بھی کر دیں تو کوئی گناہ یا دوش نہیں ہے!!

گروہ سے گروہ کی لڑائی ہے"۔ اوہ کس قدر خوفناک تعلیم اور اس کی حمایت کے لیئے منطق کا کس قدر بیجا استعمال!! کیا اپنے مذہبی سپہ سالار اور سوامی اور رہبر کی اسی ہدایت سے ڈر کر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ایک سابق پردھان پنڈت رام بھجدت چودھری بی۔اے وکیل لاہور اپنے ایک خط میں کہ جو آریہ اخبار شبھ چنتک مطبوعہ قادیان ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء میں چھپا اپنے بعض آریہ مخالفوں کی نسبت مندرجہ ذیل عبارت رقم کرتے ہیں:-

"اگر ان (آریہ) بھائیوں کے اختیار میں ہو تو مجھے ابھی پھانسی چڑھا دیویں یا زہر کھلا مار دیں"۔

واہ! کیا خوب ویدک دھرم اس جگت کے اُدھار کے لئے نازل ہوا ہے! لیکن چودھری صاحب کو شکر کرنا چاہیئے کہ ابھی تک انکے آریہ بھائیوں کا چکرورتی راج قائم نہیں ہوا۔ بلکہ وہ انگریزوں کے سایہ تلے محفوظ ہیں!! اسی طرح پہلے آریہ سماج کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت کوڑومل صاحب آریہ گزٹ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء میں تحریر کرتے ہیں:-

"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہردم خور (آریہ مہاتما (آریہ سماج کی) کالج پارٹی کو اگر ان کا داؤں لگے تو ایک منٹ میں پھانسی پر چڑھا دیں"

میں چھوڑ گئے ہیں وہ اس قدر وحشیانہ اور خطرہ ناک ہیں۔ کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ مثلاً مہذب انسانوں کے نزدیک قانون کا یہ ایک مسلمہ اور نہایت ضروری اصول ہے کہ کسی بڑے سے بڑے مجرم کو بھی بغیر ضروری تحقیقات کرنے اور ملزم کو اپنی صفائی کا موقعہ دینے کے کوئی سزا نہ دی جائے۔ لیکن اس کے خلاف بیسویں صدی کے قریب پہنچکر۔ آریہ سماجیوں کے قول کے موافق ان کے "لاثانی" ویدک پنڈت اور وید ویدانگ اور شاستروں کے عالم کیا تعلیم دیتے ہیں؟ وہ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے آٹھویں سمولاس میں صفحہ ۱۷۴ پر لکھتے ہیں :-

"چاہے گورو ہو چاہے پتر آدمی بالک ہوں۔ چاہے پتا آدمی بردہ (بوڑھا باپ) چاہے براہمن اور چاہے بہت شاستروں کا شروتا (سننے والا) کیوں نہ ہو جو دھرم کو چھوڑ ادھرم میں برتمان دوسرے کو بنا اپرادھ مارنے والے ہیں۔ اُن کو بنا بچارے مار ڈالنا ارتھات مار کے پشچات بچار کرنا چاہیئے"۔

اب اول تو کسی کو دھرم کو چھوڑ ادھرم میں "ورتمان" بتا کر قتل کئے جانے کا مستحق قرار دینا کس قدر خوفناک اور مجرمانہ تعلیم ہے۔ اور ایسی خوفناک تعلیم کے ماننے والوں کے ہاتھ میں یہ کس قدر نہایت خطرہ ناک ہتھیار پکڑانا ہے۔ کیونکہ کسی کو

اوہ! ایک "مذہبی ہادی" کی کس قدر خوفناک تعلیم! بلاشبہ اس تعلیم کی پیروی کرنے سے ایک ایک خاندان اور ایک ایک سکول اور کالج کے اندر جس قدر اندھیر مچ سکتا ہے اس کی تصویر سامنے لانے سے ہی دل کانپ اُٹھتا ہے!

(نویں) راج نیتی کی تعلیم کے نام سے سخت مجرمانہ اور عیشیانہ پن کی تعلیم

اوپر کی تعلیم کو پڑھ کر ہمارے ناظرین کے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ کہ "سوامی" صاحب ایسی اخلاقی اور قانونی حسین اپنے اندر رکھ کر اپنے پیروؤں کو راج نیتی یا ویدک طریق پر انتظام سلطنت کی جو کچھ تعلیم دے گئے ہونگے۔ وہ آئی۔ ڈی ایل یا آدرش طرز حکومت کیسی کچھ مزیدار ہوگی +

چنانچہ ہمارے ہموطن حیران ہونگے۔ کہ جس چکرورتی راج اور ویدک راج وغیرہ کی آریہ سماجی لوگ اس قدر پکار کیا کرتے ہیں۔ اور اُن کے سوامی صاحب اپنے وید بھاشیہ میں ویدوں کے مزدوش منتروں کا ترجمہ کرتے وقت جگہ جگہ ان میں سے چکرورتی راج اور سلطنت کے مختلف سامانوں مثل فوجوں اور رسالوں۔ بندوقوں اور توپوں وغیرہ کے لئے پرارتھنائیں نکال گئے ہیں۔ اُس ویدک راج کے قوانین یا راج نیتی کے جو نمونے سوامی صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش

(دسویں) زناکاری کی خوفناک تعلیم

آخیر میں ہم آریہ سماج کے بانی کی دھرم کے نام سے اُس خوفناک زناکاری کی تعلیم کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو وہ شوہر اور بیوی کے تعلقات اور نیوگ کے نام سے دے گئے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی کی تعلیم کا یہ حصہ اب کئی سالوں سے پبلک کے سامنے آچکا ہے اور اُس پر پردہ پوشی کرنے کے لئے آریہ سماج کے لوگ بہت سی کوششیں بھی کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ آریہ سماج کی کالج پارٹی کے لیڈر اور ڈی اے وی کالج میں تعلیم پانے والے بچوں کے استاد یا پرنسپل لالہ ہنسراج صاحب بی۔ اے اپنے ہادی کی اس تعلیم کو نہ صرف جائز بلکہ بہت مفید اور ضروری قرار دینے کے متعلق ایک پبلک لیکچر بھی دے چکے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج کے بانی کی اس بارے میں نہایت گناہ آلودہ تعلیم کا ذرا زیادہ توجہ کے ساتھ مطالعہ کیا جاوے۔ سب سے پہلے جو عذر آریہ سماج کے لوگ اس تعلیم کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ نیوگ کی تعلیم اس قدر اعلےٰ ہے کہ وہ صرف ست جگ کے زمانے میں مروج ہو سکتی ہے اور اُسے صرف بڑے بڑے دھرماتما لوگ پورا کر سکتے ہیں۔ جبکہ اصلیت یہ ہے۔ کہ یہ عذر صرف اُس تعلیم کے گناہ آلودہ اور شرمناک ہونے

یہ تعلیم دینا کہ اپنے ماں باپ یا اپنی اولاد یا اپنے استاد
کو جونہی تم "دھرم سے ادھرم" کی طرف جاتے دیکھو وہیں بیشک
تم انہیں قتل کر دو۔ اس قدر خوفناک جرموں کا دروازہ کھولدینا
ہے۔ اور پھر اس پر یہ تعلیم دینا کہ ایسے شخصوں کو بنا بچار
(تحقیقات) کرنے کے مار ڈالو۔ اور جب تم انہیں مار چکو۔ پھر
بچار یا تحقیقات کے لئے بیٹھو۔ یہ ایک ایسی نہایت خوفناک
نہایت مجرمانہ اور مسلمہ قانونی مسائل کے خلاف تعلیم دینا ہے کہ
جس کی مخالفت کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی لفظ نہیں ہیں!!
اسی طرح پر ستیارتھ پرکاش کے اسی سمولاس میں تعلیم دی گئی
ہے۔ کہ چوری کے لئے چور کا ہاتھ یا پاؤں یعنی جس انگ سے
اس نے چوری کی ہو وہ انگ کاٹ ڈالا جاوے۔ اور زانی
استری کو کتوں سے کٹوا کر مروا دیا جائے اور بدچلن
شوہر کو لوہے کے پلنگ کو اگنی سے تپا کر لال کرکے
اس پر ایسے شخص کو سلا کر جیتے جی بھسم کر دیا جائے"
یہ تعلیم جس قدر وحشیانہ اور ابتدائی زمانہ کی تعلیم ہے وہ ہمارے
بیان کی محتاج نہیں۔ اور یقیناً اس وقت کوئی آریہ مجسٹریٹ یا
حاکم بھی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی حاکم
ایسا کرے تو وہ خود سخت مجرم اور سخت سزا کا مستحق
ہو سکتا ہے ۔

جبکہ اُنکے بادی اُسے بہت سے دُکھوں اور پاپوں سے دور کرنے کا
ایک ماتر اُپائے سمجھتے ہیں۔ کیا آریہ سماجی صاحبان پاپ کو
جاری رکھنا دھرم خیال کرتے ہیں؟ مبادا سوامی دیانند کے
اس تاکیدی حکم کے سمجھنے میں کسی کو غلطی ہو۔ وہ اپنی ایک تیسری
کتاب میں مندرجہ ذیل حکم دیتے ہیں۔ دیکھو سنسکار بدھی مطبوعہ
۱۸۷۷ء صفحہ ۱۵۲ "نیوگ کا پرچار شیگھر کرنا واجب ہے
اس میں ولمب نہیں چاہیئے" یعنی نیوگ کا پرچار فوراً کرنا چاہیئے
اور اُس میں ہرگز دیری نہ کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اپنی چوتھی
تصنیف یعنی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ سمت ۱۹۳۴ بکرمی کے
صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے "یہی بیوستھا سب سے اتم ہے" گویا
"سوامی" صاحب کا تو اپنا جہاں کہیں بس چلا ہے۔ انہوں نے
نیوگ کا پرچار کیا ہے۔ اس پر بھی آریہ سماجیوں کا یہ عذر بالکل
فضول ہے کہ یہ تعلیم اس زمانہ کے لئے مقصود نہیں۔ البتہ یہ بالکل
سچ ہے۔ کہ نیوگ کی تعلیم اس قدر شرمناک ہے کہ کوئی آریہ سماجی
شرافت کی حس اپنے اندر رکھ کر کم سے کم اپنے گھر میں اسے رواج دینے کیلئے
شاید ہرگز تیار نہ ہو۔ کیونکہ خیال خیال میں اندھی پیروی کے باعث
اُس کی تائید کرنا اور بات ہے۔ اور اپنی بہو بیٹیوں پر اس کی
آزمائش کرنا جدا بات ہے۔ اب ہم اس امر کا امتحان ۔ کہ آیا سچ
مچ نیوگ کی تعلیم دھرم اور پاکیزگی کی تعلیم ہے یا خوفناک زناکاری
اور بدچلنی کی گناہ آلودہ مجرمانہ ہدایت ہے اُس کا امتحان

اور اس لیئے اس بُرے زمانے میں بھی رواج نہ پا سکنے کے لائق ہونے کے باعث کیا جاتا ہے۔ ورنہ خود آریہ سماج کے بانی بار بار یہ تاکید کر گئے ہیں۔ کہ اُن کی اِس تعلیم کو روکنا پاپ میں داخل ہے اور اس لئے اُسے فوراً جاری کرنا چاہیئے۔ مثلاً ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے چوتھے سمولاس میں صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے :۔

" (پرشن) ہم کو نیوگ کی بات میں پاپ معلوم ہوتا ہے۔

(اوتر) جو نیوگ کی بات میں پاپ مانتے ہو تو بواہ میں پاپ کیوں نہیں مانتے۔ پاپ تو نیوگ کے روکنے میں ہے " ۔

اسی طرح ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے :۔

" اس بات کی سجن لوگ شیگھر ہی پرورتی کریں (یعنی سجن لوگ اس ہدایت پر فوراً عمل کرنا شروع کریں) کیونکہ اس کے بنا بدھوا لوگوں کو اتینت دُکھ ہوتا ہے۔ اور بڑا پاپ ہوتا ہے۔ سنسار میں اس بات کے کرنے سے یہ دکھ اور پاپ کبھی نہ ہونگے " ۔

اپنے ہادی کی ایسی صریح آگیا کے باوجود پھر نہ معلوم آریہ سماجی صاحبان کس منہ سے یہ کہنے کی جرات کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے سوامی صاحب کی یہ تعلیم اس زمانہ کے لئے نہیں ہے۔

جسکے لئے سات سال تک جیل کی سزا معہ جرمانہ ہو سکتی ہے۔ (دفعہ ۴۹۴) +

(۳) جو شخص دوسری قسم کا جرم کرتے وقت فریق ثانی سے پہلی شادی کا حال مخفی رکھے اسے دس سال تک کی قید معہ جرمانہ ہو سکتی ہے۔ (دفعہ ۴۹۵)

(۴) جو شخص دھوکہ دہی کی نیت سے شادی کے نام سے کوئی ایسی رسم ادا کرے کہ جسے وہ جانتا ہو کہ قانوناً وہ شادی کی رسم نہیں ہے۔ وہ سات برس کی قید کا مستحق ہے۔ (دفعہ ۴۹۶) +

(۵) جو شخص یہ جان کر کہ یہ عورت کسی اور مرد کی بیوی ہے۔ بنا اُس شوہر کی چپ چاپ یا معاونت لئے سے رضامندی حاصل کرنے کے اُس عورت کے ساتھ مخصوص تعلق پیدا کرتا ہے۔ وہ زناکاری کا مجرم ہے۔ کہ جس کے لئے اسے پانچ سال تک قید کی سزا معہ جرمانہ ہو سکتی ہے۔ (دفعہ ۴۹۷)

(۶) جو شخص کسی دوسرے شخص کی بیوی کو اُس کے شوہر یا محافظ کی حفاظت سے اس نیت سے بھگا لیجاوے یا کہیں چھپاوے کہ وہ خود یا کوئی اور شخص اُس عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرے گا۔ تو ایسا مجرم دو سال تک کی سزا قید معہ جرمانہ کا مستحق ہو سکتا ہے۔ (دفعہ ۴۹۸)

اب ہم مذکورہ بالا پیمانوں کو سامنے رکھ کر سوامی* دیانند صاحب کی نیوگ کی تعلیم کا امتحان کرنا چاہتے ہیں +

* مجوزہ آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ سمت ۱۹۳۴ کے صفحہ ۲۱۴

ہم آگے چل کر کرتے ہیں ÷

بدچلنی یا زناکاری کہاں پاپ اور مجرمانہ حرکت ہے اس
کے جاننے کے لئے ہمارے پاس دو پیمانے ہیں۔ ایک اخلاقی
اور دوسرا قانونی۔ اخلاقی پیمانے کے رو سے اپنی بیاہتا بیوی
یا اپنے بیاہتا پتی کے سوا کسی دوسری استری یا دوسرے
مرد کے ساتھ مرد اور عورت والا مخصوص تعلق پیدا کرنا بدچلنی میں
داخل ہے۔ اور اُس سے اوپر اعلےٰ زندگی میں ایسی نگاہ سے
بھی کسی غیر استری یا مرد کی طرف دیکھنا بیوفائی اور پاپ میں
داخل ہے۔ اس کے علاوہ مروجہ قانون کے رو سے تعزیرات ہند
کے بیسویں باب میں شادی کے متعلق جو چھ قسم کے جرائم (دفعہ ۴۹۲
سے شروع کر کے دفعہ ۴۹۸ تک) بیان کئے گئے ہیں۔
اُن کے رو سے

(۱) کسی عورت کے اندر جھوٹ موٹ یہ یقین پیدا کر دینا کہ
وہ اُس کی جائز بیوی ہے اور پھر اس سے مخصوص تعلق پیدا
کرنا جرم ہے۔ اُس جس کے لئے دس سال تک قید کی سزا مع جرمانہ
ہو سکتی ہے۔ دفعہ ۴۹۳ ÷

(۲) ایک شوہر یا بیوی کے جیتے جی بنا کسی عدالت سے باقاعدہ
طلاق حاصل کرنے یا سات سال تک پہلے شوہر یا بیوی کے
لگاتار کہیں سے کوئی پتہ نہ ملنے کے اُسکے ساتھ دوسری شادی کرنا۔ کہ جہاں
شوہر یا بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنا ناجائز ہو۔ جرم میں داخل ہے کہ

لحاظ سے سخت بے وفائی اور گناہ اور جرم میں داخل ہے۔
اور گھروں کے اندر سے عصمت اور وفاداری اور پاکیزگی
کی جڑ کو کاٹنے کی تعلیم ہے۔ دوسرا اولاد کے نہ ہونے کا ایک
محض بے بنیاد ڈھکوسلا پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ جس صورت میں
پہلے مرد یا عورت سے نہیں تو دوسرے یا تیسرے نیوگی جوڑے
سے اولاد ہو چکی ہو گی۔ تو پھر بھی اُسے دس عورتوں یا دس مردوں
تک سے جھک مارنے کے لئے اجازت دیئے جانا صریح بدچلنی
کی تعلیم دینا ہے اور اولاد کے نہ ہونیکے ڈھکوسلے کو خاک میں ملا دیتا
ہے۔ کیونکہ صرف یہی نہیں۔ کہ مذکورہ بالا عبارت میں کہیں
یہ نہیں لکھا کہ جب کوئی اولاد ہو چکے تو نیوگ کا سلسلہ ختم ہو جائے
بلکہ اس کے خلاف آریہ سماج کے اس سنیاسی بانی نے اپنی
کتاب ستیارتھ پرکاش (طبع دوم صفحہ ۱۱۴) پر لکھا ہے۔
"ایک نیوگ میں دوسرے بیٹے کا حمل رہنے تک ایک
نیوگ کی میعاد ہے۔ اس کے بعد وہ تعلق پیدا نہ کریں۔ اور
جو دونو کے لئے نیوگ ہوا ہو تو چوتھے حمل تک یعنی مذکورہ
بالا طریق سے دس اولاد تک ہو سکتے ہیں" گویا دو بچے ہوں تو بھی بس نہیں
چار بچے ہوں تو بھی بس نہیں۔ پانچ ہوں تو بھی بس نہیں۔ بلکہ
جب تک دونو ہاتھوں کی کل انگلیوں جتنے بچے نہ ہو جائیں۔
تب تک یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے!! پس اس سے صاف
ظاہر ہے کہ ویدوں کے نام سے دی ہوئی اس تعلیم کے رو سے

پر رگوید اور اتھروید کے دو منتروں کی تشریح کرتے وقت آریہ سماج کے بانی نے جو کچھ ہندی میں لکھا ہے۔ اس کا سلیس اُردو میں ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"ہے استری تو نیوگ میں گیارہ پتی تک کر۔ یعنی ایک تو اُن میں سے پہلا بیاہا ہوا اور دس اُس کے بعد نیوگ کے پتی کر۔ زیادہ نہیں۔ اس کی بابت بیوستھا (مذہبی ہدایت) یہ ہے۔ کہ بیاہے ہوئے پتی کے مرنے یا روگی ہونے سے دوسرے مرد یا استری کے ساتھ اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں نیوگ کرے۔ اور دوسرے کو بھی مر جانے یا بیمار ہو جانے پر چھوڑ دے اور تیسرے کے ساتھ نیوگ کرے۔ اسی طرح دسویں تک کرنے کی آگیا ہے۔۔۔۔۔۔ اسی طرح مرد کے لئے بھی بیاہی ہوئی بیوی کے مر جانے پر بیوہ کے ساتھ نیوگ کرنے کی آگیا ہے۔ اور جب وہ بھی بیمار رہو۔ یا مر جائے تو اولاد پیدا کرنے کے لئے دسویں عورت تک نیوگ کرتا چلا جائے"۔

اب مذکورہ بالا بیان میں دو باتیں صاف طور سے پائی جاتی ہیں۔ یعنی اول یہ کہ ایک شوہر یا بیوی کے جیتے جی یعنی شوہر کے بیمار ہو جانے پر بیوی کو اور بیوی کے بیمار ہو جانے پر شوہر کو ایک دوسرے سے بیوفا ہو جانے کی یہاں پر کھلم کھلا تعلیم دی گئی ہے۔ کہ جو کیا اخلاق اور کیا قانون دونوں کے

ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۱۲۰ اپوتھا سملاس)

"سوال - جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کو ایک عورت اور ایک عورت کو ایک مرد رہے گا۔ تب عورت حاملہ ہمیشہ بیمار رہنے والی۔ یا مرد کسی بڑے مرض سے مریض ہو۔ اور دونو کی جوانی کی حالت ہو۔ رہا نہ جائے تو پھر کیا کریں؟

جواب - اس کا جواب نیوگ کے بارے میں دے چکے ہیں۔ اور حاملہ عورت سے ایک سال تک تعلق پیدا نہ کرنے کی صورت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اُس کے لئے بیٹا پیدا کر دے"

اب اس عبارت کے بیان کی لغویت کو نظر انداز کرکے کہ جس کے رو سے حاملہ عورت کو بھی حمل کی حالت میں نیوگ کی اجازت دی گئی ہے۔ آریہ سماج کے بانی کے جس بیان کو ہم نے جلی کر دیا ہے اُس سے کیا پایا جاتا ہے؟ ایک شخص کے گھر میں اولاد کی امید وار ہی ہے۔ اور اس کی بیوی کے حمل ٹھہرا ہوا ہے۔ اور ممکن ہے۔ اُس سے پہلے سے بھی اولاد موجود ہو۔ لیکن وہ محض اپنی نفسانی خواہشوں کا غلام ہونے کے باعث اپنی بیوی کے لئے وفادار نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا

ایک طرف کوئی مرد یا عورت اپنی بیاہی ہوئی بیوی یا شوہر
کو چھوڑ کر کسی غیر عورت یا مرد سے اُس وقت تک برابر جھک
مارتے رہ سکتے ہیں کہ جب تک دو یا چار بیٹے (لڑکیاں بھی
نہیں) پیدا نہ ہو جائیں۔ اور یہ شرط جیسی غیر محدود ہے وہ
ظاہر ہے۔ وہاں دوسری طرف ایک شوہر یا بیوی کے جیتے
جی دس مردوں یا دس عورتوں سے خرابی کرتے رہنے کی
کھلم کھلا گنجائش دی گئی ہے۔ اور تیسری طرف باوجود اولاد پیدا
ہو چکنے کے یہاں تک کہ دو بیٹے کسی اور کے لئے اور دو اپنے
لئے پیدا کر چکنے کے بھی نیوگ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور
ایک کے بعد دوسرے کی باری آتی رہ سکتی ہے !!

اوہ! اِس قدر بیشرمی اور بے حیائی کی مجرمانہ تعلیم! لیکن
یہ بات دکھلانے کے لئے کہ نیوگ خالص زناکاری کی
تعلیم ہے۔ اور اولاد پیدا کرنا محض ایک ڈھکوسلا
سامنے رکھا گیا ہے۔ ہم آریہ سماج کے بانی کی ایک اور
شرمناک تحریر پیش کرتے ہیں کہ جو ایک دینی کتاب میں لکھی ہوئی
پڑھ کر اور ایک بھگوے پوش ہندو سنیاسی دکر جسے باوجود
اُس کی زندگی کے بہت بڑے حصے کا کچھ پتہ نہ ہونے کے
"بال برہمچاری" کا خطاب دیا جاتا ہے، کے منہ سے یا قلم
سے نکلی ہوئی سنکر بھی شرم آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کہ
اصل ہندی کا لفظ بہ لفظ اردو میں ترجمہ کر کے نیچے دیا جاتا

سچ یہ ہے کہ ایسا مخرب اخلاق اور شرمناک تعلیم کا مطالعہ کر کے اور اُسے اپنی قوم کی بیٹیوں بہوؤں اور بچوں میں پھیلتا ہوا دیکھکر ہمارا اندرونی مقدس جوش سے اُبل رہا ہے۔ ہمارے ناظرین یقین کریں کہ ہم اس جوش کو بہت ہی دبا دبا کر ظاہر کر رہے ہیں! اور اس لئے اگر ہم سے کوئی سخت لفظ ایسے موقعہ پر نکلے تو وہ اُس کے لئے ہمیں معاف کریں!

اور! اگر آریہ سماج کے بانی نے اپنی عمر کا بہترین حصہ ایسے ہی آوارہ سادھوؤں کے اندر پھرنے میں نہ گذارا ہوتا کہ جیسے بدقسمتی سے بہت کثرت کے ساتھ ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اُس نے اگر کسی شریف اور نیک خاندان کے اندر رہ کر یا خود کوئی معزز گرہستی ہو کر زندگی بسر کی ہوتی تو یقیناً وہ کبھی اس قسم کی شرمناک تعلیم دینے کی جرات نہ کرتا!!

ہم آریہ سماج کے بانی کی اس بارے میں تعلیم کا ایک ایک حصہ پڑھتے ہیں اور دانتوں میں انگلیاں دے کر رہ جاتے ہیں! ایک جگہ پر وہ لکھتے ہیں:-

"عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مقصد ہے۔ کہ دھرم سے یعنی ویدوں کے مطابق طریق سے بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کرنا!" (دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۱۱۵ ایڈیشن سمۃ ۱۹۵۱)

اب ایسے شخص کے لئے "نیوگ مت" کا پرچار کر کے "گرہستھ دھرم" کو
اعلےٰ زندگی سے بے بہرہ سنیاسی کیا ہدایت دیتا ہے؟
"برہمچاری" اُس شخص کے لئے یہ نہیں کہتا کہ ایسا پاپی شخص
اپنے نفس پر قابو حاصل کرے۔ اور اُس کے اندر سے جو
کام واسنا کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اُسے وہ دھرم سادھن
یا ست سنگ سے دمن کرے کیونکہ وہ اُس کی نیچتا کا ثبوت
ہے۔ کہ جس کے لئے اُسے دُکھی اور شرمسار ہونا چاہئے بلکہ
اُسے اس "سنیاسی" کی طرف سے ویدوں کے نام سے لائسنس
دیا جاتا ہے کہ وہ کسی اور کے گھر کی عزت پر اپنا ہاتھ صاف
کرے!! کیا یہ اولاد کی ضرورت اُسے تنگ کر رہی ہے؟
اولاد تو اس کے گھر میں ہونے والی ہے! صرف بات یہ ہے
کہ اور جگہوں میں اس نیوگ کی شرمناک تعلیم پر اولاد کا
ڈھکوسلہ آگے رکھ کر اس سنیاسی نے (کہ جو معلوم گھر
سے نکلنے کے بعد سالہا سال تک کیسے کیسے خیالات کے
لوگوں اور جماعتوں وغیرہ میں پھرتا اور کن کن
کی تعلیم کے اثر لیتا رہا ہوگا) نیوگ کی تعلیم پر ایک
پردہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہاں آکر اُس کی
ساری حقیقت کھل گئی!

بے شک ہمیں افسوس ہے کہ ہم اپنے اس بیان کے
حصے میں کسی قدر سخت کلامی سے کام لے رہے ہیں لیکن

نہیں دینگے - ناظرین خود مقابلہ کر سکتے جائیں - آریوں
کے "ادھار کرتا" فرماتے ہیں :-

(سوال) دوسرے بیاہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے -

(جواب) (پہلا) بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر
چھوڑ کر شوہر کے گھر کو چلی جاتی ہے - اور باپ سے کوئی
خاص سمبندھ نہیں رہتا - لیکن (نیوگ میں) بدھوا اپنے بیاہے
ہوئے (مرحوم) پتی کے گھر میں رہتی ہے (یعنی دوسرے
لفظوں میں وہ اپنے نیوگی رشتے دار کے گھر میں جاکر
بستی نہیں - بلکہ وہ اپنے گھر اور وہ اپنے گھر رہتے ہیں)

(دوسرا) اُس بیاہی ہوئی عورت کے لڑکے اُسی بیاہے
ہوئے شوہر کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں - لیکن (نیوگ میں)
بدھوا کے لڑکے اُس کو حمل کرنے والے کے نہ بیٹے کہلاتے
ہیں - نہ اُس کا گوتر ہوتا اور نہ اُن لڑکوں پر اُس کا اختیار
رہتا ہے - ....

(تیسرا) بیاہی ہوئی بیوی کو اپنے مرد کی خدمت اور پرورش
کرنا ضروری ہے - لیکن نیوگی استری اور مرد کا کچھ بھی
سمبندھ نہیں ہوتا +

(چوتھا) بیاہی ہوئی عورت اور مرد کا تعلق مرنے کے
وقت تک قائم رہتا ہے - مگر نیوگی عورت اور مرد کا تعلق
صرف مرد عورت کے مخصوص تعلق کے وقت تک رہتا ہے اور

اوہ! انسانی ہستی کے اعلیٰ مقصد کو کس قدر ذلیل کرنے کی تعلیم! اگر انسانی زندگی کا یہی مقصد ہے۔ کہ وہ بچے پیدا کیا کرے تو کیا کتّے اور گدھے یہ مقصد نہیں پورا کر رہے! اور پھر یہ تعلیم ایک ایسے شخص کے منہ سے سن کر کہ جسے "دبال برہمچاری" کہکر اُس کی دھوم مچائی جاتی ہے۔ ہم کیا سمجھیں؟ کیا اُس نے یہ مقصد پورا کیا؟ ناظرین اس سے آگے ہم کچھ کہنا نہیں چاہیئے! لیکن اخلاقی پہلو کے لحاظ سے نیوگ کی تعلیم جس قدر خوفناک ہے۔ اس کی حقیقت آریہ سماج کے بانی کے اپنے بیان کے ذریعے اور بھی واضح طور پر ہمارے سامنے آسکتی ہے۔ چنانچہ نیوگ کی خصوصیت اور فضیلت اور عام بیاہ سے اُس کے فرق کی بابت بیان کرتے وقت پنڈت دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۱۱۳ پر جو کچھ لکھا ہے۔ اگر اُسے ایک طرف رکھا جاوے۔ اور اُس کے مقابل میں دیگر ملکوں اور ہندوستان کے کثرت سے شہروں کے بازاروں میں اس وقت جس قدر خوفناک بدچلنی جاری ہے۔ اُسے دوسری طرف رکھا جاوے اور دونو کا ساتھ ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ایک معمولی سمجھ کے آدمی کے سامنے اس نیوگ کی تعلیم کی حقیقت واضح طور سے آسکتی ہے۔ چونکہ مضمون نہایت گندہ ہے۔ اس لئے ہم اس سنیاسی مت پرچارک کی اس تحریر پر اپنا کوئی نوٹ

خرچ نہ کرنا پڑے - یا انہیں

(۱۳) بدچلن کہلانے کی بجائے ویدک دھرم کا صادق پیرو ہونے کا تمغہ مل جائے - یا

(۱۴) شہرت یا بدچلن عورتوں کی دکانیں کھلنے کی بجائے ایسے نیوگی شخصوں کے بھی اڈے ہمارے دیش کے اندر کھلنے کی بدبختی کا دن آجاوے -

ہمیں اس تعلیم اور مروجہ شہرتناک بدچلنی میں اور کوئی فرق نظر نہیں آتا !!

اس بارے میں ایک تحریر کا انتخاب اور - اور پھر بس!

آریہ سماج کے بانی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۹۱) میں لکھتے ہیں :-

"جو بیاہا ہوا پتی دھرم کے لئے پردیس میں گیا ہوا ہو - تو آٹھ برس ودیا اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دولت کمانے وغیرہ کی غرض سے گیا ہو تو تین برس تک اس کی راہ دیکھنے کے بعد نیوگ کر کے سنتان پیدا کرے جب بیاہا ہوا پتی آوے تب نیوگ والا پتی چھوٹ جاوے" -

دھرم اور اخلاق اور ہندو استریوں کی پتی برتا دھرم کے لئے شہرت کو تو الگ رہنے دو - پنڈت دیانند صاحب کی یہ تعلیم موجودہ قانون کی رو سے بھی جس قدر مجرمانہ ہے اس کا اندازہ اوپر کی دفعات تعزیرات ہند کے مطالعہ سے

پیچھے سے چھوٹ جاتا ہے ؎

(پانچواں) بیاہے ہوئے مرد اور عورت آپس میں ملکر گھر کے کاروبار کو سرانجام دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ لیکن نیوگیا عورت اور مرد اپنے اپنے گھر کا کام کیا کرتے ہیں۔ یعنی اُن کا تعلق کیے سوائے ایک دوسرے کے کسی کام نہیں آسکتے !!

ناظرین یہ ہے خصوصیت اور فضیلت نیوگ کی تعلیم کی کہ جس کے ذریعے سے آریہ سماج کے "ریفارمر" بانی نے ہندوؤں کا دُکھ دور کرنے کی تجویز نکالی ہے! یعنی نہ وہ کسی کے ساتھ عہد شکن اور بے وفادار ہو۔ اور نہ وہ اس کا نیوگی رشتہ دار اس کے کسی کام آسکے بلکہ صرف اسے حاملہ کرنے سے تعلق رکھے! تو کیا ایسی شرمناک خود غرضی اور بے وفائی اور بد چلنی اور بے حیائی پہلے سے ہی اس کم بخت ملک میں جاری نہیں ہے کیا اس کے لئے وید کے الہام اور دھرم کی سند کی ضرورت تھی۔ جبکہ دھرم اور اخلاق کا دم نہ بھرنے والی عدالتوں کے سامنے مقدمہ جانے پر بھی ایسے شخصوں کو کم سے کم اپنے تخم سے پیدا کئے ہوئے بچوں کے لئے تو ضرور خرچہ دینے کا بوجھا اُٹھانا پڑ سکتا ہے۔ اور حسب ضرورت ایسی عورت کا بھی خرچہ دینا اُن کا فرض قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں تو سوائے اس کے کہ

(۱) اس ویدک نیوگ کاری کے لئے شاید ایسی تعلیم کے پیرووں کو کچھ

خرابی کے باعث آئے دن جس قسم کے شرمناک مقدمات ہوتے رہتے ہیں۔ اُس سے اخباروں کے پڑھنے والے بخوبی واقف ہیں۔ یہ غالباً صرف ایک ہندو قوم کو ہی لاثانی فخر حاصل ہے۔ کہ اُس کے پراچین بزرگوں نے بیاہ کے بندھن کو ناقابل شکست اور اُس کے عہدوں کو کبھی بھنگ نہ ہونے والا قرار دیا ہے۔ اور یہ اُن بزرگوں کی ہی کرپا ہے کہ ہندوؤں کے اندر پتی برتا دھرم کی جس قدر اب تک بھی مہما پائی جاتی ہے۔ شاید اُس کی مثال کسی اور جگہ ملنا مشکل ہو۔ ہندو قوم کے ہر ایک بہی خواہ کا یہ ایک ضروری فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی قوم کی اس بہت مبارک خصوصیت کو نہ صرف یہ کہ کسی طرح برباد نہ ہونے دے۔ بلکہ اُسے محفوظ رکھنے اور ترقی دینے کی کوشش کرے۔ اور جیسا کہ دیو سماج کے پوجنیہ بانی نے پراچین ہندو شاستروں میں سے چیدہ بچن نکال کر اور اُن کا عمدہ ترجمہ کر کے پتی برتا درپن نامی پستک[1] لکھی ہے۔ اسی طرح پر ہندو استریوں اور مردوں کے سامنے جنسی وفاداری۔ عصمت اور پاکیزگی کا پرچار کرے لیکن

[1] یہ کتاب سکرٹری دیو سماج پردھان کاریالے لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ۲ رنی کاپی ہے +

بخوبی ہو سکتا ہے! ایک طرف اس وقت ہمارے ملک کے
لوگوں کی مالی اور تعلیمی بھلائی کے لیے اُنہیں غیر ملکوں میں
جاکر صنعت و حرفت سیکھنے - علم پانے اور تجارت کرنے وغیرہ
کے لئے جانے کی جس قدر سخت ضرورت ہے - اُسے سامنے لاؤ
اور دوسری طرف ہماری قوم میں "نئی ریفارم" لانے کا دعوے
کرنے والے آریہ سماجیوں کی اس خطرناک تعلیم کو سامنے رکھو
کہ جس میں تین سال کے بعد دھرم کرم کے نام سے اس کی بیوی
کہیں برباد ہونیکو تیار ہو سکتی ہے اور پھر ہمارے گھروں کا جو
کچھ حال ہوگا - اس کا خیال باندھکر ایسی تعلیم کے خوفناک
نتیجوں کو قیاس میں لاؤ - اور تب معلوم ہوگا کہ یہ ہمارے
گھروں میں تباہی لانے کی تعلیم ہے یا دھرم لانے کی! زیادہ
ریمارکس لکھتے ہوئے تکلیف معلوم ہوتی ہے - اس لیے
اس سلسلہ کو یہاں ہی بس کیا جاتا ہے +

(گیارھویں) ہندوؤں میں طلاق کی مجربانہ تعلیم

مسلمانوں اور عیسائیوں میں طلاق کی رسم مروج ہونے
کے باعث جس قدر سوشیل خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں - اور خاصکر
یورپ و امریکہ کے عیسائی ملکوں کے اندر باوجود اور
کئی پہلوؤں میں تہذیب اور ترقی کے آجانے کے اس سوشیل

دیا جاتا گیا ایک ہندوستان اور وہ بھی سنیاسی! - اور "ویدک دھرم" کا پرچار کرنے کے دعویدار کے لیئے رکھا گیا تھا! اور پھر طلاق بھی کن کن شرمناک وجوہات پر! اوپر کے انتخاب ہیں ہم نے جو حصے جلی کر دیئے ہیں۔ ناظرین - اُنہیں خصوصیت کے ساتھ غور سے مطالعہ کریں الغرض اس انیسویں صدی کے "ویدک ریفارمر" نے لڑکیوں کا پیدا کرنا۔ یا پیدا کی ہوئی سنتان کا زندہ نہ رکھ سکنا بھی بیچاری ماؤں کے لیئے جس قدر مجرمانہ حرکت قرار دیا ہے۔ اور اُن کے اس جرم پر اُن کے گھر میں سوتیا ڈاہ کا خوفناک نظارہ پیدا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس پر بیچار کریں اور پھر اُنہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ تعلیم کیسے دل اور دماغ سے نکل سکتی ہے!! آریہ سماجیوں کے سوامی صاحب یہ کہیں نہیں کہتے کہ جہاں کہیں بیٹے ہی بیٹے پیدا ہوتے جائیں وہاں بھی بیوی کو ترک کرنا چاہیئے۔ بلکہ نیوگ کی ساری تعلیم میں جہاں کہیں یکے بعد دیگرے نیوگی مردوں کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ وہاں بھی بیٹے ہی بیٹے پیدا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے کیا استری جاتی کا یہی اسنمان ہے۔ کہ جو آریہ لوگ اُسے دینا چاہتے ہیں۔ اور اُن کے حقوق کی یہی حفاظت ہے۔ کہ جس کی ہم اپنے آریہ دوستوں سے اُمید رکھ سکتے ہیں! کیا استری سنتان کی ذلت کی ایسی تعلیم کے دینے والا "ریفارمر" کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ یہ سوال ہیں کہ جو

ہم اُس کے برخلاف اُس شخص کی تعلیم کی بابت کیا کہیں
کہ جو ہندو جاتی کے اندر سے اس پتی برتا دھرم اور پاکیزگی
کی جڑیں کاٹتا ہو۔ ہمارے بہت سے ہموطن حیران ہونگے کہ
آریہ سماجیوں کے "رشی اور مہرشی" اور "وید ودیا کے
آدانت یامی" اس بارے میں بھی اپنے پیرووں کے لئے جو
ہدایت چھوڑ گئے ہیں۔ وہ کس قدر شرمناک ہے۔ چنانچہ دیکھو
ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۱۱۹)

وہ لکھتے ہیں :-

"ویسے ہی شوہر کے لئے بھی یہ نیم ہے۔ کہ اگر (استری)
بانجھ ہو تو آٹھویں (بیاہ سے آٹھ برس تک استری کو گربھ
نہ رہے) سنتان ہو کر مر جاویں۔ تو دسویں۔ جب جب ہو
تب تب کنیا ہی ہوویں۔ پتر نہ ہوں۔ تو گیارھویں
برس تک اور جو ایریہ (ناپیاری زبان) بولنے والی
ہو تو سدیہ (فوراً ہی) اُس استری کو چھوڑ کے دوسری
استری سے نیوگ کرکے سنتان اُتپن کر لیوے۔ ویسے ہی جو پرش
اتی انت دکھد ایک ہو۔ تو استری کو واجب ہے۔ کہ اُس کو
چھوڑ کے دوسرے پرش سے نیوگ کر سنتان اتپتی
کرکے اُس بواہت پتی کی دا سے بھاگی سنتان اتپتی
کر لیوے"

اوہ! کیا ہندوؤں کے لئے اس طلاق کی شرمناک تعلیم کا

سے ناواقف ہونے کے باعث اور کیا کتنے ہی دیگر لوگ
آریہ سماج کی مذہبی تعلیم سے ناواقف رہ کر جس قدر اندھیرے
میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کا یہ اندھیرا دور کیا جاوے۔
اور علاوہ عملی زندگی کے مسلمہ نقصوں کے آریہ سماج کی دینی
تعلیم جیسی کچھ خوفناک اور گناہ آلودہ ہے۔ اُسے بخوبی ظاہر
کیا جاوے۔ اور دوسری طرف "سوامی" صاحب کی تعلیم کے
بعض حصے اس قدر مجرمانہ اور فحش بیہانی کی تعلیم سے پر
ہیں۔ کہ اُن کو پبلک کے سامنے لاتے ہوئے بھی بہت دقت
معلوم ہوتی ہے۔ خصوصاً اپنے مضمون کے جس حصے پر اب
ہم پہنچ چکے ہیں۔ اُس کے بارے میں لکھتے وقت ہمیں جس قدر
دقت معلوم ہو رہی ہے۔ اُسے ہم ہی جانتے ہیں۔ لیکن ناظرین
ہم کیا کریں۔ یہ تعلیم ہے کہ جو سناتن اور پراچین دھرم کے
نام سے ہماری بہو بیٹیوں کو۔ ہمارے عزیز بچوں کو اور ننھے
ننھے قومی نونہالوں کو دی جا رہی ہے۔ اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ
اس کلجگ کے زمانہ میں ایک "رشی" دیانند صاحب ہی ایسے
"اوتار" ہوئے ہیں۔ کہ جنہوں نے بھارت کا بیڑا پار کیا
ہے۔ اور اُن کے مت کو چھوڑ کر اور سب "پول پال" ہے اور
اُس کے ساتھ "مباحثہ" میں کوئی نہیں ٹھہر سکتا! ادھر ہم
ہیں کہ جو یہ دیکھتے ہیں کہ اس انوکھے "ویدک دھرم" کی بدولت
ہمارے کثرت سے ہموطنوں کا بہت ستیاناش ہو رہا ہے۔

ہم اپنے ناظرین کے خود عمل کرنے کے لئے چھوڑتے ہیں۔

(بارھویں) فحش بیانی یا اس سے بدتر جرموں کی تعلیم

لیکن ناظرین! آریہ سماج کے بانی کے ہاتھ سے دھرم اور اخلاق کی جڑ کاٹنے کی حرکت کا پیمانہ لبریز ہو گیا جبکہ اُس نے یجروید کا ترجمہ شائع کیا۔ اور اُس میں اپنے قول کے موافق ایشور کے منہ میں سخت فحش بیانی کی یا اس سے بھی بدتر تعلیم دی۔ یجر وید کے کتنے ہی منتر اپنی اعلےٰ نفاست اور اعلےٰ خیالات کے لئے مشہور ہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یجر وید کے کتنے ہی منتروں کے ارتھ کرنے میں پنڈت دیانند صاحب نے جس قدر فحش بیانی کی ہے۔ اُس کے لئے آیا وہ یعنی سوامی صاحب خود ذمہ وار ہیں یا وہ "مقدس کتاب" کہ جسے وہ ایشور کا کلام بتاتے تھے۔ ہمارے بیان کا یہ حصہ اس قدر نازک ہے۔ کہ ہم نہیں سمجھتے کہ اپنی ذمہ واری کو کس طرح پر انجام دیں۔ ایک طرف ہم یہ نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ آریہ سماج کی دینی تعلیم کے متعلق ہمارے ہزاروں ہموطن جس قدر برسوں سے ابتک دھوکھے میں رہے ہیں۔ اور کیا کتنے ہی سادہ لوح آریہ سماجی اپنے ہاں کی دینی تعلیم

اول ۔ دیکھو یجر وید بھاشیہ ۔ اکیسواں ادھیائے ساٹھویں منتر کا پدارتھ صفحہ ۱۱۵ طبع اول ٭

"ہے منشیو .... بٹ برکش آدی کے سمان جس جس پران اور اپان کے لئے دُکھ بناش کرنے والے جیٹھری آدی پشو سے ۔ بانی کے لئے سمبدھا سے ۔ پرم اشٹوریہ کے لئے بیل سے بھوگ کریں" ٭

دوم ۔ دیکھو یجر وید کے چھٹے ادھیائے کے چودھویں منتر کا پدارتھ ۔ دگورو اپنے ششش یا شاگرد کو مخاطب کرکے کہتا ہے) ٭

"ہے ششش میں برندہ شکچھاؤں سے تیرے جس سے دیکھتا ہے ۔ اُس نیتر کو شدھ کرتا ہوں ۔ تیری جس سے ناڑی آدی باندھے جاتے ہیں ۔ اُس نابھی کو پوتر کرتا ہوں ۔ تیرے جس سے مُوتر و نسترگ آدی کئے جاتے ہیں ۔ اس ..... کو پوتر کرتا ہوں ۔ تیرے جس سے رکھشا کی جاتی ہے ۔ اس ..... کو پوتر کرتا ہوں ٭٭

---

۱ ٹر یا برگد کا درخت ۲ مانند ۳ بکری وغیرہ ۔ ۴ مختلف طرح کی تعلیم ۵ ناف ۶ پیشاب وغیرہ ۷ پیشاب اور پاخانہ کے خفیہ مقاموں کے ناموں کو دیا گیا ہے ۔ جن کے لکھنے کی ہم جرأت نہیں کرسکتے ٭ مولف

اور انہیں دھرم کے نام سے نہایت خطرناک تعلیم مل رہی ہے۔ کہ جس کی حقیقت ظاہر کرنا اور اُسے اُس کی اصلی رنگت میں دکھلانا۔ اور اُس کے نقصان دہ اثر سے اپنے ہموطنوں کو بچانا ہمارا فرض ہے۔ اس لئے ہم مجبوراً اس نہایت ناگوار فرض کو ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے ناظرین ہمیں معاف کریں۔ کہ ہم آگے چل کر "ایشور کے کلام" اور "دھرم" کے نام سے آریہ سماج کے بانی جو ویدک تعلیم دے گئے ہیں۔ اُس میں سے صرف نمونے کے طور پر اُن کے یجر وید بھاشیہ میں سے صرف چند منتروں کا ترجمہ لفظ بہ لفظ نیچے درج کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مضمون بہت نازک ہے۔ اس لئے ہم اپنی طرف سے اُس پر کچھ ریمارکس دینا یا حاشیہ چڑھانا پسند نہیں کرتے۔ صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ منتر صرف مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ اور اس قسم کی فحش بیانیوں سے پر کئی منتر اور بھی سوامی دیانند صاحب کے وید بھاشیہ اور بعض اور تحریروں میں موجود ہیں کہ جن کو اگر ایک جگہ پر اکٹھا کرکے لکھا جاوے تو ایک نہایت برے اثر پیدا کرنے والی عبارت سے اس کتاب کے کئی صفحوں کے صفحے بھر جائیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ صرف نمونے کے ان چند منتروں کو ہمارے ناظرین پڑھیں اور خود ہی اُن کا مطلب نکالیں:۔

سے ادنے درجے کے انسان بغیر کسی ویدک الہام اور ایشور یہ کلام کی مدد کے خود بخود نہیں کر رہے! کیا اس کے لئے ایک "رشی اور مہرشی" کے اس دنیا میں ظاہر ہونے اور "ویدک سدّہانتوں" کا شور مچا کر تعلیم دینے کی ضرورت ہے - اور اس کے سوا سے مذکورہ بالا ارتھوں کی زبان سے جس قدر اور بھی خوفناک معنی نکلے جانے کا امکان ہو سکتا ہے - اس کا خیال ہی سامنے لانے سے بدن کانپتا ہے!!

ناظرین بس! ایسے Repulsive یا گھناونے مضمون پر اپنی اور آپ کی توجہ کو زیادہ دیر تک رکھنا ہمیں پسند نہیں! اوپر کے صفحات میں آریہ سماج کی اپنی مستند دینی کتب کے حوالہ سے جس قدر تعلیم آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے - اور اس میں سے ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کے لئے جس طرح پر آریہ سماج کی دینی کتب سے حوالے دیئے گئے ہیں - اُسے آپ غور سے مطالعہ کریں - اور دیکھیں کہ آیا اس تعلیم کے زیر اثر جو لوگ پرورش پائیں گے - اور آریہ سماج کے بانی ایشور اور ویدوں اور شاستروں کے نام سے ہماری قوم کے لئے - اور بقول بعض پر زعم آریوں کے نوع انسان کے

تیسرے۔ دیکھو یجر بید بھاشیہ کے ۲۰ ویں ادھیائے کے ۲۲ ویں منتر کا پدارتھ +

"...... ہے منشیو! جیسے بیل گوؤں کو گابھن کر کے پشوؤں کو بڑھاتا ہے۔ ویسے گرہست لوگ استریوں کو گابھن کر پرجا کو بڑھاویں +

اس کے علاوہ یجروید کے آٹھویں ادھیائے کے ۲۹ ویں منتر میں ایشور نے شوہر کو اپنی بیوی کے مخصوص حقیقیہ انگوں کی جس طرح پر استوتی (حمد) کرنی سکھائی ہے۔ اور اسی ادھیائے کے دسویں منتر میں ایشور نے استری کو اپنے پتی سے مخصوص تعلق پیدا کرنے کے لئے باقاعدہ درخواست کرنے کا جو طریق بتلایا ہے۔ اور رگوید بھاشیہ (اشٹک ۷ ادھیائے ۸ برگ ۱۸ منتر ۲) میں ایشور شوہر اور بیوی سے سوال کرتا ہے۔ کہ تم نے "رات کہاں گذاری تھی"۔ اور "کہاں سوئے تھے"؟ اور اس طرح پر اور کثرت سے منتروں میں پرش اور عورت کے مخصوص تعلق کا جس منہ پھٹ اور فحش طریق پر ذکر کیا گیا ہے۔ ناظرین ہم اُسے یہاں پر نقل کرنے سے مجبوراً گریز کرتے ہیں۔ کیا یہ تعلیم ایک مذہبی کتاب میں۔ کہ جو ایشور کا الہامی کلام اور دھرم کی پستک بتائی جاتی ہو درج ہونے کے لائق ہے؟ کیا یہ حرکات ادنے درجے کے پشو یعنی حیوان اور ادنے

تیسر ے۔ دیکھو یجر بید بھاشیہ کے ۲۰ ویں ادھیائے کے ۳۲ ویں منتر کا پدارتھ +

"..... ہے منشیو! جیسے بیل گووٗں کو گابھن کر کے پشوؤں کو بڑھاتا ہے۔ ویسے گرہست لوگ استریوں کو گابھن کر پرجا کو بڑھاویں +

اس کے علاوہ یجروید کے آٹھویں ادھیائے کے ۲۹ ویں منتر میں ایشور نے شوہر کو اپنی بیوی کے مخصوص حقیقہ انگوں کی جس طرح پر استوتی (حمد) کرنا سکھائی ہے۔ اور اسی ادھیائے کے دسویں منتر میں ایشور نے استری کو اپنے پتی سے مخصوص تعلق پیدا کرنے کے لئے باقاعدہ درخواست کرنے کا جو طریق بتلایا ہے۔ اور رگوید بھاشیہ (اشٹک ۷ ادھیائے ۸ برگ ۱۸ منتر ۲) میں ایشور شوہر اور بیوی سے سوال کرتا ہے۔ کہ تم نے "رات کہاں گذاری تھی"۔ اور "کہاں سوئے تھے"؟ اور اس طرح پر اور کثرت سے منتروں میں پرش اور عورت کے مخصوص تعلق کا جس منہ پھٹ اور فحش طریق پر ذکر کیا گیا ہے۔ ناظرین ہم اُسے یہاں پر نقل کرنے سے مجبوراً گریز کرتے ہیں۔ کیا یہ تعلیم ایک مذہبی کتاب میں۔ کہ جو ایشور کا الہامی کلام اور دھرم کی پستک بتائی جاتی ہو درج ہونے کے لائق ہے؟ کیا یہ حرکات ادنے درجے کے پشو یعنی حیوان اور ادنےٰ

سے ادنے درجے کے انسان بغیر کسی ویدک الہام اور ایشور یہ کلام کی مدد کے خود بخود نہیں کر رہے! کیا اس کے لئے ایک "رشی اور مہرشی" کے اس دنیا میں ظاہر ہونے اور "ویدک سدّہانتوں" کا شور مچا کر تعلیم دینے کی ضرورت ہے - اور اس کے سوا سے مذکورہ بالا ارتھوں کی زبان سے جس قدر اور بھی خوفناک معنی نکلے جانے کا امکان ہو سکتا ہے - اس کا خیال ہی سامنے لانے سے بدن کانپتا ہے!!

ناظرین بس! ایسے Repulsive یا گھناونے مضمون پر اپنی اور آپ کی توجہ کو زیادہ دیر تک رکھنا ہمیں پسند نہیں! اوپر کے صفحات میں آریہ سماج کی اپنی مستند دینی کتب کے حوالہ سے جس قدر تعلیم آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے - اور اس میں سے ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کے لئے جس طرح پر آریہ سماج کی دینی کتب سے حوالے دیئے گئے ہیں - اُسے آپ غور سے مطالعہ کریں - اور دیکھیں کہ آیا اس تعلیم کے زیراثر جو لوگ پرورش پائیں گے - اور آریہ سماج کے بانی ایشور اور ویدوں اور شاستروں کے نام سے ہماری قوم کے لئے - اور بقول بعض پر زعم آریوں کے نوع انسان کے

لئے جو تعلیم چھوڑ گئے ہیں - اُس کی صدق دل سے پیروی
کریں گے - کیا وہ دھرم اور اخلاق کے لحاظ سے ایسے
وجود ہونگے کہ جن پر کوئی ملک یا قوم یا سوسائٹی فخر کر سکے؟
کیا گائے اور بیل کو چٹ کر جانے والے - تیتر بکریوں اور دیگر
مرداروں کو ہڑپ کر جانے والے - مردہ انسانوں کی
لاش کو بھی لقمہ بنا جانے والے - دنیا کے قریباً سب مشہور
مذاہب کے ہادیوں کو چالباز - مکار اور خود مطلبی وغیرہ
بتانے والے - اور اپنے مخالف کو مات دکھانے کے لئے
بات بات میں دھوکہ اور فریب سے کام لینے کو دھرم
اور پن سمجھنے والے - اور اگر بس چلے تو ایسے شخص کا خون
تک کر دینے والے - اپنے ماں باپ اور گورو کے بھی
خون سے حسب موقعہ ہاتھ رنگنے کے لئے تیار رہنے
والے - باوجود اپنے گھر میں بیوی اور اولاد رکھنے کے
دوسروں کی بیویوں کو اُن کے شوہروں کے جیتے جی
بھی حاملہ کرنے کی فکر میں رہنے والے - اور ایسے کام
کو سب سے "اُتم" سمجھنے والے - بات بات میں اپنی
بیوی کو چھوڑنے کے لئے تیار - اور بیلوں - بکریوں اور
مینڈھوں سے "بھوگ" کرنے والے شخص اگر نوع انسان
کے اندر (کاش کہ ایسا کبھی نہ ہو) پیدا ہو جائیں تو انسانی
جماعت کا بہت بڑا بھلا ہو جائے گا؟ کہ جس کے

بنا اب اس دنیا کا کوئی نیک کام رکا پڑا ہے! مگر ہائے افسوس یہ تعلیم ہے کہ جس کی بنا پر آریہ سماجی لوگ اپنے زعم میں اپنا مثل کسی کو نہیں سمجھتے۔ اور دوسرے مذاہب کی اچھی سے اچھی باتوں پر بھی مضحکہ اُڑاتے رہتے ہیں۔ کیا یہی تعلیم ہے کہ جس کی اشاعت کے لئے کبھی جاپان میں اور کبھی یوروپ اور امریکہ میں "ویدک دھرم" کے پرچارک بھیجنے کی تجویز کی جاتی ہے۔ اور اُس کے لئے روپیہ اور مال خرچ کرنے کے لئے لوگوں سے اپیل کی جاتی ہے۔ کیا یہی تعلیم ہے کہ جس میں امتحان پاس کرنے کے لئے۔ رشک ہے کہ ابھی تک صرف اس تعلیم کو ذہنی طور پر جاننے کے لئے انعام دئے جاتے ہیں۔ کاش کہ ایسا دن کبھی نہ آئے کہ اس پر کاربند ہونے کے لئے بھی انعام مقرر کرنے کی تجویزیں ہوں!) ہمارے بچوں کو ترغیبیں دی جاتی ہیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں کو انعام بانٹے جاتے ہیں؟ کیا یہی تعلیم ہے کہ جس کے "ادھیاپے" کے لئے آریہ سماجی ایڈیٹر اور مصنف اپنے آریہ بھائیوں کو تحریک کرتے رہتے ہیں؟ کیا ایسی تعلیم کے دئے جانے والے "رشی" اور "مہرشی" کہلانے کا مستحق ہے۔ کیا یہی تعلیم ہے کہ جس کے سبب سے مختلف مذاہب کے لوگوں کو "شاستر ارتھ" اور "مباحثہ" کے لئے آئے دن دق کیا جاتا ہے؟ اور فضول شور پیدا کر کے ملک کے اندر نفاق

کی آگ اور باہمی نفرتوں اور کدورتوں کی چنگاری کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پیارے آریہ سماجی ہموطنوں! پڑھو اپنے گھر کی مذکورہ بالا تعلیم کو اور خوف کرو بیجا زعم اور ڈینگ مارنے سے اور خوف کرو ایسی تعلیم کو ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں میں پھیلانے سے ڈرو ایسی خوفناک تعلیم کے ذریعہ ہمارے دیش اور ہماری جاتی کا نقصان کرنے سے!

آخیر میں اپنے ہموطنوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور ایسی تعلیم کو اُس کی اصل رنگت میں دیکھیں۔ اور اُس کے بُرے اثر سے خود محفوظ رہنے کے علاوہ اوروں کو بھی محفوظ رکھنے کی کوشش کریں ٭

مسئلہ اعظم

از
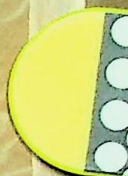
منشی لعل ایم-اے گورنمنٹ پنشنر لاہور

رالف والڈو ٹرائن صاحب کی انگریزی کتاب موسومہ

"دی گریٹسٹ تھنگ ایور نون" کے پہلے باب کا ترجمہ

جسے

شردھے پرکاش یوجی پرچارک براہم دھرم نے شائع کیا

براہم سمت ۷۹ ——✻—— اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

مطبوعہ فیض بخش و رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

باہتمام سید حسین شاہ پرنٹر

بار دوم ۵۰۰ جلد قیمت ۱/

اُصول براہمہ دھرم

۱- کُل کائنات کو پیدا کرنے والا ایک پرماتما ہے۔ جو کامل۔ ابدی اور لاثانی ہے ✢

۲- وہ قادرِ مُطلق۔ علیم۔ عادل پاک۔ محبّتِ کُل۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ✢

۳- روحِ انسانی غیر فانی اور لا انتہا ترقی کرنے کی قابلیّت و خاصیت سے مشرف ہے ✢

۴- پرماتما سب کا باپ ہے۔ اور سب مرد و عورتیں رُوحانی آزادی والٰہی زندگی حاصل کرنے کے استحقاق میں برابر ہیں ✢

۵- اپنی زندگی میں اعتدال اور کُل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا روح کی علّت غائی ہے ✢

۶- اس علت غائی کے موافق عمل کر کے روح اپنے اور اوروں کے لئے مُفید ورنہ مُضر بنتی ہے ✢

۷- سادھو۔ مہاتما اور دھرم پُستکیں دھرم جیون حاصل کرنے کے لئے ایک حد تک مددگار ہونے کی وجہ سے شردھا اور تعظیم کے لائق ہیں۔ مگر وہ مُکتی حاصل کرنے کا کامل ذریعہ نہیں ہیں ✢

۸- رُوحانی عبادت اور خداوند تعالےٰ کی مرضی کے موافق خیال۔ کلام اور عمل کرنا ہی سچّی نجات ہے ✢

مسئلۂ اعظم کیا ہے؟ یعنی وہ بڑی سے بڑی شے کیا ہے جو کبھی معلوم ہوئی ہو؟ اس کا جواب ایک ایسی شے یا مسئلہ ہونا چاہیئے جو بذاتِ خود کافی و شافی ہو اور جس کا اطلاق تمام صورتوں پر ہو سکے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہونا چاہیئے جس کو ہر ایک شخص اور فرقہ۔ خواہ وہ مدرسۂ اخلاق کا بانی ہو۔ خواہ کسی خاص طریق فلسفہ کا پیرو ہو۔ خواہ کسی خاص مذہب و ملّت کا مُقلّد ہو۔ بلا کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کے منّ و عن تسلیم کر لے یہ مسئلہ بذاتِ خود اس قدر صحیح اور مُسلّم ہونا چاہیئے کہ کُل دُنیا کے لوگ اس کو مان لیں۔ گویا وہ بجنسہ ہر خاص و عام کو مقبول ہو*

علاوہ بریں یہ جواب بھی ایسا ہونا چاہیئے جو کسی خاص وقت یا زمانہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے درست ہو۔ یہ جواب ایسا نہ ہو جو کسی خاص دن کے لئے صحیح ہو۔ یعنی دیروز امروز یا فردا

کے لئے۔ بلکہ ایسا ہو جو دیروز امروز اور فردا کے لیئے برابر صحیح
و درست ہو۔ پس ہماری بنیاد کسی ایسی شے پر ہونی چاہیئے جو
مثل زندگی کے پختہ اور تحقیق ہو اور جو مثل ابدی زندگی کے
قائم و دائم ہو +

اب سوال یہ ہے کہ کونسی شے مثل زندگی کے پختہ اور تحقیق
ہے ؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خود زندگی ہی ایک
ایسی شے ہے۔ اس جواب سے کیا مراد ہے ؟ ہمیں ذرا اس پر
غور و فکر کرنا لازم ہے۔ کیونکہ جو بات ہم اس وقت معلوم کرینگے
اُسی پر تمام آیندہ حقیقت کا دار و مدار ہے۔ پس ہم اُس چیز سے
شروع کرتے ہیں جس کی بابت سب متفق الرّاے ہیں۔ وہ ایک
ایسی چیز نہیں ہے جو صرف روایت ہو یا سُنی سُنائی ہو۔ بلکہ وہ
ایک ایسی شے ہے جس کا مآخذ ہمارے خاص اندرونی عرفان
اور ہماری خالص عقل اور بصیرت کے سوا اَور کوئی نہیں ہے۔ یا
یہ کہو کہ ہم مذہبی بحث و مباحثہ سے شروع نہیں کرتے بلکہ ہم فلسفہ اور
دانائی کی رو سے چلتے ہیں جو زیادہ تحقیق اور قابلِ اطمینان ہے +

پس ہم خالص عقل کو اپنا ہادی سمجھینگے اور دل و جان سے
اصل حقیقت معلوم کر کے یہ دیکھینگے کہ اس کا اثر ہمارے روزمرّہ
کی زندگی کے کاروبار میں کیا ہوتا ہے۔ اس طرح سے ہم خالص
عقل کو اُس روشنی سے منوّر کرینگے جس کا نور اس دُنیا کے ہر
ایک شخص کے اندر جلوہ گر ہے۔ جس قدر ہم اس اندرونی روشنی

کی طرف رجوع کرینگے اور اس کا پرتو اپنے اوپر ڈالینگے۔ اُسی قدر ہم پختہ اور محفوظ زمین پر قدم رکھینگے۔ کیونکہ اصلی الہام کے ماخذ پر پہنچنے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ برعکس اس کے جس قدر ہم اس روشنی سے انحراف کرینگے اسی قدر ہم خام اور خطرناک زمین پر قدم رکھینگے۔ اور ممکن ہے کہ مذہبی روایتوں اور توہّمات اور شکوک کے کیچڑ اور دلدل میں اس قدر پھنس جائیں کہ جہاں سے پھر نکلنے کی اُمّید نہ ہو۔ اس لئے ہم خالص عقل ہی سے کام لینگے جو ضمیر کی اندرونی روشنی کے ذریعہ ہدایت ہماری ہادی اور رہنما ہوگی ٭

پس اب یہ سؤال ہے کہ زندگی کیا شے ہے؟ ہستی زندگی ہے اور زندگی ہستی ہے۔ پس ہم ہستی سے شروع کرینگے اور فی الحقیقت یہی ہمارے مسئلے کی بُنیاد ہوگی ٭

ہر ایک شخص ہستی کا تصوّر باندھ سکتا ہے۔ اس لئے دراصل ہستی کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہستی سے ہماری مُراد زندگی اور اُس کے لوازمات کے اُس قائم بالذّات اُصول سے ہے جس کا نہ آغاز ہے نہ انتہا۔ گویا وہ طاقت مراد ہے جو سب میں جان ڈالتی ہے اور اسی لئے جو سب کی زندگی یا جان ہے۔ الغرض اگر ہم ہستی کی تعریف بھی کر سکتے ہیں تو لفظ زندگی کا استعمال کئے بغیر اور ہستی اور زندگی دونوں کو ایک ٹھہرائے بغیر ہستی کی تعریف نہیں کر سکتے۔ پس ہستی اور زندگی

دونوں دراصل ایک ہی ہیں +

ہستی محض اپنے تئیں خارجی ہستی میں منتقل کرتی ہے۔ ہستی اپنی ذہانت کے ذریعے کام کرتی رہتی ہے۔ محبت اُس کو تحریک دیتی ہے اور قوتِ ارادت اُس کو آگے بڑھاتی ہے اور اس لئے وہ باہر آکر مختلف صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ ہستی کسی صورت میں آکر داخل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک کہ ہستی خود پھیل کر وجود نہ بنے تب تک کوئی شکل نہیں ہوتی۔ بلکہ شکل وصورت ہستی کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ہستی اُس زندگی اور طاقت کا قائم بالذات اصول ہے جو اپنے آپ کو وجودِ خارجی میں ظاہر کرتی ہے۔ پس ایک طرح سے گو قالب کسی قسم کا کیوں نہ ہو زندگی جو بمنزلہ ہستی کے ہے یا خود ہستی ہی ہے اُس قالب کی روح اور صورت ہوتی ہے +

جب ہستی پھیل کر وجودِ خارجی میں نمایاں ہوتی ہے تب ہی ہم اُس کو جان سکتے ہیں۔ ہم یہ حقیقت تو معلوم کر سکتے ہیں کہ ہستی ہے۔ یعنی ہستی کا ہونا تو ہم جان سکتے ہیں لیکن ہستی کو ہم پہچان جب ہی سکتے ہیں کہ وہ کسی شکل میں نمایاں ہو +

یاد رکھو ہستی ایک ہے۔ بہت سی نہیں ہیں۔ اور چونکہ ہستی تمام زندگی کا ماخذ ہے۔ پس زندگی بھی ایک ہی ہے اور یہ ہستی کل کی زندگی ہے" ایک خدائی ہستی ہے۔ یہی تمام موجودات یا کائنات کی اصلیت ہے اور اس لئے نا ابد قائم

رہتی ہے۔" اور اس ہستی کے باہر نہ کوئی اصلی شے ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ بقول شاعر ؎

پناہِ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیست اند انچہ ہستی توئی

چنانچہ زمانہ حال کے فلاسفروں اور عارفوں کا قول بالکل درست ہے"۔ پس یہ دو اصول ہیں۔ اوّل ہستی جو بذات خود قائم ہے۔ دوم صورت جو ہستی وجود میں آنے کی وجہ سے اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن ہم نے اس بات کو کس طرح بیان کیا ہے؟ وہ کیا شے ہے جو صورت اختیار کرتی ہے؟ جواب۔ وہ ہستی ہے جو بذات خود قائم ہے اور اُس کی اندرونی اصلی ہیئت میں ذرا بھی تغیّر تبدّل نہیں ہوتا۔ تو پھر وجود موجودات یا کائنات میں کیا شے ہے؟ جواب۔ سوائے اُس ایک ابدی اور غیر متغیّر ہستی کے اَور کوئی شے نہیں ہے اور نہ ہوسکتی ہے"۔

یہی ہستی در اصل لامحدود ہستی ہے۔ اور اسی لامحدود ہستی سے ہماری مراد خدا یا برہم ہے۔ اس کے لئے ہر ایک شخص جو اصطلاح اُسے اچھی معلوم ہوتی ہے کام میں لاتا ہے۔ بعض اسی غیر محدود ہستی کو رب اللہ یا ہو ایشور پرم آتما وغیرہ کہتے ہیں۔ عبرانی زبان میں اس کو "جہووا" کہتے ہیں۔ جس کے لغوی معنے ہیں "میں ہوں"۔ ہستی کے معنے بھی یہی ہیں۔ یعنی وہ لامحدود شے ہے اور فعل ہستن سے مشتق ہے۔

سنسکرت میں اسی کو 'استی' کہتے ہیں اور دھاتو 'اس' بمعنی ہونے سے مشتق ہے۔ سنسکرت میں خدا کو 'سویمبھو' بھی کہتے ہیں جس کے معنے ہیں 'خود ہونے والی ہستی'۔ کیونکہ وہ خود پھیل کر سب میں موجود ہے۔ جیسا کہ لفظ 'خدا' سے ظاہر ہے۔ پس خدا یا برھم غیر محدود ہستی ہے۔ وہ زندگی کی غیر محدود روح ہے جو خود ایک ہو کر تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ سب کچھ وہ ہے کیونکہ وہی سب کچھ ہے۔ یا یہ کہو 'ہمہ اوست'۔ پس اگر خدا یا برھم سب کچھ ہے تو یہ لازمی ہے کہ تمام چیزیں وہی ہوں اور اسی لئے ان سب چیزوں یا کُل کائنات کا نام 'برھمانڈ' ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی گریز نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ اور کوئی ایسا نتیجہ نہیں نکل سکتا جو عقل کے خلاف نہ ہو۔ یعنی اس کے علاوہ اور جو نتیجہ نکالا جائیگا وہ بالکل عقل کے خلاف ہوگا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا سب کچھ ہے یا یہ کہو کہ 'ہمہ اوست' کے مسئلے کو تو مانتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کائنات کو ایسی شے سے پُر ماننے لگتے ہیں جو خدا نہیں ہے۔ یہ کتاب ایسے لوگوں کے لئے نہیں لکھی گئی ہے۔ کیونکہ ان کی سمجھ اس قدر موٹی ہے یا یہ لوگ صداقت و راستی کو تو سُنتے ہی نہیں اور اس وجہ سے تعصّب میں اس قدر غرق ہیں کہ جو بات اُن کے موجودہ خیالات کے خلاف ہو اُس کو وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں ✤

علاوہ بریں ایسے بھی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ نہایت اعلےٰ درجہ کے راست مسئلہ کو مانتے ہیں اور اُس کی تلاش میں ہیں۔ لیکن بدی خدا نہیں ہے۔ تو پھر خدا کیونکر سب کچھ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس کل کائنات میں بدی بھی ضرور ہے۔ ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ بلا شک بدی خدا نہیں ہے اور نہ خدائے تعالےٰ کو بدی سے کچھ تعلّق یا سروکار ہے۔ بدی نیکی کا صرف ایک عارضی بگاڑ ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ ضرور ہے کہ یا تو وہ بدی خود بخود معدوم ہو جائے یا رفتہ رفتہ اپنے ہاتھوں آپ نیست و نابود ہو جائے۔ پس بدی کی کوئی اصلی بُنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ جس چیز کی اصلی ہستی ہوتی ہے اُس کا نہ آغاز ہے نہ انجام ؁

انسان ہی کو بدی سے کام پڑتا ہے اور انسان ہی بدی کا بانی ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ انسان اپنے خیال میں خدائی ہستی سے اپنی علیحدگی ظاہر کرتا ہے اور اس خدائی ہستی میں ہی اصلی خوشی اور اعلیٰ درجہ کی برکت و نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان صرف جسمانی ہستی کو اپنی اصلی زندگی سمجھتا ہے اور اس لئے وہ جسمانی وسائل کے ذریعے خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے اور بسا اوقات اپنی ہستی کے اعلےٰ ترقوانین کی خلاف ورزی کرنے میں راحت ڈھونڈتا ہے اور اس طرح سے جس شئے کو ہم بدی کہتے ہیں انسان کے اندر داخل ہو جاتی ہے

لیکن گو انسان کو اپنے خیالات اور افعال میں پوری پوری آزادی حاصل ہے تاہم خداوند تعالیٰ اس قسم کی خلاف ورزی کو گوارا نہیں کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب انسان پر اُس کی اپنی ہستی کے اعلیٰ تر قوانین کے خلاف چلنے سے مصائب اور تکالیف برپا ہوتی ہیں تو وہ خود بخود سنبھل جاتا ہے اور خیالات کے ذریعے اپنی ہستی کی اصلی ماہیت کو دریافت کرتا ہے اور یہ معلوم کر لیتا ہے کہ اصلی خوشی اور امن در اصل وصالِ باری میں ہی میسّر ہے۔ اور باری تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ انسان بھولا بھٹکا بھی ٹھوکریں کھا کر آخر ٹھیک راستے پر آجائے۔ پس ثابت ہوا کہ بدی خدا نہیں ہے اور نہ خدا کو بدی سے کچھ علاقہ ہے۔ کیونکہ انسان ہی کا بدی سے تعلّق ہے اور وہ تعلّق بھی عارضی ہے۔ یعنی صرف اُس وقت تک ہے جب تک کہ انسان سوچ سمجھ کر اپنی زندگی کا تعلّق خداوند تعالےٰ کی زندگی سے نہیں ظاہر کرتا اور وصالِ باری حاصل نہیں کر لیتا۔

پس غیر محدود خدا ہی اکیلی زندگی ہے۔ مَیں اور تُم در اصل زندگی ہیں۔ یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ ہم میں زندگی ہے یا ہم زندگی رکھتے ہیں کیونکہ ہم خود زندگی ہیں۔ زندگی جو اپنا اظہار ہستی کی صورت میں کرتی ہے اُس کو ہم اصطلاح میں جسم کہتے ہیں۔ اور چونکہ غیر محدود ہستی غیر محدود زندگی خدا یا برھم ہی سب کے گھٹ میں بول رہا ہے یعنی سب کے اندر موجود ہے اور تمام

کائنات کی زندگی ہے۔ پس ہم بلا شک اُسی غیر محدود ہستی اُسی غیر محدود زندگی اور اُسی خدا یا برھم کے جزو ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میری اور تمھاری زندگی خداوند تعالےٰ کی زندگی سے مطابقت رکھتی ہے۔ یعنی دونوں زندگیاں ایک ہی ہیں۔ اس سے ہماری مراد صرف جسم نہیں ہے بلکہ وہ اصلی ذات پاک یا ذات خدا ہے جو خود شکل وصورت یعنی جسم اختیار کر لیتی ہے۔ یہ امر بالکل غیر ممکن ہے کہ کوئی ایسی اصلی زندگی ہو جو خدائے تعالےٰ کی زندگی سے ایک نہ ہو۔ یعنی تمام اصلی زندگی خدا کی زندگی ہے اور اس معنی میں یہ بات بالکل صحیح ہے کہ انسان کی زندگی اور خدا کی زندگی دراصل اور فی الواقع ایک ہی ہیں۔ اصلیت اور ماہیت کے لحاظ سے وہ ایک ہی ہیں۔ اُن کی صفت یا ذات میں فرق نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا خیال کرنا ہی عقل کے رُو سے ناممکن ہے۔ ہاں فرق ہے۔ یہ فرق صرف درجہ کے لحاظ سے ہے نہ کہ اصلیت یا قسم کے لحاظ سے۔ اس کی وجہ صرف ہمارا خیال ہی ہے کہ ہماری زندگی خدا کی زندگی سے علیحدہ ہے۔ اور ہم اپنے خیال ہی کی وجہ سے یہ جُدائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہم 'زندگی بسر کرنے' کی اصطلاح اُس صورت میں کام لا سکتے ہیں جبکہ ہم پوری زندگی کو نہ تو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور نہ اُس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں پس دراصل تو یہی بات ہے کہ ہم خدا تعالےٰ ہی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُسی میں چلتے پھرتے ہیں اور اُسی میں ہماری ہستی یا

وجود ہے ٭

سوائے خدائی ہستی یا سوائے ذات پاک باری تعالےٰ کے ہم نہ ہرگز پہلے ہوسکتے تھے اور نہ آئندہ ہوسکتے ہیں۔ پروفیسر میکس مُلر صاحب نے حال میں جو خیالات اپنی ایک چٹھی میں ظاہر کئے تھے اُن سے میرا پُورا پُورا اتّفاق رائے ہے۔ اُن کا بیان ہے "میں ایتھینیسی اُس کے اس قول کو نہیں مانتا کہ ہم دیوتا یا خدا بن سکتے ہیں۔ انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا یا برھم بن سکتا ہوں کیونکہ وہ خود خدا یا برھم ہی ہے۔ جس حالت میں کہ خدا ہی حقیقی اور اصلی ہستی ہے تو پھر انسان خدا کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے"؟

اب لوگ اکثر یہ سوال کیا کرتے ہیں تو پھر یہ کس طرح ہے کہ انسان محدود ہے۔ یعنی انسان کے لئے حدّیں مقرّر ہیں یا قیود لگی ہوئی ہیں جن سے وہ تجاوز نہیں کرسکتا۔ انسان کو خوف اور اندیشے ستاتے رہتے ہیں۔ انسان ضعیف البنیان ہوکر گناہ اور غلطی کرسکتا ہے اور انسان بیماریوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے؟ اس کی وجہ صرف ایک ہے کہ انسان شاذ ونادر حالتوں کے سوا اپنی اصلی ہستی یعنی ذات باری کو بخوبی سمجھکر زندگی بسر نہیں کرتا اور اس لئے اپنی اصلی آتما کو نہیں جانتا۔ یہ ضرور ہے کہ اوّل ہم اپنے خیال میں اس بات کو بخوبی سمجھیں کہ ہم کون ہیں اور کیا چیز ہیں پیشتر اس کے کہ ہماری اصلی ہستی کی

صفتیں اور طاقتیں خود ظاہر ہوں اور ہماری اصلی حالت پرگٹ ہو۔ زمانۂ جدید کا ایک پرلے درجے کا عارف اور خداشناس کہتا ہے "اصلی زندگی اور اس کی برکت وصال باری ہی ہیں ہے۔ لیکن یہ باری تعالےٰ جو ابدی اور غیر متغیر ہے خیال ہی کے ذریعے سمجھ میں آسکتا ہے اور اُس کے پاس پہنچنے یا اُس کا قرب حاصل کرنے کا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے"

خدائی ہستی کی صورت کا جس کو ہم انسانی ہستی کہتے ہیں خیال ہی ہوائی کرہ ہے خیال ہی عنصر ہے۔ اور ایک طرح سے خیال ہی اصلی شے ہے۔ مگر یہ ہم پورے پورے یقینی طور سے نہیں کہہ سکتے کہ اس موجودات میں جو ہم اپنے آس پاس مختلف قسم کی زندگی کے اظہار دیکھتے ہیں ان میں خدائی ہستی کی اور صورتوں پر یہ مسئلہ خیال کا کس قدر عائد ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ امر تحقیق ہے کہ خیال کے ذریعے اور محض خیال ہی کے ذریعے ہم خدائی ہستی کو غیر محدود روح اور زندگی کی اصلیت قیاس کر سکتے ہیں اور اس سے ہم صاف صاف دیکھ سکتے ہیں کہ یہی خدائی ہستی یا غیر محدود روح ہماری زندگی کی زندگی ہے۔ اور پھر ہم اس سے اپنی مطابقت بخوبی سمجھ کر زندگی بسر کر سکتے ہیں اور اس طرح پر کلام ربانی کا مجسم پرکاش اپنے اندر ہونے دیتے ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ خود ہمارے گھٹ میں پرگٹ ہو کر بول رہا ہے +

جب ذات باری ہماری جسمانی انسانی صورت میں ظاہر ہوتی

ہے تو اس کی اصلی اندرونی خاصیت یا اُس کی اصلیت میں تغیّر و
تبدّل نہیں ہوتا کیونکہ تغیّر و تبدّل کا ہونا اُس کی ذات سے
غیر ممکن ہے۔ مگر یہ ذات باری جسمانی حواس ہی کے ذریعے اپنے
آپ کو ظاہر کر سکتی ہے اور اپنا نورانی جلوہ دکھا سکتی ہے۔ اور
ٹھیک یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے ہماری اصلی اندرونی ہیئت
اور زندگی ہم سے پنہاں رہتی ہے لیکن اس پنہاں رہنے کا باعث
ہماری محدود سمجھ ہی ہوتی ہے ÷

جب ہم اس عالم قدرت میں پیدا ہوتے ہیں تو ہم جسمانی
یا مادّی حواس کے ذریعے ہر ایک شے کو دیکھنے بھالنے لگتے ہیں اور علم
حاصل کرتے ہیں اور یہ قدرتی مادّی دُنیا کچھ عرصہ تک ہمارے لئے
اصلی یا حقیقی دُنیا ہو جاتی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ انہی حواس کے ذریعے
ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ زندگی کا ایک اور ابدی منبع ہے جو
ہماری حقیقی اور ایک ہی اصلی زندگی ہے اور پھر انہی حواس کے
ذریعے اس بات کو بخوبی سمجھکر اسی حالت میں زندگی بسر کر سکتے
ہیں۔ اس سے یہ ایک ضروری اور عقلی مسئلہ ثابت ہوا کہ اوّل وہ
شے ہے جو قدرتی ہے اور پھر وہ جو رُوحانی ہے۔ لیکن وہ شخص
بڑا ہی خوش نصیب ہے جو عرصۂ دراز تک اپنی قدرتی حالت میں
نہیں رہتا بلکہ جلدی ہی اپنی روحانی حالت کو پہچان کر روحانی زندگی
بسر کرنے لگتا ہے اور اس طرح پر کلام ربّانی یا الہام الٰہی جلدی
اُس کے اندر سرایت کر کے منکشف ہوتا ہے ÷

جو شخص اس زندگی میں سرگرمی سے نہایت عمدہ چیزوں کی تلاش میں رہتا ہے اور بڑے غور و فکر کی زندگی بسر کرتا ہے اُس کا بیان ہے کہ بلا شک مندرجہ بالا حالت بڑی مبارک حالت ہے اور باقی اور حالتوں سے زیادہ قابل قدر ہے لیکن اگر فی الواقع یہ حالت ظہور میں آسکتی ہے تو اس کے اندر داخل ہونے کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟ اس تمام کائنات میں صرف ایک ہی شے ہے جس کے ذریعے تم اور تمام دُنیا کے لوگ کامیابی سے اس حالت میں داخل ہو سکتے ہو۔ یعنی اپنے ذہنی خیالات کی نئی صورت اختیار کرنے سے ہی تم اس حالت میں منتقل ہو سکتے ہو۔ گویا عمدہ اور نیک خیالات کا پیدا کرنا اور مجسّم نیکی اور اعلیٰ ترین ہستی کا تصوّر اپنے ذہن میں باندھنا ہی اس برتر حالت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے*

پس یہ حقیقت عظیم جس سے کہ دُنیا آج کل واقف ہوتی جاتی ہے بہت ہی صحیح اور مبارک ہے۔ یعنی یہ کہ "جو کچھ ہے نفس ذہن یا من ہے اور جیسا تم سوچتے ہو وہی بن جاتے ہو" ایک شخص پوچھتا ہے کیا تم نفس فانی کو اس قدر رتبہ دیتے ہو؟ اس کے جواب میں ہم ہاں اور نہیں دونوں کہہ سکتے ہیں حقیقت میں نفس فانی کوئی شے نہیں ہے۔ صرف نفس ایزدی ہے۔ جبکہ ہم اپنے ہی خیال کے مطابق اور اپنی عقل محدود کے ذریعے نور الٰہی کو پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں اور اپنے آپ کو علیحدہ علیحدہ مادّی ہستیاں

تصوّر کرتے ہیں اُس وقت ہم ایک عارضی خیال پیدا کرتے ہیں جس کو اگر ہم نفس فانی کہیں یا نفس فانی کا نتیجہ کہیں تو بجا ہے۔ لیکن شروع شروع میں اس قسم کا خیال ہونا ایک قدرتی بات ہے کیونکہ ہم اسی نفسِ فانی کے ذریعے نفسِ ایزدی میں انتقال کر سکتے ہیں۔ گویا نفسِ امّارہ کو راہ راست پر لا کر نفس مُطمئنّہ یا نفس پاک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ ہم عقلمندی اور دانائی کے ذریعے اس بیرونی ظاہری فانی اور مادّی حالت سے گزر کر اپنی اصلی یعنی اندرونی باطنی رُوحانی اور ایزدی حالت پر پہنچ سکتے ہیں۔

یہی ایک ذریعہ ہے جس کے باعث ہماری اندرونی ایزدی زندگی مع اپنے جلال اور دبدبہ کے حالت سکون سے نکل کر حرکت میں آتی ہے اور اپنے ایزدی اور نورانی جلوے دکھاتی ہے۔ پس فی الحقیقت اگر خیال کو راہ راست پر لایا جاوے اور اُس سے ٹھیک طور پر کام لیا جاوے تو اُس کے اندر از سرِ نو تقویت پہنچانے اور نجات دینے کی طاقت موجود ہے۔ خیال ہی کے ذریعے ہم اپنے لئے ایک نیا فردوس اور نئی دُنیا قائم کر سکتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ اس طرح سے خداوند تعالےٰ کی سلطنت کو تلاش کر کے اور اُس کے ذریعے سوچ سمجھ کر علوی حالت میں داخل ہو سکتے ہیں اور پھر ہم اس دُنیا میں رہ کر نہایت عمدہ اور پاک خیالات پیدا کر کے اپنے لئے ایک نئی دُنیا مثل فردوس کے تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور جب ہم بخوبی غور و خوض کر کے ایک دفعہ اس نئی دُنیا یا حالت میں داخل

ہو گئے تو پھر ہم اس حالت سے گمراہ نہیں ہو سکتے۔ سچ کہا ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اصلی ہستی کو معلوم کر لیا ہے تو پھر اُن کی وہ حالت ہو جاتی ہے جو شیخ سعدی صاحب نے مندرجۂ ذیل اشعار میں بیان کی ہے :-

خوشا وقت شوریدگانِ غمش	اگر ریش بینند و گر مرہمش
اسیرش نخواہد رہائی ز بند	شکارش نجوید خلاص از کمند
چو بیت المقدس دروں پُر ز تاب	رہا کردہ دیوارِ بیروں خراب

بہت سے لوگ حق شناس اور باخبر نہیں ہیں۔ کہیں کہیں صرف ایک دو ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کسی قدر معرفتِ الٰہی رکھتے ہیں اور اپنی اصلی حالت کو تھوڑا بہت جانتے ہیں۔ عموماً تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ جس طرح کی زندگی ہم کو بسر کرنی چاہیئے اور جس پر ہم سوچ سمجھ کر قادر ہو سکتے ہیں اُس کے مقابلے میں ہم سب ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں جو زندگی کے نام سے نامزد ہونے کے لائق نہیں ہے۔ برعکس اس کے یہ بات صحیح ہے کہ ہر ایک زندگی ایزدی ہستی کے اندر ہے اور اُسی کی ہے اور ہر حالت میں ایزدی ہستی سے یگانگت رکھتی ہے۔ اس لئے اس حقیقت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اس کو بخوبی سمجھے اور قوت خیال کے ذریعے اس کو پہچانے اور پھر ہمیشہ اس کے مطابق زندگی بسر کرے ؛

یہاں ہم ایک تمثیل دیگر اس امر کی تشریح کرتے ہیں۔ ایک

عقاب کئی مہینوں سے اپنے پنجرے کے عین باہر کی طرف ایک اڈّے پر بیٹھا ہوا ہے اور زنجیر سے بندھا ہوا ہے۔ چونکہ اُسے یہ بات بہت عرصہ سے معلوم ہے کہ میں ایک چھوٹی سی چاندی کی زنجیر سے بندھا ہوا ہوں اُس لئے اُس نے اُس قید خانہ سے نکل کر بھاگ جانے کی کوشش چھوڑدی ہے اور اتنی مُدّت قید رہنے کے سبب شاید وہ یہ بھول گیا ہے کہ مجھ میں اب اُڑنے کی بھی طاقت ہے یا نہیں۔ ایک روز اس چھوٹی سی زنجیر کی ایک کڑی کھُل گئی۔ لیکن چونکہ اُسے معلوم ہے کہ میں اتنی مُدّت سے قید میں ہوں اس لئے اُس نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی۔ اب اگر اُس کو اپنی طاقت کا علم ہو تو وہ آزاد ہوسکتا ہے لیکن وہ روز بروز آزادی کا خواہاں ہوکر اداس بیٹھا رہتا ہے اور برابر قید میں پھنسا ہوا ہے۔ مگر ایک دِن صبح کو اُس نے اپنے اڈّے سے ذرا باہر جانے کی جُرأت کی کہ یکایک اُس کو اپنی طاقتِ پرواز کا علم ہوگیا۔ اُس نے اپنے بازو پھیلائے اور جھٹ قید خانہ سے نکل گیا اور اب وہ غالباً ہمیشہ کے لئے آزاد ہوگیا اور اپنی مہینوں کی قید سے چھُٹ گیا +

یہی حال اِنسان کا ہے۔ جھُوٹے خدا یا دیوتاؤں کی وجہ سے جن کو پہلے سے مانتے آئے ہیں اور جن کی پرستش آج کل کے مذہب میں جائز رکھی ہے انسان اپنے آپ کو نہیں پہچانتا اور اسی سبب سے وہ نہیں جانتا کہ میری طاقتیں کیا ہیں اور

مَیں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ انسانی رُوح قید میں ہے۔ انسان اپنے چاروں طرف ایک غیر شفاف مادّی شکل دیکھتا ہے اور اسی کی شہادت دے سکتا ہے۔ مگر ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ اپنے خیال میں معمول سے کچھ زیادہ ترقی کرتا ہے اور پھر اَور تھوڑا تھوڑا آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اب اندرونی روشنی اُس کے اندر حرکت کرنے لگتی ہے۔ اُسے اوّل ہی اوّل اپنی اصلی حقیقی ہستی کا کچھ چمکارا نظر آتا ہے اور پھر یہ چمکارا کچھ زیادہ زیادہ نظر آنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ حقیقت اُس پر منکشف ہو جاتی ہے کہ وہ اور غیر محدود زندگی اور طاقت ایک ہی ہیں اور یہی حقیقت اُس کی تمام رُوح میں پھیل جاتی ہے اور اُس کی رُوح کو منوّر کر دیتی ہے۔ اب انسان حیران ہے اور اوّل اوّل یہ بات کہتا ہوا ڈرتا ہے۔ پھر وہ یکایک چلّا اُٹھتا ہے "اے خدا! مَیں اور تُو ایک ہی ہیں!" اس نئی معرفت اور گیان میں محو ہو کر وہ اس یگانگت کے خیال پر جما رہتا ہے۔ اور ہمیشہ اس خیال میں زندگی بسر کر کے ایزدی ہستی کے ساتھ اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھ کر مستقل طور سے خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا رہتا ہے۔ اس صورت میں اوّل انسان کی حالت دُنیاوی انسان کی تھی اور بعد میں وہ بہشتی انسان میں تبدیل ہو گیا۔ یعنی پہلے انسان اپنی مادّی حالت میں مبتلا تھا اور پھر اُس نے اپنی اصلی روحانی ہستی کو پہچان لیا اور جسمانی حالت سے اُس کی روحانی حالت ہو گئی ✤

اس نئی زندگی کے ساتھ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پرانی زندگی جہالت کی تھی اور اس کے ساتھ قیود لگی ہوئی تھیں۔ اور اسے زندگی کیا موت کہیں تو بجا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی پہلی حالت میں دراصل زندگی سے محروم تھا۔ زندہ انسان وہی کہلا سکتا ہے جو اس ایک اور ایک ہی زندگی کے ساتھ یعنی ایزدی زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت بخوبی سمجھکر زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر ایک انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور دنیا میں رہتا ہے لیکن ابھی وہ سوچ سمجھکر اصلی اور ابدی زندگی میں داخل نہیں ہوا ہے۔ ابھی تک اس میں اپنی مادی ہستی کا خیال ہے اور روحانی ہستی میں ابھی اس نے قدم نہیں رکھا ہے۔ ابھی وہ حالتِ گمراہی میں پڑا ہوا ہے اور اصلی نور اور اس کی عظمت اسکی نظروں سے پنہاں ہے +

غیر محدود باپ یعنی خداوند حقیقی ہر ایک انسانی روح کے اندر موجود ہے اور اس کے گھٹ میں اس طرح بولتا ہے "میں تیری روح ہوں"۔ جو شخص اسے سننا چاہتا ہے سن سکتا ہے اور اس کے ذریعے مکمل زندگی بسر کر سکتا ہے +

اکثر جو آجکل عقل کے خلاف مذہب رائج ہیں ان میں اس بات کا ذکر بہت کچھ سننے میں آتا ہے کہ انسان اپنی حالت سے گر گیا۔ لیکن اس کے معنے از روے عقل یہی سمجھ میں آتے ہیں کہ انسان نے اپنی اندرونی روشنی سے انحراف کیا اور جھوٹے دیوتاؤں کا پیرو

بن گیا۔ اپنی یگانگت کو ایزدی زندگی سے جُدا کرنا ہی انسان کی پست حالت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جو پہلے زمانہ کے لوگوں نے تلقین کیا ہے کہ اِنسان کے گر جانے سے یہ مُراد ہے کہ انسان مثل ایک عاجز اور ذلیل کیڑے کے ہے۔ انسان سخت گنہگار ہے اور اُس کا انجام موت اور قبر ہے۔ اس قسم کے خیالات باطل اور ضرر رساں ہیں اور ان کا اثر بہت بُرا ہوتا ہے۔ ان پُرانے خیالات کے گویا یہ معنے ہیں کہ یہ دُنیا مثل ایک جہنّم کے ہے اور شکّ و شُبہ غلطی گناہ اور جُرم سے بھری ہوئی ہے اور یہ کسی صورت سے فردوس کی مانند نیک اور پاک نہیں بن سکتی۔ ایسے خیالات لوگوں کو زیادہ تر گناہوں میں پھنسانے والے ہیں۔ فی الحقیقت ہم نئے اور نیکی کے عمدہ خیالات کے ذریعے نیا فردوس اور نئی دُنیا بنا کر کھڑی کر سکتے ہیں +

انسان در اصل ایزدی ہے اور غیر محدود خداوند تعالےٰ کا جزو ہے اور اس لئے انسان بذاتہ نیک اور پاک ہے۔ جب انسان ایزدی حالت سے اپنا تعلّق ہٹا لیتا ہے اسی حالت میں شکّ و شُبہ غلطی اور گناہ اُس کی زندگی میں دخل پاتی ہیں اور ان کے ساتھ ہی مختلف بیماریاں درد اور تکلیف بھی نمودار ہوتی ہیں۔ جو شخص پُورا پُورا لا مذہب اور لا ایمان ہے وہی اس ابتدائی گناہ کے مسئلے اور گناہ کے مصائب وغیرہ کو مان سکتا ہے۔ ہم یہاں پر پُورے پُورے اور در اصل لا مذہب ہونے کی

قید اس لئے لگاتے ہیں کہ بہت سے شخص جن کو اور لوگ لامذہب کہتے ہیں وہ اصل میں لامذہب نہیں ہیں بلکہ وہ بہت سے مذہب کی پکار کرنے والے لوگوں کی نسبت زیادہ راستی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک مذہبی تلقین کرنے والا شخص جو خدائے تعالےٰ کو ایک روح پاک اور اعظم جانتا ہے اور ساتھ ہی اس پرانے مسئلے کو بھی مانتا ہے کہ انسان نے گناہ کیا اور اپنی اصلی حالت سے گر گیا۔ اس شخص کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص تو زیادہ تر شیطان کا چیلہ ہے کیونکہ یہ شیطان کو مانتا ہے اور اُس کی طاقت کو صریحاً بڑا جانتا ہے۔ اور یہ لامحدود خداوند تعالےٰ کا پیرو نہیں ہے۔ جس میں یہ ایمان لانے کا ظاہر میں دعوے کرتا ہے۔ یہی شخص شیطان کو دخل دیتا ہے اور اپنے مذہب میں اُس کی طاقت کو روا رکھتا ہے۔ لیکن جو شخص در اصل خدا پر ایمان لاتا ہے اور اُس کو اصلی ہستی سمجھکر تمام زندگی اور طاقت کا منبع تصوّر کرتا ہے یہ شخص اپنے مذہب میں شیطان کو ہرگز دخل نہیں دیتا۔ یہ شخص اس بات کو بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ بدی اور گناہ اُن لوگوں سے پیدا ہوتی ہے جو کچھ عرصہ کے لئے اپنا تعلّق اپنی ہستی کے اعلےٰ ترین ماخذ سے ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ شخص اس بات کو نہیں [illegible] کہ در اصل کوئی اور مجسّم خدا یا شیطان ہے جو انسان کو بدی کی طرف راغب کرتا ہے۔

اور چونکہ انسان خیال ہی کے ذریعے خدائے تعالےٰ سے علیحدہ ہو سکتا

ہے اس لئے یہ شخص اس بات کو جانتا ہے کہ خیال ہی کے ذریعے وہ پھر خدائے تعالیٰ سے اپنا تعلّق معلوم کر سکتا ہے۔ اور اس ایزدی تعلّق کا معلوم کرنا ہی اصلی نجات ہے۔ خداوند تعالیٰ پر ایمان لاکر اور اُسے پہچان کر انسان کوئی ایسا موقع نہیں دیکھتا کہ غضبناک خدا کا غصّہ فرو کرنے کے لئے کفارہ کرے۔ جب انسان خدا کو پہچان لیتا ہے تو وہ ان جاہلانہ خیالات میں شریک نہیں ہوتا۔ مگر اب وہ معلوم کر لیتا ہے کہ حقیقی باپ کی زندگی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے ہی نجات مل سکتی ہے اور بلاشک یہی طریقہ نجات حاصل کرنے کا ہے۔ وہ اس بات کو ایک قدرتی طریق سمجھ لیتا ہے کہ اوّل انسان آدم سیرت پیدا ہوا جس کو خیالات اور افعال کی آزادی حاصل ہے اور بعد میں رفتہ رفتہ ترقی کر کے اور اپنی اصلی حالت کو معلوم کر کے جیسے صفت انسان ظہور میں آئے۔ وہ بخوبی جان لیتا ہے کہ خداوند تعالیٰ۔ قدرت اور انکشاف کا طریق یہی ہے کہ اوّل حالت انسان کی دُنیاوی ہوگی اور دوسری حالت ایزدی ہوگی۔ وہ اس بات کو سمجھتا ہے کہ بلّی کے بچّے یا بلوٹنے اندھے پیدا ہوتے ہیں اس لئے نہیں کہ اُن کے ماں باپ یا اُنکے آباؤ اجداد گنہگار تھے بلکہ صرف اس لئے کہ اُن کے لئے اندھا پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے اور رفتہ رفتہ اُن کی آنکھیں کھُل جائینگی۔ وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ ہماری محدود عقل و سمجھ کے باعث اوّل "قدرتی" حالت ظہور میں آتی ہے اور

بعد میں "روحانی"۔ لیکن فی الحقیقت رُوحانی حالت شروع ہی سے ہمارے اندر موجُود ہے اور چونکہ وہ شروع ہی سے موجود ہے اس لئے وہ رفتہ رفتہ کبھی نہ کبھی غالب آجاتی ہے اور ممکن الوقوع حالت سے متحرّک حالت میں تبدیل ہوکر کام کرنے لگتی ہے ؛

ایک دفعہ اس دُنیا میں ایک ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جو شروع ہی سے اپنی اور اپنے حقیقی باپ کی زندگی میں کسی قسم کی علیٰحدگی نہیں تصوّر کرتا اور جو ہمیشہ اس بات کو سمجھ کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اور دُنیا میں اس بڑی حقیقت کو از سرِ نو داخل کر کے اور ایسے کام دکھا کر جو اس حقیقت کے سمجھنے سے ہمیشہ اور بلاشک ظہور میں آتے ہیں وہ شخص ایک طرح سے دُنیا کا نجات دہندہ بن جاتا ہے۔ جیسے کہ عیسےٰ یا یسُوع اس حقیقت کو کما حقہٗ سمجھ کر یعنی یہ کہ خالق حقیقی کی مجسّم زندگی اُس کے اندر موجُود ہے یسوع مسیح بن گیا۔ اس طرح سے اُس نے دُنیا کو ثابت کر دکھایا کہ تمام انسان اگر چاہیں تو اس حقیقت کو سمجھ کر یسوع مسیح کی زندگی اختیار کر سکتے ہیں اور اس طرح گناہ کرنے کی تحریک سے بچ سکتے ہیں۔ اور ایک غضب ناک خدا کا غصّہ فرو کرنے کی بجائے حضرت عیسیٰ نے اپنے طریق زندگی کے نمونہ سے اور اپنے اصلی یا حقیقی پیغام کی تلقین کرنے سے دُنیا میں ایک ایسا طریق داخل کیا جس کے ذریعے تمام انسان اپنے مہربان اور شفیق غیر محدود حقیقی باپ سے اپنی یگانگت معلوم کر سکتے ہیں اور گناہوں سے بچ کر راہِ راست

پر آسکتے ہیں ٭

پس ہر ایک شخص جو مثل حضرت عیسےٰ کے اپنا تعلق اپنے حقیقی باپ سے سمجھ لیتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت پیدا کر لیتا ہے گناہ کی طرف راغب کرنے والے حواس خمسہ کی قید سے رہا ہو کر علوی حالت اور ابدی زندگی میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ بات کسی صورت سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کوئی شخص حضرت عیسےٰ پر محض ایمان لانے سے کس طرح گناہ کی قید سے چھوٹ سکتا ہے اور حالتِ علوی میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس قسم کی اعلےٰ زندگی حضرت عیسےٰ نے اس دُنیا میں بسر کی اُس پر ایمان لانے سے اور اُس میں زیادہ سے زیادہ اعتقاد کرنے سے ہی کوئی شخص علوی حالت کو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن حضرت عیسےٰ جیسے اعمال کرنے سے اور اُن کے مطابق زندگی بسر کرنے سے ہر ایک شخص خواہ وہ کسی زمانہ کا ہو اور کسی ملک میں رہتا ہو ضرور حالتِ علوی پر پہنچ جائیگا۔ خواہ اُس کو اس بات کا علم بھی نہ ہو کہ حضرت عیسےٰ بھی کوئی اس دُنیا میں ہوا تھا یا نہیں۔ الغرض جب حضرت عیسےٰ جیسے نیک اعمال کرو اور اُس کی سی زندگی بسر کرو اور پھر تمہیں ضرور نجات حاصل ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عیسےٰ پر ایمان لانے سے ہی تمہیں نجات حاصل ہو جاوے ٭

دُنیا کو اس کفارہ دینے کے ناجائز مسئلے کی کسی حالت میں

ضرورت نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بعض لوگوں نے عمداً یا جہالت سے گھڑ لیا ہے اور اس مسئلہ کی رو سے اُنہوں نے حضرت عیسےٰ کی تلقین کو بالکل نہیں سمجھا یا یہ کہو کہ اُنہوں نے اُس کی رُوحانی تلقین کو مادّی صورت میں تبدیل کر لیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک شخص جسکی رُوحانی آنکھیں کھُلی ہوئی ہیں حضرت عیسےٰ کی تلقین اور وعظ سے اس مسئلہ کو خود بخود اخذ کر لیگا کہ انسان کی زندگی اور ایزدی زندگی ایک ہیں اور انسان کو چاہیئے کہ ہر ایک کام میں خداوند تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر اپنی زندگی بسر کرے ٭

جو کچھ ہم نے اُوپر بیان کیا ہے اس کو مختصر طور پر ذیل میں بیان کرتے ہیں تاکہ بڑی بڑی باتیں ذہن نشین ہو جائیں:۔

ابد سے ابد تک ہستی ہے یعنی ہستی ہی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور ہمیشہ تک رہیگی۔ یہ ہستی قائم بالذات ہے۔ نہ اس کا آغاز ہے نہ انجام۔ چونکہ اس ہستی کا کسی بیرونی چیز پر انحصار نہیں ہے یہی اصلی ذات ہے اور یہی تمام موجودات کی زندگی یا جان ہے اس لئے یہ غیر محدود ہستی ہے۔ چونکہ یہ شروع ہی سے خالص روح کی صورت میں ہے اس لئے یہ ایزدی ہستی ہے یہی لامحدود خدا یا برہم ہے۔ بعد میں محبت کی تحریک سے اور اپنی ہی مرضی سے یہ لامحدود ہستی پھیل کر وجود میں آتی ہے اور مختلف شکلیں اختیار کر لیتی ہے جن کو ہم اپنے آس پاس تمام کائنات میں دیکھتے اور ان شکلوں میں ہم خود بھی شامل ہیں۔

لیکن یہ لامحدود ایزدی ہستی اس طرح پھیل کر حالتِ وجود میں آنے سے اپنی اصلی اندرونی ذات پاک میں ذرا بھی نہیں بدلتی کیونکہ ایسا وہ نہیں کر سکتی۔ تو پھر کائنات میں دراصل کیا شے ہے؟ صرف ایزدی ہستی ہے یعنی لامحدود خداوند تعالیٰ ہے۔ اور اُسی کے یہ بہت سے مظاہر ہیں۔ یعنی ایک وہی ذات پاک مختلف صورتیں اختیار کر کے سب میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ ہستی اسی طرح تا ابد رہیگی۔ اُس کا تا ابد رہنا اُس کی خاص ذات سے ثابت ہے۔ پس خداوند تعالےٰ غیر محدود ہستی ہے۔ لامحدود رُوح ہے جو تمام چیزوں کی اصلیت اور زندگی ہے اور جو اکیلا ہی تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ سب کچھ وہ ہے اور وہ ہی سب کچھ ہے۔ گویا ایک برھم ہی ہے اور وہی سارے برھمانڈ میں رم رہا ہے اور ہر ایک کے گھٹ میں بول رہا ہے اور اس برھم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

لیکن جب ایزدی ہستی اوتار لیتی ہے یعنی خود مجسّم شکل اختیار کرتی ہے اور اپنے استعمال کے لئے ایک مادّی قالب (جسے انسانی جسم کہتے ہیں) بنا لیتی ہے تو اُسے ضرور جسمانی حواس کے ذریعے ہی اپنا یہ کاشش کرنا پڑتا ہے۔ اور اگرچہ ایزدی ہستی غیر محدود ہے مگر انسانی بصیرت محدود ہے اور کچھ عرصہ کے لئے انسان کی اصلی اندرونی زندگی یعنی ایزدی ہستی اُس سے پنہاں رہتی ہے کیونکہ وہ ہر ایک شے کو مادّی حالت

کے ذریعے ہی تعبیر کرتا ہے۔ شروع میں قدرتی حالت ہوتی ہے
اور ابتدا میں انسان اپنے آپ کو صرف ایک قدرتی مادّی ہستی
خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اُس کی مادّی ہستی اور اس کے
اردگرد کی مادّی کائنات میں ذرا بھی فرق نہیں ہے۔ لیکن جب
وہ بغور سوچتا ہے اور باہر نظر ڈالتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ
اُس میں اور دیگر موجودہ صورتوں میں فرق ہے۔ یعنی یہ کہ انسان کے
اندر مَن یا نفس ہے جس کے ذریعے خیال پیدا ہوتا ہے اور
یہ نفس استعمال سے ترقی کرتا رہتا ہے۔ بعد میں جب وہ اپنی
حالت پر غور کرتا ہے اور اپنی ہستی کی ماہیت کو تلاش کرتا ہے
تو رفتہ رفتہ اُس کی چشم بصیرت کھل جاتی ہے اور اس کو اس
حقیقت کی معرفت یا گیان ہو جاتا ہے کہ اُس کی زندگی ایزدی
ہستی ہے اور ایزدی ہستی کے سوا اَور کچھ ہرگز نہیں تھی۔
اگر اَور کچھ تھی بھی تو وہ صرف اُس کے ذہن میں اُس وقت تک
تھی جب تک کہ اُس نے اس مادّی صورت کو اصلی زندگی سمجھا
ہوا تھا اور اس طرح پر اپنی زندگی کو غیر محدود ایزدی زندگی سے
علیحدہ کر دیا تھا۔ اب اس طرح پر وہ بخوبی اس بات کو ذہن نشین
کر لیتا ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ میں زندگی بسر کرتا ہے اسی میں
حرکت کرتا ہے اور اسی میں اپنی ہستی رکھتا ہے۔ کہ خدا اُسکی
زندگی کی زندگی ہے بلکہ وہی خاص اُس کی زندگی ہے۔ اور
اس طرح پر رفتہ رفتہ انسان غیر محدود زندگی اور طاقت کے ساتھ

اپنی یگانگت بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسان کی پہلی حالت قدرتی ہوتی ہے اور بعد میں رُوحانی ٭

خیال ہی کے ذریعے انسان کی دوسری ایزدی حالت اُس کی پہلی وُبنیادی حالت سے ظہور میں آتی ہے۔ انکشاف یا پرکاشش ہونے کا ایک ہی مکمّل قدرتی عمل ہے۔ یعنی اوّل تحسّس اور اِدراک ہوتا ہے اور بعد میں تخیّل اور الہام ایزدی کا ظہور ہوتا ہے۔ یا یہ کہو کہ اوّل حالت انسان کی آدم کی سی ہوتی ہے جبکہ وہ اپنی مادّی حالت کے ذریعے اپنی اصلی حالت کو نہیں سمجھتا اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور بعد میں رفتہ رفتہ حضرت عیسیٰ کی سی حالت ہوتی ہے جبکہ وہ اپنی اصلی حالت کو سمجھکر رُوحانی حالت کی طرف رجوع کرتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب تک پہلے کوئی شے خود اُلجھاؤ میں نہیں آتی ہے وہ سُلجھ نہیں سکتی۔ یعنی جب کوئی شے پہلے حالت تاریکی میں ہوتی ہے وہی بعد میں حالت روشنی میں آسکتی ہے۔ اور اسی طرح انسان پنہانی کی حالت میں رہ کر کچھ عرصہ بعد معلوم کرتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ سے اُس کے اندر موجود ہے اور اُس نے اُس کو نہیں پہچانا یعنی اب وہ جہالت کی حالت سے نکل کر معرفت کی حالت میں آگیا ٭

جیساکہ حضرت یعقوب نے بہت سے سال بیشتر کہا تھا وہی حالت اب بھی موجود ہے " فی الحقیقت خداوند تعالےٰ اس جگہ پر موجود ہے اور میں نے اُسے پہچانا نہیں تھا"

جہاں پر کہ یعقوب تھا صرف وہاں کے پتھّروں کا استعمال
کرنے سے یعقوب نے یہ سب کچھ دریافت کیا تھا۔ کیونکہ یعقوب
نے اس مقام کے پتھّروں کا اپنے لئے تکیہ بنایا اور جب وہ
اس تکیہ پر سر رکھکر سویا ہوا تھا تو اُس نے دیکھا کہ زمین
پر ایک زینہ رکھا ہوا ہے اور یہ زینہ آسمان بریں یا فردوس
تک پہنچتا ہے۔ اور اس زینہ پر سے فرشتے چڑھتے اُترتے
ہیں۔ اور اس طرح پر یعقوب فردوس یا حالتِ علوی میں
داخل ہوگیا۔ بعد میں اُس نے اس تکیہ کا ستون بنا لیا جو اَور
لوگوں کی رہنمائی کا باعث ہوا ۛ

یہی حال ہر ایک اِنسانی رُوح کا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ
ہم صرف اُن پتھّروں سے کام لیں جہاں پر کہ ہم ہیں۔ جن
پتھّروں سے کہ انسانی زندگی کی عمارت کھڑی ہوسکتی ہے وہ
پتھّر خیالات ہی ہیں۔ خیال ہی سانچے میں ڈھالنے والی اور پیدا
کرنے والی طاقت ہے۔ جس مقام پر کہ ہم کھڑے ہیں اُس کا
ٹھیک ٹھیک خیال ہی اُس مقام کے پتھّر ہیں جن کا ہم اپنے
آرام کے لئے ایک تکیہ بنا سکتے ہیں۔ گویا خیال ہی بمنزلہ بنیادی
پتھّر کے ہیں جن پر ہم اپنی آیندہ عمارت کھڑی کر سکتے ہیں۔
خیال ہی کے ذریعے ہم پہ علوی زندگی کا انکشاف ہوجاتا
ہے۔ پس یہ خیال کہ جس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے
کہ ایزدی زندگی ہمیشہ ہمارے اندر ہے اور یہی ایزدی زندگی

خاص انسانی رُوح کی اصلیت یا اس کا جوہر ہے۔ بمنزلہ تکیہ کے ہے اور پھر ہم اس تکیہ کا ایک ستون بنا کر کھڑا کر سکتے ہیں جو اَور لوگوں کی رہنمائی کا باعث ہوگا تاکہ اَور لوگ بھی اسی بات کو بخوبی سمجھیں اور اِسی رُوح القدس میں زندگی بسر کریں ؛

پس اِنسانی زِندگی کا کُل عقدہ نہایت آسانی سے حل ہوجاتا ہے اگر ہم اپنی اصلی اندرونی حالت پر غور کریں اور ذات باری کی طرف سچّے دِل سے رجوع کریں اور مذہبی بحث و مباحثہ کے پیچیدہ خیالات سے دُور رہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے ہماری حالت اس زندگی میں اور اس دُنیا میں نہیں سُدھر سکتی بلکہ اَورکسی دوسری زندگی میں سُدھر سکتی ہے ؛

لیکن جب انسان اپنی اندرونی حالت کو بخوبی سمجھ لیتا ہے اور اپنی یگانگت غیر محدود زندگی اور طاقت سے معلوم کرلیتا ہے اُس وقت یہ بڑی حقیقت یا مسئلۂ عظیم تمام دُنیاوی کاروبار اور روزمرّہ کے معاملات میں جاری ہوکر ایک طاقتور شے بن جاتا ہے اور پھر انسان سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور جب تک کہ انسان اُس حالت کو نہ پہچانے تب تک وہ مثل اُس عقاب کے ہے جو زنجیر کی ایک کڑی کے علیحدہ ہو جانے سے اپنے پنجرے سے الگ ہوگیا ہے لیکن پھر بھی اپنے پُرانے خیال کے باعث قید ہی میں پھنسا ہوا ہے۔ اور پھر نیا خیال آنے

کے باعث اپنے بازو پھیلا کر جھٹ آزاد ہو جاتا ہے۔ گویا انسان کے اندر ایک لامحدود طاقت موجود ہے۔ صرف ایک چشم بصیرت کی کمی ہے۔ ذرا غور کرنے سے جھٹ مادی حالت سے رُوحانی حالت میں آسکتا ہے ؎

پس جس قدر ہم اس مسئلہ پر غور کرینگے اور اپنی اس اندرونی حالت کو عملی طور پر بخوبی سمجھینگے اسی قدر ہم میں صفاتِ ایزدی داخل ہو جائینگی اور ہم اپنی حالت کو رفتہ رفتہ درجہ کمال کو پہنچا سکینگے۔ اور اسی دُنیاوی حالت میں رُوحانی حالت کو پہنچکر وصالِ باری حاصل کرینگے اور نہایت اعلےٰ درجہ کی پاک اور رُوحانی زندگی بسر کرینگے ؎

برہم پرچارک

اس نام کا ایک پندرہ روزہ پرچہ ڈمی کاغذ پر ۱۶ صفحوں میں چھپ کر لاہور سے نکلتا ہے۔ اس میں ایک غزل یا بھجن - پرارتھنا - روحانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور بھاؤں کے متعلق اپدیش و مضامین چیدہ نصائح یا بچن - نتیجہ خیز اخلاقی نوٹ - چیدہ اور مفید خبریں - مہاتماؤں کی سوانح عمری وغیرہ درج ہوتے ہیں *

قیمت مع محصول ڈاک صرف دو روپیہ (عہ) سالانہ

درخواست خریداری

بنام مینیجر برہم پرچارک لاہور آنی چاہئے

مندرجہ ذیل کتب منیجر براہمو دھرم پرچار آفس لاہور سے طلب کرو:-

ہندی کتب

کتاب	قیمت
سُکھی پریوار	۱/
مہرشی دیویندر ناتھ ٹیگور جی کا مختصر جیون چرتر	۰/
بشواسی ہے	۲/
براہمو دھرم کے بیاکھیان ...	۱۲/
براہمو دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم	۱۲/
براہمو سنگیت	۳/
پچھمن ہے	۱/
براہمو دھرم (انتخاب) ...	۴/
دھرم وشیک پرشن اُتر	۱/
تت بودھ مصنفہ بابو نوین چندر رائے	۸/
استری سکھشا	—/
دھرم دیپکا	—/
استوتر (یعنی پرمیشور کے ایکسو آٹھ نام)	—/
ست دھرمی لوگ ویدوں کو کیسے مانتے ہیں	—/

کتاب	قیمت
روحانی عروج کا ہندی ترجمہ	۴/

انگریزی کتب

کتاب	قیمت
فرام پاورٹی ٹو پاور	۱۴/
اوٹ فرام دی ہارٹ	۱۴/
آل دیئر تھنگس ایڈڈ	۱۴/
ایز اے مین تھنکتھ	۱۴/
کریکٹر بلڈنگ ...	۱۵/
ایوری لونگ کریچر ...	۱۵/
گریٹ ایسٹ تھنگ ایور نون	۱۵/
آور گاسپل ...	۰/
میٹیریل ازم اینڈ اتھی ازم ریفیوٹڈ (یعنی خدا کی ہستی کا ثبوت اور مادیت و دہریت کی تردید)	۳/
روے لیشن (مصنفہ پنڈت شیونا تھ شاستری ایم اے)	—/
ٹرووَرشپ	۰/

برائے ریویو

ٹریکٹ نمبر ۱۸ پرچار

اوم

یگیہ قربانی نہیں ہے

از شریمان مہاشہ کاشی رام صاحب وکیل پردہان

آریہ سماج شہر ملتان

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادہشٹاتا آریہ پستک پرچار

قائم کردہ

شریمتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب تیار ہو کر شائع ہوا

آریہ سموت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۴ عیسوی ۱۹۰۵ء

باہتمام منشی مولا بخش پرنٹر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپا

قیمت ۱/

جی نے زبردست سے زبردست اندرونی و بیرونی
شہادتوں سے کماحقہ ثابت کر دیا ہے کہ یگیہ
سے محض رفاہ عام کے نیک کام مراد ہیں مثلاً
روزانہ پانچ فرایض کا نام پنج مہایگیہ ہے علیٰ ہٰذا
اشومیدہ سے انتظام سلطنت مراد ہے نہ کہ
انسانوں اور حیوانوں کی قربانی - لیکن وہ لوگ
جو کہ قربانی کو نجات کا ذریعہ مانتے ہیں وہ اسی
بات میں اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ وحشیانہ سوختنی
قربانیوں کو وید مقدس کے ذمہ مڑھ کر اپنا
مطلب نکالا جاوے - اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی
جودتِ طبع سے وے مسیح کے کفارہ کو بھی
وید آدی ست شاستروں سے ثابت کرنے کے
لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں -
اس لئے ضروری ہوا کہ یگیہ کا اصلی سروپ
تبلا کر اُس کے متعلق جو غلط خیالات پھیل
رہے ہیں اُن کو دور کیا جاوے - اُمید کہ حق
پسند ناظرین دادِ انصاف دینگے -

لفظ یگیہ کے معنی - لفظ यज्ञ (یجنہ) جس کو عام
طور پر یگیہ بولتے ہیں مصدر یج سے بنتا
ہے - یہ لفظ تین معنوں میں مستعمل ہوتا ہے
(۱) دیو پوجا (۲) سنگتی یعنے ترکیب اشیاء

(۴) دان یعنی خیرات -
لفظ دیو کے معنی - "دیو" نروکت کی رو سے مفصلہ ذیل چار معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔(۱) دان یعنی خیرات (۲) "دیپن" یعنی روشنی (۳) "دیوتن" یعنی وضاحت (۴) "دیو ستھان" یعنی چشمہ نور - اول معنی دان کے لحاظ سے ہر ایک عالم و فاضل و مخیر و صالح شخص دیو کہلاتا ہے اور پرماتما چونکہ سب سے بڑے دانی ہیں سب کو علم وغیرہ عطا کرتے ہیں اس لئے وہ دیو کہلاتے ہیں دوم دیپن یعنی روشنی کرنے والے کے معنوں میں سورج وغیرہ "دیو" ہیں اور پرماتما چونکہ سب کو ظاہری و باطنی روشنی عطا کرنے والے ہیں اس لئے بدیں معنی وہ مہادیو کہلاتے ہیں سوم "دیو تن" یعنی اپدیش کے معنوں میں - ماں باپ - استاد - اتیتھی (گھر میں آیا ہوا مہمان) جو سچائی کا واعظ - عالم باعمل اور فاضل اکمل ہو - وغیرہ بھی لفظ دیو میں داخل ہیں - مگر پرماتما چونکہ سب کے پرم گرو و اپدیشٹا یعنی استاد برحق و ہادی مطلق ہیں انہوں نے آغاز عالم میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے نہ صرف وید مقدس یعنی ایشوریہ گیان ہی بذریعہ الہام عطا فرمایا بلکہ تکمیل ہدایت کے لئے نو. قلب کو اس کا عدم بنا دیا تاکہ ہر وقت گناہ سے

باز رہنے کے لئے متنبہ و متوجہ کرتا ہے پس
ہمارا ناصح حقیقی و مرشد تحقیقی ہونے سے ان
معنوں میں بھی لفظ "دیو" پرماتما پر صادق آتا ہے
چہارم "دیوستھان" "द्यो स्थान" یعنی سورج کی
کرنوں - پرانوں (انفاس) اور سورج وغیرہ منور
اجرام فلکی کا جو ستھان یعنی جائے قیام ہو اُس
کو دیو ستھان کہتے ہیں چونکہ پرماتما ان جملہ صفات
حمیدہ سے دائمی اور حقیقی طور پر متصف ہیں اس
لئے اصلی دیو انہیں کو سمجھنا چاہئے -
(۱) دیو پوجا کے معنی - پس لفظ دیو کے
معنی ایشور عالم اور فیاض انسان - ماں - باپ
استاد اتتھی ہیں - اور دیو پوجا سے مراد ایشور بھگتی
(عبادت الہی)، تعظیم و خدمت علماء و والدین و
استاد و اتتھی ہے -
(۲) سنگتی کرن کے معنے - سنگتی کرن یعنی کل
مادی اشیاء کا علم اور اُس کے بموجب اُن کو ملاکر
کل دنیا کے فایدے کے لئے سامان پیدا کرنا یعنی
علوم طبیعہ کو انسان کی بہبودی اور ترقی کے لئے
استعمال میں لانا اور باہم مل اور بانٹ کر کام کرنا
اس میں وہ تمام ایجادیں اور صنعتیں شامل ہیں
جو علماء و فضلا نے انسانی ضروریات کو پورا کرنے

اور راحت کے سامان بہم پہنچانے کے لئے کی ہیں

(۳) دان یعنی خیرات - دان دو قسم کا ہوتا ہے اول محتاجوں - مسکینوں و اپاہجوں وغیرہ کو تن - من دھن سے مدد دینا - دوم - ودیا یعنی علم کا دان دینا - غرضیکہ لفظ دان میں وہ سارے کار خیر داخل ہیں جن سے نوع انسان کی بہبودی ہو - دنیا سے دکھ دور ہوں اور امن و امان پھیلے -

پس لفظ یگیہ کے معنی میں حق تعالیٰ کی عبادت - والدین و استاد و نیک مرد پارسا مہمانوں کی تعظیم و تکریم و خدمت و اگنی ہوتر خیرات اور دیگر جملہ پراپکار کے کام شامل ہیں اور اسی لئے ہمارے روزمرہ کے پانچ اعلیٰ فرائض پنچ مہا یگیہ کے نام سے موسوم ہیں جو حسب ذیل ہیں :-

(۱) برہم یگیہ - عبادت آلہی - مطالعہ و اشاعت وید مقدس و دیگر ست شاستر -

(۲) دیو یگیہ یعنی (۱) عالموں کی صحبت و خدمت کرنا علوم دینی و دنیوی کی ترقی کرنا - اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کا اختیار کرنا - خیرات کرنا (۲) ہون جس سے ہوا صاف ہوتی ہے اور سنسار کا اوپکار ہوتا ہے -

(۳) پتری یگیہ - ماں باپ اور بزرگوں و دینی

و دنیوی علوم کے علماء و فضلاء و آچاریوں (گوروؤں)
کی تعظیم و تکریم و خدمت کرنا۔
(۴) بھوت یگیہ۔ اس کو بلی ویشو دیو بھی کہتے
ہیں۔ یعنی غریبوں۔ محتاجوں۔ مریضوں۔ اپاہجوں۔
چنڈالوں۔ کتوں۔ کوؤں۔ چیونٹی وغیرہ کیڑوں کو خوراک
وغیرہ کا دینا۔ یعنی ادنٰے درجہ کے انسانوں حیوانوں
سے بھی ہمدردی رکھنا۔ اور اُن کی حاجات کو رفع
کرنا۔ غرضیکہ سخاوت اور جملہ ذی روحوں پر رحم
کرنا بھوت یگیہ کہلاتا ہے۔
(۵) اتیتھی یگیہ۔ اس کو نری یگیہ بھی کہتے ہیں۔
جو عالم لوگ مزین ہمہ اوصاف حمیدہ و جملہ
اخلاق پسندیدہ دنیا کے اوپکار کے لئے شہر بشہر
پھرتے ہوئے اتفاقاً گھر آجاویں اُن کو اتیتھی کہتے
ہیں۔ ایسے مہاتماؤں کی تعظیم و خدمت کرنا اور
اُن سے سچی ہدایات کا حاصل کرنا اتیتھی یگیہ کہلاتا
ہے۔ ان پانچ مہا یگیوں کے متعلق مہرشی منو جی
کی ہدایات حسب ذیل ہیں:-
"برہم یگیہ۔ دیو یگیہ۔ بھوت یگیہ۔ نری یگیہ۔
پتری یگیہ کو حتی الامکان ہمیشہ کرنا چاہئے۔ ہرگز چھوڑنا
نہ چاہئے" (منو ادھیائے ۴ شلوک ۲۱)
"گرہستی کو چاہئے کہ ویدوں کا مطالعہ و اشاعت

کرنے سے رشیوں کی تعظیم و تکریم کرے (یعنے رشیوں کی تعظیم اِس میں ہے کہ ہم ویدوں کا مطالعہ کریں اور ویدوں کی اشاعت کریں)۔ ہوم یعنی اگنی ہوتر سے دیوتوں کی۔ (چونکہ اگنی ہوتر سے ہوا اور بارش کا پانی وآن صاف ہوتے ہیں اس لئے گویا ہوا اور پانی کی تعظیم اس میں ہے کہ ان کو صاف کیا جاوے۔ اور ان سے نواع انسان کو فایدہ پہنچے آب و ہوا وغیرہ عناصر بھی بوجہ اعلی طاقتوں کے دیو کہلاتے ہیں)"۔

"شرادھ یعنی صدق دل سے خدمت کرنے سے ماں باپ وغیرہ بزرگوں کی اور خوراک بہم پہنچانے سے انسانوں کی (یعنی نیک مرد و پارسا مہمانوں کی) اور بلی دان سے یعنی روزمرہ اپنے کھانے میں سے کچھ دینے سے تمام ذی روحوں کی خدمت و عزت کرے"۔ (منو ۳-۸۱) "جو شخص ماں۔ باپ وغیرہ بزرگوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ روٹی وغیرہ اشیاء یا پانی۔ دودھ اور میوہ جات سے روزمرہ اُن کا شرادہ کرے یعنے تہ دل سے اُن کی خدمت گذاری کرے"۔ (ایضاً شلوک ۸۲)

یگیہ پرماتما کا نام ہے۔ یگیہ پرماتما کو بھی کہتے ہیں۔

کیونکہ مندرجہ کے ہر سہ معنی (عبادت - ترکیب
اشیاء - خیرات) بدرجہ اول پرماتما پر صادق آتے ہیں
پرماتما ہی معبود حقیقی ہے - پرماتما ہی خالق کائنات و
صانع کامل ہے - پرماتما ہی رازق مخلوقات و فیاض
ہے - اس کا فیض عام ہے ہر کہ و مہ اُس کی
نعمتوں کو یکساں بھوگ رہا ہے - چنانچہ شت پتھ
براہمن کا قول ہے "यज्ञो वै विष्णुः" یگیہ وشنو
ہے" - وشنو محیط کل پرماتما کا نام ہے - (شت پتھ
براہمن کانڈ اول پرپاٹھک اول براہمن ۲ - منتر ۱۳)
اسی طرح یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۶ و ۷ میں بھی لفظ
یگیہ پرماتما کے معنوں میں آیا ہے :-

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुतः सम्भृतं पृषदाज्यम् ।
पशूँस्ताँश्चक्रे वायव्यानारण्या ग्राम्याश्च ये ॥

لفظی ترجمہ - तस्मात् اس सर्वहुतः سب
کے گرہن کرنے یوگیہ یعنی سب کے مقبول
معبود पुरुषात् سروویاپک پرماتما سے पृषत् غلہ و
نباتات (جن سے بھوک رفع ہوتی ہے) आज्यम्
دودھ - شہد - گھی सम्भृतम् پیدا ہوئے - اُسی پُرش
یعنی سروویاپک پرماتما نے - तान् اُن वायव्यान्
ہوائی पशून् جانوروں کو चक्रे پیدا کیا اور جو

आम्या (جنگلی جانور (ہرن - شیر وغیرہ) आरण्या:
च شہر کے رہنے والے پالتو جانور (گائے وغیرہ)
اور (یعنی کیڑے مکوڑے) -
مطلب - اس مذکورہ بالا پُرش یعنی سرودیاپک
پرماتما نے جو سب کے لئے مقبول اور معبود حقیقی
ہے اپنی مخلوق کے لئے تمام اشیاء خوردنی اور دیگر
سب نعمتیں پیدا کیں اُسی نے پرند - چرند و پالتو
جانور (یعنی مجلسی و غیر مجلسی جانور) اور کیڑے
پتنگ وغیرہ چھوٹے جانور پیدا کئے -

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे।
छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥

यजुः ॥

(یجُر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۷)

لفظی ترجمہ - यज्ञात اُسی مذکورہ بالا तस्मात
معبود حقیقی سے सर्वहुतः جس کے لئے سب
ऋचः لوگ تن - من - دھن ارپن کرتے ہیں
छन्दांसि رگوید پیدا ہوا जज्ञिरे سام وید सामानि
यजुः اتھرو وید تस्मात پیدا ہوا जज्ञिरे اُسی سے
अजायत یجُر وید پیدا ہوا तस्मात اُسی سے
مطلب - اُسی معبود حقیقی سے جس کے لئے لوگ
تن من دھن ارپن کرتے ہیں رگوید سام وید - اتھرووید

یجر وید پیدا ہوئے۔

وید اقدس میں لفظ یگیہ بیرونی یگیہ اور پرماتما کے معنوں کے علاوہ اندرونی یگیہ یعنی گیان یگیہ (معرفت آلہی) کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے (دیکھو یجر وید ادھیائے ۳۱۔ منتر ۹-۱۵-۱۶)

حاصل کلام یگیہ میں نہ صرف وہ تمام نشکام کرم داخل ہیں جو بطور فرض کئے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام پراوپکار شبھ کام بھی شامل ہیں جن سے تمام ذی روحوں کی بہبودی اور آسائش مقصود ہو۔ غرضیکہ اگر یگیہ کو انصاف مجسم و محبت مجسم کہیں تو بیجا نہیں۔ چونکہ یگیہ مخلوقات کی پرورش و حفاظت کا باعث ہے۔ اسی لئے ویدک لٹریچر میں یگیہ کو پرجاپتی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے (شتپتھ برہمن کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۵ برہمن ۷ کنڈکا)

بائیبلی قربانیاں

علمائے یورپ عموماً یگیہ کا ترجمہ قربانی کرتے ہیں اور مسلمان بھی یگیہ کا مطلب قربانی ہی سمجھتے ہیں کیونکہ بائیبل اور قرآن شریف میں حیوانی قربانی کو ہی خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا اعلیٰ ذریعہ سمجھا گیا ہے

انسان الپگیہ ہے یعنی انسان کی عقل ناقص ہے کامل نہیں - ایشوری گیان کی مدد کے بغیر نہ تو انسان کو پرماتما کا سچا گیان حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ سچا دہرم - عموماً انسان اپنی صورت و سیرت پر اپنا خدا بنا لیتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے اپنے اختراع کئے ہوئے مذہبوں میں حق تعالے کی ذات و صفات کی نسبت نہایت ہی پست اور وحشیانہ خیالات پائے جاتے ہیں اور اُس کی عبادت کے طریقے بھی نہایت ناموزوں اور وحشیانہ ہیں -

توریت سے پایا جاتا ہے کہ ابتدا میں بنی اسرائیل پورے موحد نہ تھے - مختلف قوموں کے مختلف محافظ خدا تھے .... چیموس وغیرہ دیگر خداؤں کی طرح یہوواہ بھی بنی اسرائیل کا ایک قومی خدا تھا نہ کہ ساری دنیا کا - احبار باب ۲۶ آیت ۱۲-۱۳ میں یہوواہ بنی اسرائیل کو کہتا ہے کہ :- "میں تمہارے درمیان سیر کرونگا اور تمہارا خدا ہونگا اور تم میری قوم ہوگے - میں خداوند تمہارا خدا ہوں جو تم کو زمین مصر سے نکال لایا"- پھر خروج باب ۶ آیت ۷ میں یہوواہ بنی اسرائیل کے ساتھ جدید عہد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ "میں تمہیں

اپنی قوم کرونگا اور میں تمہارا خدا ہونگا" پس
توریت سے پایا جاتا ہے کہ یہوداہ بنی اسرائیل کا قومی
خدا تھا اور بنی اسرائیل یہوواہ کی چیدہ قوم تھی۔
پروفیسر ہکسلے صاحب یہوواہ کے کارناموں کا تذکرہ
کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پرانے بنی
اسرائیل نے یہوواہ کو نہ صرف معمولی انسان کی
صورت پر بلکہ متلون مزاج زود رنج اور گاہے
غضبناک انسان کی صورت پر بنایا ہوا تھا (دیکھو ہیروشر ایڈیشن)
اُس کی خوشنودی حاصل کرنے یا بعض اوقات
اُس کا غصہ فرو کرنے کے لئے بنی اسرائیل یہوواہ
کے لئے حیوانی قربانیاں کیا کرتے تھے کیونکہ یہوواہ
ایسی قربانیوں کا از حد شایق تھا یہوواہ قاین کے
میوہ جات کے ہدیہ کو منظور نہیں کرتا۔ لیکن جب
ہابیل اپنے گلہ میں سے پلوٹھی اور موٹی بھیڑ لاتا ہے
خداوند اُس کے ہدیہ کو منظور و قبول فرماتا ہے
ہابیل خداوند کا منظور نظر ہو جاتا ہے (پیدائش
باب ۴ - آیت ۳ تا ۵) پھر جب خداوند کریم
اپنے نے انتہا رحم سے کل دنیا کے انسانوں معصوم سے
بچوں اور بیزبان حیوانوں کو طوفان سے تباہ کر دیتا
ہے تو اِدہر صفحہ زمین پر مُردے سڑ رہے ہیں۔
اُدہر نوح کے چرندوں پرندوں کی سوختنی قربانیوں

کا دھواں آسمان پر چڑھ کر آسمان میں فرحت پیدا کر رہا ہے - اور خود خداوند بھونے ہوئے گوشت کی خوشگوار بو کو سونگھ کر خوش ہوتا ہے (پیدائش باب ۸ آیت ۲۰ و ۲۱) پھر ایک موقعہ پر خود خداوند داؤد کو مردم شماری کرنے کی تحریک کرتا ہے - داؤد مردم شماری کرتا ہے - خداوند تعالیٰ مردم شماری کے جرم کی پاداش میں بنی اسرائیل پر وبا بھیجتا ہے - ستر ہزار آدمی مرجاتے ہیں - داؤد خداوند کو سمجھاتا ہے کہ "دیکھ گناہ تو میں نے کیا اور بدی مجھ سے ہوئی ان بھیڑوں (یعنی بیچارے بنی اسرائیل) کا کیا قصور" خداوند داؤد کو مذبح بنانے کی ہدایت کرتا ہے چنانچہ داؤد ایسا ہی کرتا ہے - سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں چڑھاتا ہے خداوند دعا قبول کرتا ہے وبا جاتی رہتی ہے - (۲ سموائیل باب ۲۴ - آیت ۱ تا ۲۵) - باوجودیکہ داؤد کا عذر نہائت معقول تھا تاہم وبا نہ ہٹائی گئی - تا وقتیکہ خداوند کے لئے مذبح بنا کر سوختنی قربانیاں نہ چڑھائی گئیں - معلوم ہوتا ہے کہ خداوند قربانیوں کا از حد شایق تھا - خاص موقعوں کے سوائے عام طور پر بھی بنی اسرائیل گناہوں کے کفارے کے لئے روزمرہ خون آلودہ قربانیاں کیا کرتے تھے - خداوند

فرماتا ہے کہ "تو ہر روز ایک بیل کو گناہ کی قربانی کے لئے کفارے کے واسطے ذبح کر" (خروج باب ۲۹ آیت ۳۶) اور "تو اس سب مینڈھے کو قربانگاہ پر جلا۔ یہ خداوند تعالےٰ کے لئے سوختنی قربانی ہے۔ خوشنودی کی بُو آگ سے خداوند کے لئے ہے" (ایضاً آیت ۱۸)

انسانی قربانی۔ بائبل کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بنی اسرائیل میں انسانی قربانیاں بھی رائج تھیں۔ نمونہ کے لئے ہم چند نظائر ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

نظیر اوّل۔ "وہ سب حرم جو آدمیوں میں سے حرم کیا جاوے تو اس کا فدیہ دیا نہ جاوے وہ البتہ قتل کیا جاوے"۔ (احبار باب ۲۷ آیت ۲۹)

نظیر دوم۔ داؤد نے اصفہ کے دو لڑکے اور میکل کے پانچ لڑکے جبعونیوں کے حوالے کئے۔ اور اُنہوں نے اُنہیں ٹیلے پر خداوند کے حضور لٹکا دیا (۲ سموائیل باب ۲۱۔ آیت ۸) پھر اسی باب کی ۱۴۔ آیت میں لکھا ہے۔ "اور بعد اس کے اُس سرزمین کی بابت خدا نے منتیں سن لیں"۔

نظیر سوم۔ پیدائش کے باب ۲۲۔ آیت ۲۹ میں خداوند نے ابراہام کو حکم دیا کہ تو اپنے اکلوتے بیٹے

اصحاق کو لے کر زمین موریاہ میں جا اور اُسے وہاں ایک پہاڑ پر قربانی کے لئے چڑھا۔
نظیر چہارم - قاضیون باب ۱۱ - آیت ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۹ میں لکھا ہے - کہ افتاح نے خداوند کی منّت مانی اور کہا کہ اگر تو یقیناً بنی عموں کو میرے ہاتھ میں کر دے تو میں اُس کو جو بعد فتح پانے میری واپسی پر مجھے پہلے استقبال کے لئے ملیگا - خداوند خدا کی سوختنی قربانی گذرانونگا خداوند نے افتاح کو کامیاب کیا - افتاح جب واپس آیا تو اُس کی دختر اُسکے استقبال کے لئے ملی - افتاح نے بموجب اپنی منّت کے اپنی دختر کی قربانی خداوند کو گذران دی -
قربانی کے مسئلہ کی تنسیخ - تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ جوں جوں بنی اسرائیل میں اخلاق و تہذیب بڑھتی گئی خدا تعالےٰ کی ذات و صفات اور اُسکی عبادت کے بارہ میں بھی اُن کے خیالات سُدھرتے گئے - حتیٰ کہ نبیوں کے زمانہ میں وہ کفارہ کے جھوٹے مسئلہ کو چھوڑ کر کرم کے سچے ویدک مسئلہ کو ماننے لگ گئے - یعنی پہلے یہوواہ خون آلودہ قربانیوں سے خوش ہوتا تھا اور گناہوں کے کفارہ کے لئے ایسی قربانیوں کی ہدایت کیا کرتا تھا - اب یہوداہ حیوانی قربانیوں کے بجائے راستبازی و افعال حسنہ

کی ہدایت کرنے لگا۔ چنانچہ یشعیاہ نبی خداوند کے مُنہ میں یہ الفاظ ڈالتا ہے :۔
"خداوند فرماتا ہے تمہارے مذبوحوں کی کثرت سے مجھے کیا کام۔ مینڈھوں کی سوختنی قربانیوں سے اور فربہ بچھڑے کی چربی سے سیر ہوں۔ اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکروں کا لہو نہیں چاہتا ہوں۔ جب تم دعا پر دعا مانگوگے تو میں نہیں سنونگا۔ تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں" پھر اُسی باب کی آیت ۱۶ و ۱۷ میں لکھا ہے "اپنے تئیں تم دھوؤ۔ آپ کو پاک کرو۔ اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کرو۔ بدفعلی سے باز آؤ۔ نیکو کاری سیکھو۔ انصاف کے پیرو ہو مظلوموں کی مدد کرو۔ یتیموں کی فریاد رسی کرو۔ بیوہ عورتوں کے حامی ہو"۔

بقول یرمیاہ نبی خداوند نہ صرف قربانیوں کو ناپسند کرتا ہے بلکہ فرماتا ہے کہ اُس نے حیوانی قربانیوں کی کبھی ہدایت نہیں کی۔ یرمیاہ باب ۶ آیت ۲۰ میں خداوند فرماتا ہے کہ "تیری سوختنی قربانیاں مجھے پسند نہیں ہیں اور تیرے مذبوح خوش نہیں آتے پھر باب ۷ آیت ۲۲ و ۲۳ میں خداوند کہتا ہے۔ "کیونکہ جس دن میں تمہارے باپ داداؤں کو

مصر کی زمین سے نکال لایا - انہیں سوختنی قربانی
اور مذبوحوں کی بابت کچھ نہیں کہا اور حکم نہیں دیا
بلکہ اُنہیں اِتنا ہی کہہ کے حکم دیا کہ میری آواز
کے شنوا ہو" (یعنی میرے حکم کی تعمیل کرو)
پھر زبور ۵۰ آیت ۹ تا ۱۳ میں قربانی کی تردید
میں نہایت معقول دلایل خداوند یہوواہ کے منہ
میں ڈالی گئی ہیں - "میں تیرے گھر کا بیل نہ
لونگا نہ تیری باڑ کا بکرا - کیونکہ جنگل کے سب
جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزارہا
ہزار - میں پہاڑ کے سارے پرندوں سے آگاہ
ہوں - اور دشتی چرند میرے ہیں اگر میں بھوکا
ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا - کیونکہ دنیا اور اُس کی
معموری میری ہے - کیا میں بیلوں کا گوشت
کھاتا ہوں یا بکروں کا لہو پیتا ہوں؟" داؤد
نبی خداوند سے مخاطب ہوکر کہتا ہے "ذبیحہ اور
اور ہدیہ کو تو نے نہیں چاہا - تو نے میرے کان
کھولے - سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تو
طالب نہیں" (زبور ۴۰ - آیت ۶) "اے خداوند
تو میرے کان کھولدے - تب میرا منہ تیری
ستایش بیان کریگا - کہ تو ذبیحہ سے خوش نہیں
ہوتا - نہیں تو میں دیتا - سوختنی قربانی میں تیری

خوشنودی نہیں - خدا کے مذبوح شکستہ جان ہیں -
دل شکستہ اور خاکسار کو اے تو حقیر نہیں جانیگا"
(زبور ۵۱ آیت ۱۵ تا ۱۷) "اے خداوند تیرے
خیمہ میں کون رہیگا - تیرے کوہ مقدس پر کون
سکونت کریگا - ؟ وہ جو سیدھی چال چلتا ہے اور
صداقت کے کام کرتا ہے اور اپنے دل سے
سچ بولتا ہے وہ جو اپنی زبان سے چغلی نہیں کھاتا
اور اپنے ہمسایہ سے بدی نہیں کرتا" - (زبور
۱۵ آیت ۱ تا ۳) - آخر ایسا زمانہ آتا ہے جبکہ
میکہ نبی بتلاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے حضور میں صرف
انصاف رحمدلی و فروتنی کے ذریعہ سے دخل مل
سکتا ہے نہ کہ حیوانی قربانیوں سے - نبی مذکور
کہتا ہے (باب ۶ - آیت ۶ تا ۸) - "میں کیا
لیکر خداوند کے حضور میں آؤں اور خدا تعالےٰ
کے آگے کیونکر سجدہ کروں ؟ کیا سوختنی قربانیوں
اور ایک سالہ بچھڑوں کو لے کر اس کے آگے
آؤنگا ؟ کیا خداوند ہزاروں مینڈھوں یا تیل کی
دس ہزار نہروں سے خوش ہوگا ؟ کیا میں اپنے
پلوٹھے کو اپنے گناہ کے عوض اپنے پیٹ کے پھل
کو اپنی جان کی خطا کے بدلے میں دے ڈالونگا ؟
اے انسان اس نے تجھے وہ دکھلایا ہے جو کچھ کہ

بھلا ہے - اور خداوند تجھ سے کیا چاہتا ہے - مگر
یہ کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی کو پیار کرے -
اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے" (اباب ۶ آیت ۶ تا ۸)
اِن حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ جب
یہودیوں میں تہذیب و علم کی ترقی ہوئی اُنہوں
نے وحشیانہ حیوانی قربانیوں کو ترک کر دیا اور بجائے
اُس کے صداقت - صفائی باطن - انصاف - رحمدلی
ہمدردی - غرضیکہ راستبازی و افعال حسنہ کو خوشنودی
حق کا ذریعہ سمجھنے لگے -

یسوع کی تعلیم بہ حیات خود - حضرت یسوع
نے بھی اپنی حیات میں یہی تعلیم دی - حضرت
موصوف کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ " تم کامل ہو
جب کہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے
(متی باب ۵ - آیت ۴۸) - " نہ ہر ایک جو
مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت
میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو
آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے " - (متی باب ۷
آیت ۲۱) پھر دیکھو متی باب ۱۶ آیت ۲۷ جس
میں یسوع فرماتا ہے کہ " وہ ہر ایک کو اس کے
اعمال کے موافق بدلہ ملیگا " - یسوع کی اس تعلیم
کی رو سے راستبازی اور نیک شعاری ہی نجات کا

ذریعہ ہے نہ کہ ایمان - حضرت یسوع کے اصلی حواری یعقوب کی بھی یہی تعلیم تھی (دیکھو یعقوب باب ۲ - آیت ۱۷ - ۱۹ - تا ۲۱ - ۲۴ -)

یسوع کی تعلیم بعد از مرگ - بیشک بعد از مرگ یسوع کے منہ میں یہ الفاظ ڈالے گئے ہیں کہ اُس نے حواریوں کو کہا کہ "تم تمام دنیا میں جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے - نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم کیا جاویگا" - (مرقس باب ۱۶ - آیت ۱۵ - ۱۶) لیکن یہ تعلیم کہ ایمان سے نجات ہوگی چند وجوہات سے اصلی معلوم نہیں ہوتی - اول حضرت یسوع نے اپنی حیات میں ایسی ضروری تعلیم کا ذکر تک نہیں کیا - بلکہ کرموں یعنی افعال حسنہ و راستبازی کی تعلیم دی - دوئم آیات مذکورہ بالا کی نسبت علماء کی رائے ہے کہ ابتدائی زمانہ کے عیسائیوں کی بناوٹ ہیں یہ آیتیں بلکہ باب ۱۶ - کی آٹھویں آیت کے بعد کی کُل آیتیں تمام یونانی کاپیوں میں نہیں پائی جاتیں - اِس امر کی تائید ایک اور واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ یسوع کے اصلی پورانے حواری جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہا کرتے تھے غیر

قوموں میں انجیل کی منادی کرنے کے برخلاف تھے
سویم علاوہ بریں اس تعلیم کی صحت کا مدار مرکر
جی اُٹھنے کے قصہ کی صداقت پر ہے۔
مرکر جی اُٹھنا بذاتہ نہایت ہی غیر اغلب و محال ہے
کوئی معقول آدمی جیتے یسوع کے قول پر مرے
یسوع کے قول کو ترجیح دینا پسند نہ کریگا۔ تعجب
ہے کہ یسوع نے جس کو خدا کا اوتار مانا جاتا ہے
ایسی ضروری ہدایت کو اپنی زندگی میں فروگذاشت
کر دیا۔ بلکہ برعکس اُس کے ہدایت دی۔ سچ
تو یہ ہے کہ یسوع نے اپنی زندگی میں صاف
جتلا دیا تھا کہ راستبازی و افعال حسنہ سے نجات
حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن برعکس اُس کے پولوس
رسول کی رائے تھی کہ یسوع پر ایمان لانے سے
نجات ملتی ہے۔ ابتدائی زمانہ کے عیسائی اس تشویش
میں تھے کہ کس کی پیروی کریں۔ یسوع کی یا
پولوس رسول کی؟
آخرکار انجیل میں مرکر جی اُٹھنے والے یسوع
کے مُنہ میں یہ الفاظ ڈالے گئے۔ کہ "ایمان
سے نجات حاصل ہوتی ہے"۔ پس اس طرح
اس مشکل کو جس نے ابتدائی زمانہ کے عیسائیوں
کو حیران کر رکھا تھا حل کر دیا گیا۔

دین عیسوی پولوس رسول کی تعلیم پر مبنی

ہے - پس موجودہ دین عیسوی پولوس رسول
کی تعلیم پر مبنی ہے نہ کہ یسوع کی تعلیم پر جو
اُس نے بجیات خود دی - موجودہ دین عیسوی
کا عقیدہ ہے کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے کل
نوع انسان فطری گنہگار ہو گئے - گنہگار خود
اپنی مخلصی نہیں کر سکتا - اس لئے کفارہ کی ضرورت
ہوئی - حضرت یسوعؑ سے پہلے قربانیوں کو یعنے
بیچارے بے زبان معصوم جانوروں کی ہلاکت کو
گناہوں کا کفارہ مقرر کیا گیا تھا - یہ انتظام عارضی
تھا اور شاید ناکافی - آخرکار خدا تعالےٰ نے دوامی
تجویز نکالی - اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا
تاکہ وہ کل کردہ یا ناکردہ گناہوں کے کفارہ
کے لئے قربان ہو جاوے اور نوع انسان کو
ہمیشہ کے لئے گناہوں سے مخلصی دیوے - لیکن
یہ خدا کا فضل عام نہیں مشروط ہے یعنی جو یسوع
پر ایمان لاوے - نجات پاوے - جو ایمان نہ لاوے
ابدی جہنم میں پھینکا جاوے -

افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ موجودہ دین
عیسوی حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا پیرو نہیں بلکہ پولوس
رسول کی تعلیم پر مبنی ہے - وجہ یہ معلوم ہوتی

ہے کہ دھرم کا راستہ سخت مشکل ہے۔ انسان
سہولیت پسند ہے اس لئے حضرت انسان نے
کئی جھوٹے طریقے نجات کے اختراع کئے ہیں۔ کوئی
گنگا میں نہانے سے کوئی کاشی میں مرنے سے۔ کوئی
محض رام رام کے جپنے سے۔ کوئی پیغمبروں کی
شفاعت سے نجات کا حاصل ہونا بتلاتا ہے۔ عیسائی
حضرت یسوع پر ایمان لانے کو نجات کا وسیلہ
سمجھتے ہیں۔ یہ پولوس رسول کی تعلیم ہے۔ پولوس
رسول نے از سر نو قربانی اور کفارہ کے مسئلہ
کو سر سبز کیا۔ رسول مذکور کہتا ہے "وہ کیونکہ خدا
نے اپنی محبت ہم پر یوں ظاہر کی کہ جب ہم
گنہگار ٹھہرے تھے مسیح ہمارے واسطے مرا۔ سو
اب کہ اُس کے لہو کے سبب ہم راستباز ٹھہرے
تو کتنا زیادہ اُس کے وسیلہ سے بچ رہینگے" (رومیوں
باب پنجم آیت ۸ و ۹) پھر اُسی باب کی آیت
۱۹ میں رسول مذکور لکھتا ہے۔ "وہ کیونکہ جیسے
ایک شخص کی نافرمانی سے بہت لوگ گنہگار
ٹھہرے ویسے ہی ایک کی فرمانبرداری کے سبب
بہت لوگ راستباز ٹھہرینگے" بیشک بظاہر پولوس
رسول کی منطق عمدہ معلوم ہوتی ہے آدم نے
سب کے لئے گناہ کیا مسیح سب کے لئے مرا

منطقی نتیجہ بظاہر درست معلوم دیتا ہے الا بغور سوچا جاوے تو خود مقدمات ہی درست نہیں - پس نتیجہ بھی درست نہیں ہو سکتا - خدا تعالے رحیم ہے اور منصف - خدا کا رحم تو درکنار رہا خدا کا انصاف بھی اس بات کا مقتضی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدم کے گناہ کے لئے ساری آنے والی نسلیں اور سارے نوع انسان ملعون و گنہگار ٹھہرائے جاویں - پھر یہ مسئلہ کہ یسوع خدا کا اکلوتا بیٹا سارے انسانوں کے لئے مرا اور اُن کے گناہوں کا بوجھ اُٹھا لے گیا - درست نہیں - خدا کے رحم و انصاف سے بعید ہے کہ خدا کے بیٹے کو صدقہ کا بکرا بنایا جاوے - اور ساری دنیا کے گناہوں کے بوجھ کو اُس کے سر پر منتقل کیا جائے - کیونکہ بے گناہ کو سزا دینا اور گنہگار کو سزا سے بچانا داخل انصاف نہیں - عقل اس مسئلہ کو قبول نہیں کر سکتی - نا پیدا شدہ انسانوں کو پیشگی گنہگار ٹھہرانا اور نا پیدا شدہ انسانوں پیدا کردہ گناہوں کے بوجھ کو پیشگی اُٹھانا نہ انصاف ہے نہ رحم نہ معقولیت -

علاوہ بریں حضرت یسوع نے اپنی زندگی میں کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ بے گناہ تھا - اور

خود خدا بلکہ برعکس اس کے وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا" (مرقس باب ۱۰ آیت ۱۸)

یہ بھی درست نہیں کہ حضرت یسوع خدا کے ہم عمر اکلوتے بیٹے نے جو خود خدا تھا۔ انسانوں کے گناہوں کے لئے بمرضی خود جان عزیز قربان کی۔ متی کی انجیل میں آیا ہے کہ "یسوع کچھ آگے بڑھ کے منہ کے بل گرا اور دعا کو مانگتے ہوئے کہا میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۹) پھر اس نے دوبارہ جا کر دعا مانگی اور کہا کہ "اے میرے باپ اگر میرے پئے بغیر یہ پیالہ مجھ سے نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی ہو"۔ (ایضاً آیت ۴۲) یسوع کی آخری حالت انجیل میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔ (مرقس باب ۱۵۔ آیت ۳۴) "یسوع نے بڑے زور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنی اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا" (متی باب ۲۔ آیت ۴۲)

اس بارہ میں کرڈپر صاحب اپنی کتاب ہسٹری آف انٹلکچوال ڈیولپمنٹ کے صفحہ ۳۰۷

پر یوں رقمطراز ہیں - "وہ تاہم یسوع امید کے برخلاف امید کرتا تھا کہ ذکریاہ کی پیشینگوئیاں سچی ثابت ہونگی اور کہ خدا پھر بھی دخل دے کر اُسے چھوڑا لیگا - لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوگیا کہ ایسا نہیں ہوتا تو وہ شور سے چلایا - میرے خدا ! میرے خدا ! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" عجیب بات ہے کہ تثلیث کا دوسرا خدا - خدا کا ہم عمر اکلوتا بیٹا یہ نہیں جانتا کہ تثلیث کے پہلے خدا باپ یعنی خود خدا تعالیٰ نے اُسے سارے انسانوں کے گناہوں کے بدلے مرنے کے لئے بھیجا ہے وہ اپنا مشن بھول جاتا ہے اور معمولی انسانوں کی طرح موت سے ڈرتا ہے - مرتے وقت سخت پریشانی اور نا اُمیدی کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے - اصل بات یہ ہے کہ وہ خدا نہ تھا اور نہ اس لئے بھیجا گیا تھا کہ انسانوں کے گناہوں کے لئے مرے اور نہ وہ اپنی خوشی سے مرا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ مصلوب ہونے سے پہلے کیوں نہایت غمگین و دلگیر ہوتا - اور کیوں اپنے شاگردوں کو کہتا کہ "میرا دل غمگین ہے - بلکہ میری موت کی حالت ہے - تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو" - (متی باب ۲۶ آیت ۳۷ و ۳۸) پھر

کیوں اُس نے یہوداہ کو جو اُس کے شاگردوں میں سے تھا اور جس نے اُسے پکڑوایا تھا یہ کہا کہ "ابن آدم (یعنی حضرت یسوع) جس طرح اُس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہے - لیکن افسوس اُس شخص پر جس سے ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے! اُس شخص کے لئے بہتر ہوتا کہ وہ پیدا نہ ہوتا" (متی باب ۲۶ - آیت ۲۴) بیشک یہوداہ کے لئے بہتر ہوتا کہ وہ پیدا نہ ہوتا - لیکن عیسائیوں کے لئے برعکس نتیجہ نکلتا - نہ حضرت یسوع پکڑا جاتا نہ مصلوب ہوتا - اور نہ عیسائیوں کی گناہوں سے نجات ہوتی - اصل میں عیسائیوں کو یہوداہ کا ممنون ہونا چاہئے - حضرت یسوع اپنا مشن بھول گئے تھے موت سے چھپتے پھرتے تھے - یہوداہ نے حضرت یسوع کو قربان ہونے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے مجبور کیا -

دین حق کی تحقیق کا مصنف لکھتا ہے کہ "شروع سے اخیر تک قربانی ہی نجات کی راہ قایم رہی آدم سے یسوع تک حیوانی قربانیاں نجات کا وسیلہ تھیں - ابتدا میں یہ قربانیاں بطور نمونہ اور عکس کے تھیں - اصل قربانی خداوند عیسیٰ مسیح تھا پر جب خود مسیح قربانی ہوا تو یہ سب باتیں پوری ہوئیں

اب مسیح کی قربانی پر ایمان لانے سے نجات ہے" اس کی تائید میں مصنف مذکور یہ عجیب دلیل پیش کرتا ہے کہ "بائیبل کی رو سے جب آدمی گنہگار نہ تھا تب نجات اُس کے اعمال کی راہ سے تھی۔ پر جب گنہگار ہوگیا تو عیسیٰ مسیح پر ہی ایمان لانے سے خلاصی ٹھہری"۔ یہ دلیل ناکارہ ہے۔ گنہگار ہونے سے پہلے آدم کو نیک و بد کی پہچان نہ تھی۔ پھر کیونکر اعمال کی راہ سے اُس کی نجات قرار پائی تھی؟ اِلّا جب آدم نے علم کے درخت کا پھل کھایا اور اس کو نیکی اور بدی کی پہچان ہو گئی۔ یعنی بائیبل کی اصطلاح میں وہ گنہگار ہو گیا تو ضرور تھا کہ وہ نیک اعمال کرے۔ اور بُرے اعمال سے پرہیز کرے تاکہ نجات پاوے پھر کیوں اعمال چھوڑ ایمان کو مخلصی کا ذریعہ ٹھہرایا گیا۔ یہ اُلٹا راستہ ہے۔ یہ عیسائیوں کی انوکھا منطق ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

حضرت یسوع کے کفارہ کے بارہ میں عیسائیوں میں مختلف خیالات رائج رہے ہیں۔ یہودیوں میں مدت سے یہ خیال دامنگیر تھا۔ مسیح موعود اُن کی خلاصی کے لئے پیدا ہوگا۔ اور انہیں دنیا کا چکرورتی راج عطا کریگا۔ حضرت یسوع کی آمد سے عین پہلے

یہودیوں میں مسیح کے آمد کی سخت انتظار تھی۔لیکن
مسیح نمودار نہ ہوا۔ حضرت یسوع پیدا ہوا اِلا اُس
نے مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔ تاہم حضرت یسوع
کے آخری ایام کے قریب یہودی اُسے مسیح موعود
سمجھنے لگے۔ مگر جب حضرت نے وہ کام انجام نہ دیا
جس کی مسیح موعود سے اُمید کی جاتی تھی بلکہ وہ
سخت بے عزتی کی موت مرا۔ تو اُس کے حواریوں
کے دل شکستہ ہو گئے۔ اُمیدیں ٹوٹ گئیں اور وہ
تتر بتر ہو گئے۔ مگر پھر جب حضرت یسوع کی محبت
نے اُن کے دلوں میں جوش ملا اور اُنھوں نے
اس معاملہ میں دوبارہ غور کیا تو اُن کے دلوں
میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت یسوع آسمان پر
تھوڑے عرصے کے لئے عارضی طور پر گیا ہے وہ
عنقریب دوبارہ آکر مسیحی بادشاہت اس دنیا میں
قایم کریگا۔ چنانچہ نئے عہدنامہ میں حضرت یسوع کی
آمد ثانی کا جا بجا ذکر ہے بلکہ خود حضرت یسوع کے
مُنہ میں یہ صاف الفاظ ڈالے گئے ہیں کہ "وہ
موجودہ نسل کے گذر جانے سے پیشتر ہی واپس
آویگا" (دیکھو متی باب ۱۶ - آیت ۲۸ و مرقس باب
۹ - آیت ۱ - و باب ۱۳ - آیت ۳۰ و لوقا باب
۹ - آیت ۲۷) - لیکن یہ خیال بھی آخر خام نکلا

یسوع نہ آیا تب ایک اور خیال پیدا ہوا - کہ یسوع کفارہ کی قربانی خدا تعالےٰ کی طرف سے مجوزہ قربانی تھا جو دنیا کی نجات کے لئے مرا - نہ کہ وہ معمولی انسان تھا جو دھرم کی خاطر شہید ہوا اور جس نے دنیا کی نجات کے لئے زندگی بسر کی اور تعلیم دی - اب سوال یہ تھا کہ کس طرح حضرت یسوع نے مرنے سے دنیا کو نجات دی - اس بارہ میں عیسائی دنیا میں مختلف زمانوں میں مختلف خیالات رائج رہے - پہلے صدہا سالوں تک عوام الناس کا یہ یقین تھا کہ یسوع کو خدا تعالےٰ نے نوع انسان کی قیمت کے عیوض میں شیطان کے حوالہ کیا (کیونکہ شیطان نوع انسان کا جائز مالک و حاکم بن چکا تھا) تا کہ خدا تعالےٰ اُن لوگوں کو جو شیطان کے قابو میں تحت السرا میں تھے چھڑا سکے پھر یہ یقین پیدا ہوا کہ یسوع خدا تعالےٰ کے غضب کو فرو کرنے کے لئے مرا - خدا تعالےٰ کو انسانوں پر آدم کے گناہ اور گرنے کی وجہ سے غصہ تھا - یہ خیال جو نہایت ہی وحشیانہ اور ناپاک ہے جدید زمانہ کے علماء دین میں رائج ہے - یہ خیال اس طرح پر ہے کہ آدم کی ایک خطا کی وجہ سے انسان پیدا ہوتے ہی

گنہگار بن جاتے ہیں - خدا اُن پر غضبناک ہے
خدا کا یہ غضب ابدی جہنم کے شعلوں کی شکل
میں انسان کو جلاتا ہے - اس خیال کی رو سے
نو پیدا شدہ شیر خوار بچہ بھی مجرم و گنہگار ہے
جو ابدی دوزخ کا سزاوار ہے - پس یسوع باپ
کے غضب کو فرو کرنے کے لئے بطور قربانی کے
مرا - دسویں صدی میں اینسلم نے ایک کتاب
تصنیف کی جس میں اُس نے انتظام مملکت
کی تھیوری کو پیش کیا - یسوع شیطان کو قیمت
دینے کے لئے نہیں مرا - نہ ہی خدا کے غضب
کو بجھانے کے لئے - بلکہ انتظام مملکت کو قایم
رکھنے کی خاطر مرا - خدا منصف ہونا چاہتا تھا مگر ہو
نہیں سکتا تھا تاوقتیکہ کوئی نہ کوئی شخص سزا
نہ پاوے - پس یسوع کو صدقہ کی قربانی بنایا گیا
تاکہ خدا تعالیٰ کا برائے نام انصاف پورا ہو اور باپ
اپنے بیٹوں کو معافی دینے کے قابل بنے - پھر
ایک اور تھیوری تھی کہ یسوع مر کر تین روز
تک دوزخ میں رہا تھا کہ وہ اُسی قدر دکھ برداشت
کرے جس قدر کہ سارے ارواح کو جنھوں نے
نجات حاصل کرنی ہے ابد تک برداشت کرنے
ہونگے پس اُس نے انسان کی بجائے تکالیف

برداشت کیں تاکہ وہ لوگ جو اُس پر ایمان لاویں
اور یقین کریں کہ وہ اُن کے لئے مرا وہ نجات
پاویں اور ابدی بہشت میں داخل ہوں - اب
جدید زمانہ میں آزاد خیال کے عیسائیوں میں یہ مسئلہ
رائج ہے کہ یسوع نے خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار
کرنے کے لئے سزا بھگتی اور مرا - اس لئے نہیں
کہ خدا تعالےٰ میں تبدیلی واقع ہو بلکہ انسانوں کو
یہ سبق سکھلانے کے لئے کہ خدا تعالےٰ کو اُن سے
کس قدر محبت ہے وہ کس طرح سے معافی دینے
کے لئے ہمیشہ آمادہ ہے - آدم کے تنزل کا قصہ
ان سارے مسئلوں کی تہ میں ہے گویا دین عیسوی
کا بنیادی پتھر ہے قصہ مذکور مختصر الفاظ میں یہ
ہے کہ آدم نے علم کے درخت کا پھل کھایا اور
گنہگار ہوا اس گناہ کے کفارہ کے لئے حضرت مسیح مرا-
ڈاکٹر منوٹ جڈمن سیویج - ڈی - ڈی - ایک
مشہور عیسائی عالم ان تمام مذکورہ بالا تھیوریوں کا
ذکر کرنے کے بعد یوں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے
"ہم جانتے ہیں کہ انسان کبھی نہیں گرا - ہم
جانتے ہیں کہ اس دنیا پر باہر سے کسی خبیث
روحانی طاقت نے کبھی حملہ نہیں کیا ہم جانتے
ہیں کہ شیطان اور اس کی تمام افواج دنیا نہ

خیالات نے گھڑے ہیں - ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
اور اُس کی دنیا یعنی اس کی اولاد میں کوئی ایسا
تفرقہ نہیں جس کے دور کرنے کے لئے کبھی خلاف
قدرت کام کرنے کی ضرورت ہو ہم جانتے ہیں کہ
دنیا اصل میں ٹھیک اُسی طرح ترقی کے راستہ پر
منزل مقصود کیطرف رہی ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ
کا ارادہ تھا - یہ سب باتیں ہم جانتے ہیں - اب
سوال یہ ہے کہ انسان کی حالت کے بارہ میں
کیا واقعات ہیں - کن خرابیوں سے اُسے مخلصی
کی ضرورت ہے - انسان طبعاً بے علم ہے پس
اُسے علم کی ضرورت ہے - انسان میں حیوانی
فطرت ہے جس کو اپنی تحت اور ضبط میں رکھنے
کی انسان کو ضرورت ہے - کیونکہ خیال رکھو کہ
انسان کے حیوانی حصہ میں کوئی ایسی چیز نہیں
جو اپنی فطرت اور مناسبت میں درست اور واجب
نہ ہو - ضرورت صرف یہ ہے کہ اس کو اپنے
قابو میں رکھ کر مناسب استعمال کریں - بے جا
استعمال نہ کریں (دیکھو دی پاسنگ اینڈ پرمیننٹ
ان ریلیجن صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۷)

واقعی صاحب موصوف کی یہ رائے نہایت
ہی درست ہے - حیوانی قربانیاں نجات کا وسیلہ

نہیں ہو سکتیں۔ علم کو حاصل کرنے اور نفس امارہ کو ضبط کر کے افعال حسنہ کے کرنے سے انسان نجات پا سکتا ہے اور یہی ویدک دھرم کی تعلیم ہے۔

اگرچہ قربانی کا مسئلہ دین عیسوی کی بنیاد ہے تاہم معقولیت پسند علماء نے اسے ترک کر دیا ہے پروفیسر میکسملر صاحب مرحوم کی رائے تھی کہ "انجیل میں کہیں کفارہ کا نام بھی نہیں پایا جاتا۔ نئے عہد نامہ میں صرف ایک دفعہ یعنی رومیوں باب پنجم آیت ۱۱ میں اس کا ذکر ہے۔ الا اس جگہ اس کے معنی ملاپ کے ہیں" (دیکھو پروفیسر صاحب موصوف کا خط بنام بابو پرتاپ چندر موزمدار) یورپ اور امریکہ میں جہاں عقل کا راج ہے۔ قربانی اور کفارہ کے مسئلہ نے شکست فاش کھائی ہے۔ آریہ ورت میں بھی جہاں عالمگیر ویدک دھرم کا سورج پرکاش مان ہو رہا ہے۔ دین عیسوی کے عقاید کو فروغ حاصل نہیں ہو سکتا۔ عقلی ترقی نے قربانی اور کفارہ کے مسئلہ کی قلعی کھول دی ہے۔۔ اس لئے عیسائی پادریوں نے اپنی جولانئ طبع سے یہ نئی حکمت سوچی ہے کہ چونکہ آریہ ورت میں ویدوں کی عظمت و عزت

ہر ایک فرد بشر کے دل میں جاگزین ہے
اس لئے اب عیسائی قربانی کے مسئلہ کو بھی جھوٹی
تعبیروں کے ذریعہ سے ویدوں میں نکالنے کی
کوشش کر رہے ہیں تاکہ بھولے بھالے ہندو
بھائی جن کا وید مقدس میں پکا یقین ہے دین
عیسوی کے جال میں پھنس جاویں :-

اعتراضات کا جواب

اب ہم اُن چند منتروں پر بحث کرتے ہیں
جن کو عیسائی حیوانی قربانیوں اور یسوع کی قربانی
کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں
رسالہ موسومہ "تعلق مابین دین عیسوی و ہندو
دھرم" میں ایک بنگالی عیسائی ڈاکٹر کرشن موہن
بنیرجی نے پرانے عہد نامہ کی قربانی کی بہرحم
رسم کی تائید وید مقدس اور برہمن گرنتھوں سے
کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے "ویدوں
میں قربانی کی رسوم کو سب سے پہلا اور مقدم
دھرم بتلایا گیا ہے - کیونکہ طوفان کے بعد
سب سے پہلے آدمی تھے جن کو ہندو منو کہتے
ہیں اور یہودی نوح اُس نے سوختنی قربانی کی

اور اُس کی اولاد نے بھی قربانی کو سب سے پہلی اور مقدم دھرم کی رسم قرار دیا" اس کی تائید میں وہ "प्रथमानि धर्माणि" کا حوالہ دیتا ہے افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس بات کو بھول گئے کہ اگرچہ جہووا - ابتدائی جہالت کے زمانہ میں خونی قربانیوں کی ناخوشگوار بو سے خوش و خرم ہوا کرتا تھا - جیسا کہ نوح کی قربانی کے بارہ میں ذکر ہے تاہم نبیوں کے زمانہ میں جب تہذیب اور اخلاق پھیلا تو جہو ان قربانیوں سے سیر ہوکر سخت متنفر ہو گیا - بایں ہمہ عیسائی خونی قربانیوں کو مقدم دھرم تبلاتے ہیں منوجی اور نوح کو ایک بتلانا اور منوجی پر خونی قربانی کا الزام لگانا بلا ثبوت اور قطعی بے بنیاد ہے۔

پھر دکھلایا جا چکا ہے کہ منوجی روزمرہ پنچ مہایگیوں کے کرنے کی ہدایت کرتے ہیں نہ کہ حیوانی قربانی کی۔وہ عبادت حق - تعظیم و خدمت علماء اُستاد - والدین و گورو - مہماں نوازی - غربا پروری - دستگیری محتاجان - ہمدردی جملہ ذی روحان کی تعلیم دیتے ہیں نہ کہ ہلاکت جانوران کی - غرضیکہ منوجی کی تعلیم آتم سُرین - ہمدردی و اخلاقی

خود انکاری و جاں نثاری کی ہے نہ کہ نوح کی مانند بیرحم حیوانی قربانی کی۔
وید کے ٹکڑے کا حوالہ ہرگز حیوانی قربانیوں کو مقدم دھرم نہیں تبلاتا بلکہ یگیہ کو پورا وید منتر جس کے ٹکڑہ کا حوالہ ڈاکٹر صاحب نے دیاہے یہ ہے:
(یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۶)

यज्ञेन यज्ञम यजन्तदेवा स्तानि धर्माणि प्रथमान्यासन् ।

لفظی ترجمہ यज्ञम سے یگیہ यज्ञेन معبود حقیقی پرماتما کو देवा: عالم अयजन्त پوجتے ہیں تानि وہ یگیہ प्रथमानि مقدم धर्माणि دھرم आसन् ہے۔
مطلب۔ عالم لوگ معبود حقیقی کو یگیہ یعنے راستبازی۔ عبادت حق اور معرفت حق سے پوجتے ہیں وہی یگیہ یعنی راستبازی عبادت حق اور معرفت حق مقدم اور قدیمی دھرم ہیں۔
پھر ڈاکٹر موصوف لکھتا ہے کہ ویدوں میں دنیوی یا روحانی مطالب کے لئے قربانی* کی بھاری تاثیر بیان کی گئی ہے۔ "قربانی سے دنیا پیدا ہوئی اور قربانی کی شکتی سے دنیا اب تک قایم ہے۔ فی الواقعہ قربانی دنیا کی نابھی (ناف)"

یعنی مرکز ہے"

ڈاکٹر صاحب مفصلہ ذیل وید منتر کا حوالہ اپنے خیال کی تائید میں پیش کرتے ہیں:-

यज्ञो वै भुवनस्य नाभि ॥

" قربانی ہی کائنات کا مرکز ہے یعنی قربانی ہی کائنات کا سہارا ہے" معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے خفیف تبدیلی کے ساتھ بہ تکرار یجر وید ادھیائے ۲۳ منتر ۶۲ سے اخذ کیا ہے جو اصل یوں ہے :-

अयं यज्ञः भुवनस्य नाभिः

لفظی معنی - अयं یہ यज्ञः یگیہ یعنے پرماتما سورج یا پانچ مہایگیہ (جن میں عبادت حق و جملہ کار خیر و رفاہ عام کے کام شامل ہیں) भुवनस्य کائنات नाभि کا سہارا یعنی مرکز ہے

اس منتر میں لفظ یگیہ تشریح طلب ہے - جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا عیسائی ہمیشہ یگیہ کے معنی حیوانی قربانی کرتے ہیں اس لئے عیسائی اس منتر کے یہ معنی کرتے ہیں - " یہ قربانی کائنات کا مرکز ہے" - یعنی قربانی کائنات کا سہارا ہے بائیبل کی قربانی کی خونخوار رسم کی تائید کے لئے عیسائی یگیہ کے معنے قربانی

کرتے ہیں اور اس منتر کو قربانی کی عظمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اوپر دکھلایا گیا ہے کہ یگیہ کے معنی حیوانی قربانی نہیں بلکہ اخلاقی خود انکاری و جاں نثاری و ہمدردی - غرضیکہ جملہ کار خیر جو خلایق کی بہبودی کے لئے کئے جاویں یگیہ کہلاتے ہیں - بائیبل کے رو سے اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے دوسرے ذی روحوں کو ہلاک کر کے خدا تعالیٰ کی نذر کرنا قربانی ہے - بر عکس اس کے دوسرے ذی روحوں کی بہبودی کے لئے تن من دھن کو تصدق کر دینا یگیہ کہلاتا ہے - ایک خود غرضی اور بے رحمی پر مبنی ہے - دوسرا اخلاقی - خود انکاری و جان نثاری و محبت و ہمدردی پر - ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا -

ناواقف عیسائی کہتے ہیں کہ یہ امر ناممکن ہے کہ اخلاقی خود انکاری کا اعلیٰ خیال قدیم آریوں کی سادہ عقل میں گذرتا - بیشک فکر کس بقدر ہمت اوست - یہ اعلیٰ خیال بائیبل کے خدا جہووہ کی سادہ عقل میں بھی صدیوں تک نہ آیا تھا - پہلے جہووہ خونی قربانی کی خوشگوار بُو سے نہایت خورسند ہوا کرتا تھا آخر بڑے تجربہ اور تعلیم کے بعد نبیوں

کے زمانہ میں جیووا ہ قربانیوں سے سیر ہو کر اُن سے متنفر ہو گیا۔

اگرچہ وید مقدس بہت پرانے ہیں تاہم وہ دینی و دنیوی صداقتوں کے سرچشمہ ہیں۔ وجہ یہ کہ وہ انسانی تصانیف نہیں بلکہ ایشوریہ گیان ہیں۔ اُپ نشدوں کا برہم گیان (معرفت آلہی) اور کھٹ شاستروں کا فلسفہ جو دنیا میں لاثانی ہے وید مقدس سے اخذ کیا گیا ہے۔ پھر وید مقدس کے پیروؤں کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ سادہ عقل تھے اخلاقی خود انکاری و جان نثاری کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ محض سراسر حماقت ہے۔ اوپر دکھلایا گیا ہے کہ روزمرہ کے اعلیٰ فرائض مخلوق کی بہبودی کے کاموں غرضیکہ ہمدردی و محبت۔ خود انکاری و جاں نثاری کا نام یگیہ ہے۔ پس ان معنوں میں منتر مذکور کے یہ معنی ہونگے "یگیہ یعنی محبت و ہمدردی خود انکاری و جان نثاری دنیا کا مرکز یعنی سہارا ہے" یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیونکر؟ جواب یہ ہے کہ حیوانوں میں دو طاقتیں پائی جاتی ہیں

اوّل اپنی جان کی حفاظت کے لئے جد و جہد کرنا یعنی خود غرضی۔

دوم دوسروں کی جان کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا یعنی خود انکاری و جان نثاری۔ جدوجہد کی و محنت۔ حیوانوں اور وحشی انسانوں میں اول الذکر طاقت غالب ہوتی ہے۔ زبردست اپنی جان کی حفاظت کے لئے زیردست کو آزار دیتا ہے۔ اور اسے طرح طرح کی اذیتیں اور دکھ پہنچاتا ہے بلکہ زبردست زیردست کو بیرحمی سے کچل ڈالتا ہے۔ لیکن جوں جوں انسان میں دھرم بھاؤ کی ترقی ہوتی جاتی ہے آخر الذکر طاقت کا انکشاف ہوتا جاتا ہے یعنی انسان میں محبت و ہمدردی کا اصول غالب آتا جاتا ہے اس میں کلام نہیں کہ جب تک دنیا میں خود غرضی کا راج ہے سنسار دکھ روپ ہے گویا دوزخ ہے۔ محبت اور پریم کے راج سے ہی دنیا میں شانتی اور سکھ پھیل سکتا ہے سنسار سورگ دھام بن سکتا ہے اس لئے وید منتر بتلاتا ہے کہ یگیہ یعنی پراوپکار و خود انکاری ہی دنیا کا سہارا ہے۔ دوسرے معنی یگیہ کے پرماتما کے ہیں

यज्ञो वै विष्णुः شتپتھ برہمن

یعنی وشنو سب کا مالک پرماتما کا نام ہے اشت پتھ برہمن کانڈ اول پرپاٹھک ۱ ادھیائے ۲ برہمن دوسرا کنڈکا ۱۲۔ ہم بتلا چکے ہیں کہ یج دھاتو کے تین معنی ہیں

دیو پوجا (عبادت حق) سنگتی کرن (ترکیب اشیاء و صنعت) دان (خیرات) ان ہر سہ معنوں میں لفظ یگیہ بدرجہ اولیٰ پرماتما پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ پرماتما ہی معبود حقیقی ہے۔ پرماتما ہی خالق کائنات و صانع کامل ہے۔ پرماتما ہی رازق مخلوقات و کریم ہے۔ پرماتما کا فیض عام ہے اُس کی نعمتیں ہر کس و مہ کے لئے یکساں ہیں۔ پس ان ہر سہ معنوں میں لفظ یگیہ پرماتما پر صادق آتا ہے۔ اس دوسرے معنی میں منتر مذکور کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ "پرماتما ہی ساری کائنات کا مرکز و سہارا ہے" اگرچہ بظاہر ہمارے نظام شمسی کا مرکز و سہارا سورج ہے لیکن دراصل سورج صرف ثانی سبب ہے علت اولیٰ پرماتما ہی ہے پرماتما کی شکتی سے ہی کائنات قائم ہے چنانچہ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۱ منتر ایک میں آیا ہے:-

स दाधार पृथ्वीं द्यामुतेमां

(پرماتما) اس ارض و سما (کل غیر منور و منور اجرام فلکی) کو سہارا دے رہا ہے"۔

یہ نہایت اعلیٰ صداقت ہے کہ پرماتما ہی فی الحقیقت اجرام فلکی کا سہارا ہے۔ تیسرے معنی یگیہ کے سورج کے ہیں۔ سورج قدرتی یگیہ ہے

سورج کی حرارت سے دنیا کی بدبو رفع ہوتی ہے۔ بدبو
دروں کو سورج کی حرارت کھینچ لیتی ہے چنانچہ شت پتھ
برہمن کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۲ برہمن ا کانڈکا ۱۷ میں آیا ہے

असौ वा आदित्यो घर्मो यज्ञः

"دھرم آفتاب آکاش کے اندر یگیہ ہے" کہ اس
تیسرے معنی میں منتر مذکور کا مطلب یہ ہوگا کہ
"سورج ہی نظام شمسی کا مرکز ہے" سورج کی
کشش کے سہارے سارے سیارے اپنے اپنے
راستہ پر قایم ہیں اور با قاعدہ حرکت کر رہے ہیں
سورج نہ صرف نظام شمسی کا واقعی مرکز اور سہارا
ہے بلکہ سارے نباتات اور حیوانات کی زندگی کا
مدار سورج کی حرارت اور روشنی پر ہے نیبولر
تھیوری کے رو سے ہماری زمین اور دیگر سارے
سیارے جو سورج کے گرد گھومتے ہیں۔ سورج سے
ہی پیدا ہوئے ہیں۔ پس سورج ہی ہمارے نظام
شمسی کا باپ ہے۔ سورج ہی ہماری زمین کے
سارے نباتات اور حیوانات کی زندگی کا مخرج و
محافظ ہے۔ پس سورج ہی پروردگار عالم
کے جلال کا نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ جس طرح
سورج کی حرارت اور روشنی ہماری جسمانی زندگی
کا سہارا ہے پرماتما سر چشمۂ نور و صداقت و منبع

خرد مندی و محبت ہے سچ تو یہ ہے کہ سورج دنیا کی مجازی روح ہے پرماتما دنیا کی اصلی روح ہے۔ پس وید اقدس کا یہ قول کہ "یگیہ کائنات کا مرکز یعنی سہارا ہے"۔ ہر سہ یعنی مادی و اخلاقی و روحانی معنوں میں ثابت درست ہے۔ مادی معنوں میں سورج اخلاقی معنوں میں محبت اور روحانی معنوں میں پرماتما کائنات کا سہارا ہے۔

پس اس منتر میں جس کو عیسائی خونی قربانیوں کا موید بتلاتے ہیں اعلیٰ درجہ کی دینی اور دنیاوی صداقتیں سکھلائی گئی ہیں۔

پھر ڈاکٹر صاحب موصوف قربانی کی روحانی تاثیر ثابت کرنے کے لئے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۳۳ منتر ۶ کی شہادت پیش کرتے ہیں :-

ऋतस्य नः पथा नयाति वि
श्वानि दुरिता ।

"تم ہمیں قربانی کے راستہ سے تمام گناہوں سے بچا کر رہنمائی کرو"۔ اس سے پادری صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وید مقدس بھی قربانی کو گناہوں سے مخلصی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ پادری صاحب کے معنی من گھڑت ہیں اس منتر کے صحیح معنی ذیل میں دئے جاتے ہیں۔

معنی لفظی - ऋतस्य راستی یا راستبازی کے पथा راستہ کے ذریعہ سے : न ہمیں नय لے جا अति پار - विश्वानि ساری दुरिता برائیوں سے -

ترجمہ - (پرماتما!) ہمیں راہ راست کے ذریعہ سے ساری برائیوں اور خرابیوں سے پار لے جا -

اس منتر میں پادری صاحب نے ऋत رت کے معنی قربانی کے کئے ہیں اور दुरिता کے معنی گناہ - پروفیسر گریفتھ صاحب نے اس جزو منتر کے یہ معنی کئے ہیں :-

"ہمیں پاک قانون (پوتر دھرم) کے راستہ پر سے سارے دکھوں اور رنجوں سے پار لیجا"

پروفیسر گریفتھ صاحب نے رت کے معنی پاک شریعت کئے ہیں دुरिता کے معنی دکھ اور رنج -

پروفیسر میکسملر صاحب نے اس کے معنی حسب ذیل کئے ہیں - "اے اندر (پرماتما) ہمیں رت کے راستہ پر - راہ راست پر - ساری خرابیوں سے پار لے جا"

پروفیسر میکسملر صاحب نے اس منتر میں لفظ رت سے مراد راستی کی لی ہے اور दुरिता سے مراد خرابیوں کی - (دیکھو پروفیسر

صاحب موصوف کی کتاب لیکچر اون دی اوریجن آف ریلیجن صفحہ ۲۴۹)

پروفیسر صاحب موصوف کتاب مذکور کے صفحہ ۲۵۱ پر لکھتے ہیں کہ "رت کے معنی نیک اور راست ہیں اور अनृत انرت کے معنی خراب اور جھوٹھ ہیں"۔ اس میں شک نہیں کہ یگیہ کو راستبازی اور دھرم کے معنوں میں رت کہہ سکتے ہیں لیکن رت سے مراد حیوانی قربانی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

قرآن شریف کی آیت اهدنا الصراط المستقیم "ہمیں راہ راست پر لے جاؤ" لفظ بلفظ منتر مذکورہ بالا کے منشاء کو ظاہر کرتی ہے۔

پس مندرجہ بالا منتر سے ظاہر ہے کہ وید مقدس راستبازی کو گناہوں اور خرابیوں سے مخلصی کا ذریعہ بتلاتا ہے نہ کہ حیوانی قربانی کو۔ افسوس اس اعلیٰ روحانی تعلیم کی یوں غلط تعبیر کی جاتی ہے۔

پادری صاحبان وید مقدس سے نہ صرف یہ مسئلہ نکالتے ہیں کہ حیوانی قربانیوں کے ذریعہ سے گناہوں سے مخلصی حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں آریہ لوگ مانتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں اپنی مخلوق کے لئے قربان

کر دیا - اس کی تائید میں وہ حوالجات ذیل پیش کرتے ہیں :-

حوالہ اوّل شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱ پرپاٹھک اول برہمن ۸ کنڈکا ۲

तेभ्यः प्रजापतिरात्मानं प्रददौ
यज्ञो ह्येषामास ॥

"مخلوق کے خاوند نے اپنے تئیں اُن کے لئے دے دیا کیونکہ وہ اُن کی قربانی بن گیا"۔

عموماً پادری لوگ اپنے دعویٰ کی تائید اور تصدیق میں ایک ٹکڑہ دے دیا کرتے ہیں تاکہ اُن کی غلط تعبیر کی قلعی نہ کھل جاوے - یہی حال اس حوالہ کا ہے - یہ آٹھویں برہمن کی دوسری کانڈکا کا ایک ٹکڑہ ہے - ہم ہر دو کانڈکا کی پوری عبارت ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ سیاق عبارت سے اصل مطلب معلوم ہو جاوے :-

देवाश्चवाऽअसुराश्च । उभये प्राजापत्याः पस्पृधिरे ततोऽसुरा अति मानेनैव कस्मिन्नु वयं जहुयामेति स्वेष्वेवास्येषु जुह्वतश्चेरुस्तेऽति मानेनैव पराबभूवुस्तस्मान्नातिमन्येत पराभवस्य हैतन्मुखं यदति मानः ॥१॥ अथ देवाः।

अन्योऽन्यस्मिन्नेव जुह्वतश्चरुस्तेभ्यः
प्रजापतिरात्मानं प्रददौ यज्ञो हैषामास
यज्ञो हि देवानामन्नम् ॥२॥

शत० ब्रा० ५ क० २ ॥

معنی "دیو اور اسُر (نیک و بد) ہر دو پرماتما
کی مخلوق باہم بر سر جنگ رہتے تھے۔ اسُر
(بدنہاد) اس غرور سے کہ ہم کس میں یگیہ
کریں (یعنی اور کس کو نذر و صدقہ دیں) اپنے
ہی مُنہ میں ہون کرتے ہوئے (یعنی اپنی تن
پروری کرتے ہوئے) رہنے لگے۔ اُنہوں نے
غرور کی وجہ سے ہی شکست کھائی۔ پس غرور
نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ غرور ہی باعث شکست
و تباہی ہے۔ اب دیوؤں (یعنی نیک نہادوں
کا حال سنو)۔ وہ باہم ایک دوسرے میں یگیہ
کرتے ہوئے (یعنی پرادپکار کرتے ہوئے) رہنے
لگے اُن کو پرجاپتی یعنی مخلوق کے خداوند نے
اپنا آپ دے دیا (آتم گیان (معرفت الٰہی) عطا کیا۔
یگیہ (راستبازی و پرواوپکار یا پرماتما) ہی
اُن کا (یعنی نیک مردوں کا) تھا اور یگیہ ہی

نیک مردوں کی غذا (روحانی غذا) تھی" اس شت پتھ برہمن کی حکایت میں دیو اسر سنگرام یعنی نیکی و بدی کا مجادلہ بطور تلازمہ بیان کیا گیا ہے - اس حکایت سے کئی اعلیٰ اخلاقی و روحانی سبق حاصل ہوتے ہیں - اس میں کئی اعلیٰ صداقتیں بیان کی گئی ہیں -

نیکی و بدی باہم متضاد ہیں اور ہمیشہ بر سر جنگ - بیرونی دنیا میں ہمیشہ نیکی و بدی کا مجادلہ جاری ہے - یہی حال انسان کی اندرونی دنیا کا ہے انسان ادنےٰ و اعلیٰ نیچر کا مرکب ہے ادنےٰ نیچر سے مراد حیوانی یا نفسانی جذبات یعنے پشو بھاؤ ہیں -

انہیں کو حکایت بالا میں اسر کے نام سے نامزد کیا گیا ہے - اعلیٰ نیچر سے مراد دیو بھاؤ یعنی اخلاقی و روحانی جذبات ہیں انہیں کو دیو یا دیوتا کے نام سے نامزد کیا گیا ہے - انسان میں جذبات نفسانی و روحانی کا ہمیشہ مجادلہ جاری ہے - یا یوں کہو کہ انسان میں دو طاقتیں ہیں جو باہم متضاد ہیں - اول اپنی جان کے لئے جد و جہد دوم دوسروں کی جان کے لئے جد و جہد - اول الذکر کی نہ میں خود غرضی ہے اور موخر الذکر کی

نہ ہیں اخلاقی خود انکاری و جان نثاری - محبّت و ہمدردی -

حیوانوں اور وحشی انسانوں میں اول الذکر طاقت غالب ہوتی ہے یعنے وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے دوسرے ذی روحوں کو ایذا پہنچاتے ہیں اور ہلاک کرتے ہیں - مہذب دھارمک انسانوں میں آخر الذکر قوت غلبہ حاصل کرتی ہے - وہ دوسرے ذی روحوں کی حفاظت جان و آسایش کے لئے تن من دھن ارپن کر دیتے ہیں - خود غرضی کو کچل ڈالتے ہیں اسی کو نفس کشی - خود انکاری و جان نثاری کہتے ہیں یہ روحانی طینت کا اعلیٰ مرحلہ ہے -

حکایت مذکورہ بالا سکھلاتی ہے کہ آخر اسّر یعنی نفسانی جذبات شکست فاش کھاتے ہیں - روحانی جذبات کی جے (فتح) ہوتی ہے - تجربہ سے اس صداقت کی تصدیق ہوتی ہے - مغربی علماء جو ایوولیوشن تھیوری کے قایل ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ جوں جوں نوع انسان میں تہذیب و علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے توں توں ہمدردی و محبت و خود انکاری وغیرہ کے اعلے اوصاف منکشف ہوتے جاتے ہیں -

دوسرا سبق یہ سکھلایا گیا ہے کہ انسان کی ادنیٰ نیچر میں خود غرضی غالب ہوتی ہے اور اعلیٰ نیچر میں یگیہ یعنی پراوپکار و خود انکاری و ہمدردی۔

تیسرا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ تکبّر انسان کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

بائیبل سکھلاتی ہے کہ علم کے درخت کا پھل کھانے سے آدم گرا۔ شتپتھ برہمن میں تعلیم دی گئی ہے کہ انسان خود غرضی اور تکبّر سے گرتا ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔

چوتھا سبق یہ ہے کہ انسان کی روحانی نیچر کا مدار یگیہ یعنی پراوپکار و ہمدردی پر ہے۔

پانچواں سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ خود غرضی کے ناش اور خود انکاری و جاں نثاری کے انکشاف پر پرماتما کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ مخلوق کے خداوند نے اپنا آپ اُن کو یعنے ان نیک مردوں کو دے دیا جو دوسروں کے لئے یگیہ کرتے تھے اس کا مطلب صاف ظاہر ہے اُن نیک نہاد انسانوں کو پرماتما کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ جو دوسرے انسانوں سے ہمدردی و محبت رکھتے ہیں اور خود غرضی پر فتح پاتے ہیں۔

چھٹا سبق یہ دیا گیا ہے کہ روحانی نیچر کا نشو و نما

یگیہ یعنی پراوپکار و ہمدردی سے ہوتا ہے گویا یگیہ دیوتاؤں کی روحانی غذا ہے۔ ہمدردی و محبت روحانی زندگی کے لئے ایسی ہی لازمی ہے جیسے جسم کے لئے غذا۔ اگر یگیہ کے معنی پرماتما کے لئے جاویں تو یہ مطلب ہوگا کہ دیوتوں کی روحانی غذا پرماتما ہے۔ پرماتما کے دہیان سے ہی روحانی زندگی نشو و نما پاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ایسی اعلیٰ تعلیم کو نظر انداز کر کے عیسائی صاحبان مذکورہ بالا حکایت میں سے ایک ٹکڑہ نکال کر اس سے یسوع کی قربانی ثابت کرنے کی ناواجب کوشش کرتے ہیں۔

حیلہ دوم۔دوسرا حوالہ جو پادری صاحبان اس بارہ میں دیتے ہیں یہ ہے:۔

अबध्नन् पुरुषं पशुं । पुरुषं [illegible] ॥

"اُنھوں نے قربانی کے لئے پُرش کو ذبح کیا اُس پُرش کو جو ازل سے پیدا ہوا تھا"۔ یہاں بھی وہ وید منتروں کے ٹکڑے ملا کر رکھے گئے ہیں:۔

नम्बر اول अबध्नन् पुरुषं पशुम् یجُر وید ادھیائے منتر ۱۵ کا ٹکڑہ ہے۔

نمبر دوم **पुरुष जातमग्रतः** اِسی ادھیائے
کے منتر ۹ کا ٹکڑہ ہے۔
اول الذکر منتر کی پوری عبارت یہ ہے (یجُر وید
۳۱ - ۱۵)

सप्तास्यासन्परिधयस्त्रिः सप्त समिधः
कृता देवाः यद्यज्ञं तन्वाना अबध्नन्
पुरुषं पशुम् ॥

لفظی معنی यद् (यं) جس کو यज्ञं مانسک
یعنی باطنی یگیہ तन्वानाः کرتے ہوئے देवाः
عالم یوگی لوگ पशुं دیکھنے کے لایق पुरुषं
سرود یاپک پرماتما کو अबध्नन् دھیان میں
باندھتے ہیں अस्य اُس (یگیہ) کے सप्त
سات परिधयः ساتوں گائتری آدی چھند
سات لپیٹنے کی رسیوں کی مانند आसन् ہیں
त्रिः सप्त اکیس समिधः یگیہ سامگری कृताः
کی گئی

تشریح معنی الفاظ (۱) یگیہ سے مراد یہاں
پر ظاہری ہون نہیں بلکہ باطنی یگیہ مراد ہے۔
مہرشی سوامی دیانند سرسوتی اور نیز پورانک ٹیکا
کار ساین آچاریہ اور مہی دہر نے بھی اس منتر
میں یگیہ سے مراد مانسک یگیہ لی ہے۔

گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۲۶ تا ۳۰ میں مانسک یگیہ کی اقسام بیان کی گئی ہیں - اور آخر نتیجہ نکالا ہے کہ گیان یگیہ یعنی معرفت آلہی کا یگیہ دنیاوی چیزوں کے یگیہ سے افضل ہے (ایضاً شلوک ۳۳) سیاق عبارت سے بھی پایا جاتا ہے کہ یہاں پر یگیہ سے مراد وگیان یگیہ یعنی معرفت آلہی ہے - کیونکہ اس منتر میں سامان قدرت کو اس یگیہ کا لوازمہ اور دیدوں کو اُس کا محافظ بیان کیا گیا ہے -

پشو سے مراد حیوان کی نہیں بلکہ نروکت کے رو سے لفظ پشو کے معنے دیکھنے والے یعنی سب کے دیکھنے والے پرماتما کے ہیں (نروکت ۳-۱-۶ و اُنادی کوش)

पश्यति सर्वमिति पशुः,

پُرش سے مراد سرو ویاپک پرماتما کی ہے (دیکھو نروکت ادھیائے اول کھنڈ ۱۳ ادھیائے ۲ کھنڈ ۳) بلکہ اِسی پُرش سوکت کے پہلے منتر میں بتلایا گیا ہے کہ پُرش ساری کائنات کے اندر و باہر ویاپک ہے اور اس سے بھی بالا تر ہے -

"باندھتے ہیں" سے مراد دھیان میں باندھتے ہیں - چوں کہ لفظ یگیہ بطور استعارہ کے وگیان

یگیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے باندھنے سے بھی بطور استعارہ مراد یہ ہے کہ یوگی لوگ پرماتما کو اپنے دھیان میں باندھتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی پرماتما کو اپنے دھیان سے باہر نہیں جانے دیتے نہ وہ پرماتما کو چھوڑتے ہیں نہ پرماتما ان کو چھوڑتا ہے۔

"परिधिः" پرِدھی محیط کو کہتے ہیں۔ یگیہ کنڈ کو چاروں طرف سے لکڑیوں سے گھیرا جاتا ہے جن کو پِرِدھی کہتے ہیں اس گیان یگیہ کی بجائے لکڑیوں کے گایتری آدی سات چھند پرِدھی ہیں یعنی وگیان یگیہ کی حفاظت وید ودیا سے ہوتی ہے۔

یگیہ میں جن لکڑیوں سے آگ روشن کی جاتی ہے ان کو سمدھا کہتے ہیں۔ اس وگیان یگیہ میں آگ روشن کرنے کی لکڑیاں اکیس قدرت کے سامان ہیں۔ یعنی اول پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) انتہ کرن یعنی اندرونی اعضاء (من بدھی اہنکار) جیو (روح انسانی) یہ تینوں نہایت لطیف ہیں اور لوازمہ اول میں داخل ہیں۔

۲۔ تا ۱۱۔ دس اندرے۔ پانچ گیان اندری یعنی اعضائے علمیہ جن کو حواس خمسہ بھی کہتے

ہیں اور پانچ کرم اندری یعنی اعضاء عملیہ -
۱۲ - تا ۱۶ پانچ تن ماترا (عناصر لطیف) یعنی شبد (آواز) سپرش (لمس) روپ (شکل) رس (ذائقہ) گندھ (بُو) -
۱۷ تا ۲۱ - پانچ عناصر کثیف - پرتھوی (خاک) اپ (آب) تیج (آتش) وایو (ہوا) اکاش (اتھر) یہ سب مل کر اکیس ہیں - ان کو آفرینش عالم کا مصالحہ سمجھنا چاہیئے ان میں ساری جڑ اور چیتن سرشٹی یعنی غیر ذی روح و ذی روح کائنات شامل ہے -
یہ وید منتر بتلاتا ہے کہ جس وگیان یگیہ یعنی معرفت آلہی کے یگیہ سے انسان پرماتما کا وصل حاصل کرتا ہے - اس معرفت آلہی کے روشن کرنے کا لوازمہ مادی و ذی روح موجودات ہے -
صحیفۂ قدرت کو بغور ملاحظہ کرنے سے ذاتِ باری کی عظمت و جلال قدرت کاملہ و لا انتہا ادراک بخوبی دل نشین ہو جاتے ہیں - اکاش لا انتہا ہے - اس میں بے شمار عالم موجود ہیں خورد بین لا انتہا لطیف مخلوق (سوکشم سرشٹیوں) کا نظارہ دکھلاتی ہے اور دور بین لا انتہا وسعت میں بے شمار اجرام فلکی کا دیدار کراتی ہے -

جوں جوں انسانی واقفیت کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے نئے نئے جہان نئے نئے نظام دریافت ہوتے جاتے ہیں برہمانڈ اپار ہے انسان کا علم و عقل محدود ہے کائنات کی حد نہیں پا سکتا ۔ نہ انسان کے لئے لا انتہا کا انتہا پانا ممکن ہے ۔ وہاں عقل چکر میں آ جاتی ہے طائر وہم و گمان کے پر جل جاتے ہیں کائنات نہ بلحاظ وسعت کے لا انتہا ہے بلکہ بلحاظ زمانہ بھی اس کی انتہا نہیں کائنات کی پیدائش کا سلسلہ ازلی و ابدی ہے ۔

اگرچہ قدرت میں ذاتِ حق کی عظمت کا جلوہ تو آشکارا ہے الّا ذات حق کا اخلاقی پہلو نہایت صفائی سے نظر نہیں آتا ۔ ذات حق کے اخلاقی پہلو کے ظہور کے لئے مادی دنیا مناسب مقام نہیں بلکہ ذی شعور انسان ہی نہایت موزوں ہے ۔ انسان روح ہے ۔ پرماتما روح ہے ۔ روح کی روحانی ذات کا ظہور روح ہی میں مناسب طور پر ہو سکتا ہے نہ کہ جڑھ (بیجان و بے شعور) مادہ میں ۔

اس میں شک نہیں کہ ذات حق کا نواس (قیام) قدرت میں ہر جگہ اور انسان کے دل میں ہے اگرچہ بیرونی دنیا میں حق تعالےٰ کی

قدرت و حسن و عظمت کے جلوہ کا پرتو دکھائی دیتا ہے۔ تاہم تا وقتیکہ ہم نوع انسان کی قلمرو میں داخل نہ ہوں ذات حق کے اعلیٰ ترین اوصاف کا ذکر نہیں کر سکتے نہ وشواس اور پریم کی اصلی بنیاد کو سمجھ سکتے ہیں۔

پس پرماتما کے درشن کے لئے ساری قدرت (مادی و ذی روح کائنات) کا سمولن کرنا چاہئے اس وید منتر میں اسی اعلیٰ صداقت کو تلازمہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے پادریوں کے یہ معنی کہ "دیوتاؤں نے قربانی کے لئے پُرش کو ذبح کیا"۔ محض من گھڑت ہیں۔

اب ہم یجُر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۹ کو پورا درج کرتے ہیں جس میں سے یہ ٹکڑہ لیا گیا ہے:۔

तं यज्ञं बर्हिषि प्रौक्षन्पुरुषं जातमग्रतः

तेन देवा अयजन्त साध्या ऋषयश्च ये ॥

جو عالم لوگ سادھن کرنے والے

منتروں کو ترایہ واقعی جاننے والے رشی اور دیگر انسان اس (مذکورہ بالا) معبود حقیقی سرودیاپک

پرماتما کو جو سرشٹی سے پہلے پردہ

ہے یعنی قدیم سے موجود ہے शाश्वती گیان
روپی مانسک یگیہ میں [illegible] دہارن کرتے
ہیں اور وہی ॐ اُس پرماتما سے بذریعہ وید
کے ہدایت پاکر [illegible] پوجتے ہیں۔
مطلب عالم یوگی۔ رشی اور دیگر انسان اس
مذکورہ بالا معبود حقیقی و ہمہ جا حاضر پرماتما کو جو
قدیم سے موجود ہے معرفت کے باطنی یگیہ میں
دہارن کرتے ہیں اور وید مقدس سے ہدایت پاکر
پرماتما کو پوجتے ہیں۔
اخیر میں ہم ایک اور ضروری وید منتر کو پیش
کرتے ہیں جس پر پادریوں کا بھاری انحصار ہے
اس منتر سے پادری صاحبان دکھانا چاہتے ہیں
کہ خدا تعالےٰ نے اپنے آپ کو (یعنی اپنے اکلوتے
بیٹے حضرت یسوع) کو قربان کیا اور حضرت یسوع
کی موت باعث نجات ہے۔ (یجر وید ۲۵/۱۳)

य आत्मदा बलदा यस्य विश्वं उपासते प्रशि-
षं यस्य देवाः । यस्य छायाऽमृतं यस्य मृत्युः
कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

معنی۔ وہ جو اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔
جو طاقت دینے والا ہے۔ جس کی کل دانا لوگ

پرستش اور تعمیل احکام کرتے ہیں جس کا سایہ (پناہ) ابدی زندگی ہے اور بر عکس موت ہے اُس آنند سروپ پرماتما کی ہم پرستش کریں "
پادری کلارک صاحب نے اپنے رسالہ موسومہ "ویدک سکریفائیس" میں حکمت عملی سے پورا منتر نہیں دیا۔ بلکہ دو ٹکڑوں کو ملا کر اس شکل میں رکھ دیا ہے :-

य आत्मदा बलदा यस्य छाया ऽमृतं ॥

"جو اپنے آپ کو دینے والا ہے۔ جو طاقت دینے والا ہے۔ جس کا سایہ جس کی موت ابدی زندگی ہے"۔ اِس سے پادری صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا نے اپنے آپ کو دیدیا یعنی اپنے بیٹے کو قربانی میں دے دیا۔ اور اُس کی موت ابدی زندگی ہے یعنے اُس کی موت سے انسان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور اس کو ابدی زندگی یعنی نجات ملی۔ لفظ "آتمدا" کے معنی اپنے آپ کو قربانی میں دینے والا ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ پادری صاحب کی جودتِ طبع کا نتیجہ ہے۔ جس سے اُنکی ایمانداری عیاں ہے۔

پروفیسر میکسمولر صاحب نے اس لفظ کے معنی یہ کئے ہیں :-

"دم حیات کا دینے والا"۔ ہم نے اس لفظ کے معنی "آتم گیان کا دینے والا" کئے ہیں یعنی روحانی معنوں میں لیا ہے بہر صورت خدا کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی خدا انسان کو گیان (عبادت) اور طاقت دینے والا ہے۔ پروفیسر میکسمولر صاحب نے یہ معنی کئے ہیں کہ "جس کا سایہ ابدی زندگی ہے۔ جس کا سایہ موت ہے"۔ اس کا مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ ابدی زندگی اور موت اسی پرماتما کے سایہ میں ہے یعنی اس کے زیر اختیار۔ پروفیسر گریفتھ صاحب کی رائے میں کوئی لفظ محذوف نہیں انھوں نے یہ معنی کئے ہیں۔ "موت کا خاوند جس کا سایہ ابدی زندگی ہے" (یعنے جو موت کا مالک ہے)۔

خاتمہ

ہم نے بلحاظ سیاق عبارت و معقولیت کے اس فقرے کے یہ معنے دئے ہیں کہ پرماتما کا سایہ (پناہ) موجب نجات ہے اور چونکہ موت

زندگی کے مخالف ہے اس لئے پرماتما کی پناہ
میں نہ آنا باعث موت ہے بہر صورت جو معنی
پادری صاحب نے کئے ہیں وہ پورانے رشیوں
اور علمائے زمانہ حال کے معنوں سے عین متناقض
ہیں اور بالکل نرالے ہیں۔ ان معنوں سے پادری
صاحب اپنی جولانئی طبع سے یہ ثابت کرنا چاہتے
ہیں کہ یسوع مسیح کے اوتار اور اُس کی قربانی
کی پیشین گوئی وید مقدس میں بھی پائی جاتی ہے۔
آریہ ورت کے رشیوں یوگیوں۔ فلسفہ دانوں کو
یسوع مسیح کے جنم سے پہلے اس منتر میں یہ
پیشین گوئی نظر نہ آئی بلکہ بعد میں بھی کسی شرقی
و غربی ویدک عالم و فاضل پر یہ راز آشکارا نہ
ہوا باوجودیکہ حضرت یسوع مسیح کو وفات پائے
تخمیناً اُنیس سو برس ہو چکے۔ پس ویدوں میں
ایسی پیشین گوئی یا ذکر کا کیا سود نکلا۔ شاید کہا
جاوے کہ پادری کلارک صاحب یا کسی دوسرے
مشنری پر خدا نے یہ راز مصلحتِ وقت کے لحاظ
سے کھول دیا۔ ویدک دہرم کے مقابلہ میں دین
عیسوی کی دال نہ گلی۔ اس لئے ضرورت پڑی
کہ وید مقدس کے پیروؤں کو پھسلانے کے لئے
ویدوں سے ہی یسوع مسیح کا اوتار اور قربانی

ثابت کی جائے۔سارے ویدک بلکہ پورانک لٹریچر میں بھی کہیں یسوع مسیح کا نام تک نہیں نہ اُس کی قربانی پر ایمان لانے سے مکتی ملنے کا کہیں ذکر۔ تاہم پادری صاحبان اس زمانہ میں جب کہ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی نے ویدک لٹریچر کو از سر نو تازگی بخشی ہے۔ ویدوں سے دین عیسوی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں لیکن یاد رہے کہ اُن کی کوشش رائیگاں ہے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

اوم شم

آریہ پترکا لاہور

۱۶ صفحہ کا یہ ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کو انگریزی زبان میں لاہور سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور کی طرف سے شائع ہوتا ہے جس میں ویدک دھرم سمبندھی سماچار اور گوروکل وید پرچار فنڈ آدی فنڈوں کے متعلق خبریں اور ویدک سدھانتوں پر متانت سے بحث ہوتی ہے اور تمام لوگوں کے لئے روئے زمین کی تازہ و دلچسپ خبریں بھی درج ہوتی ہیں چندہ مع محصول ڈاک لاہور والوں سے للعہ اور باہر والوں سے پانچ روپیہ لیا جاتا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ۲ ر ہے۔

آریہ مسافر میگزین

یہ ۴۸ صفحہ کا ماہواری رسالہ اردو زبان میں ہر ماہ جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے اس میں اردو دانوں کے لئے ویدک دھرم اور دیگر مت متانتروں کی نسبت مفصل عالمانہ بحث ہوتی ہے۔ سالانہ چندہ مع محصول ڈاک صرف تین روپیہ ہے درخواستیں بنام لالہ وزیر چند منیجر آنی چاہئیں۔

اوم

آریہ سماج کے نیم

۱- سب ست ودّیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب
۲- کا آدی مول پرمیشور ہے-
ایشور سچدانند سروپ - نراکار - سروشکتیمان نیائے کاری - دیالو - اجنما - اننت - نروکار - انادی - انوپم - سرو ادھار - سرویشور - سرو ویاپک - سرو انتریامی اجر - امر - ابھے - نت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے - اُسی کی اُپاسنہ کرنی یوگیہ ہے-

۳- وید ست ودّیاؤں کا پستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے-

۴- ست گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروِدا اُدیت رہنا چاہئے-

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں-

۶- سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے - ارتھات شارِرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا-

۷- سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگ ورتنا چاہئے-

۸- اودیا کا ناش اور ودیا کی ورِدھی کرنی چاہئے-

۹- پرتیک کو اپنی اُنتی سے ہی سنتشٹ نہ رہنا چاہئے - کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے-

۱۰- سب منشیوں کو سماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے - اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں-

سلسلہ آریہ ورت کی عظمت نمبر ۱

معروف بہ

لیلاوتی اُردو ترجمہ حصہ اوّل

جسکو

منشی مختار سنگھ صاحب نے آریہ ورت کی بزرگی درشانے

ونیز چند عمدہ قاعدون کا پرکاش کرنے کے لیے سنسکرت

زبان سے اُردو بھاشا مین ترجمہ کیا اور چند سوالات برائے مشق

اپنی طرف سے اضافہ کرکے مفید و ہر دلعزیز بنانیکی کوشش کی

اور

ایل۔ پی۔ رستوگی اینڈ کو بک سیلر شہر میرٹھ نے

ادم پریس واقع شہر میرٹھ مین طبع کرایا

اوم

دیباچہ

اِس مین کسی کو کلام نہین کہ زمانہ سلف مین آریہ ورت ہر ہنر و علم مین اُستاد و سرب شرومنی تھا۔ عالمان اہلِ فرہنگ اِس بات کو پکار پکار کر ثابت کر رہے ہین کہ دنیا کی تمام تہذیب یافتہ اقوام مین جو قدر و منزلت آریہ ورت کو حاصل تھی موجودہ تہذیب اسکے پاسنگ ہونے کا بھی فخر نہین رکھتی۔ گو غیر ممالک کے باشندہ گلا پھاڑ پھاڑ کر آریہ ورت کی بزرگی درشا رہے ہین اور موجودہ سائنس جون جون ترقی کرتی ہے تیون اس عظمت کو تسلیم کرتی جاتی ہے لیکن ہمارے ملک کے باشندے کبھی اپنے بزرگون کی تصانیف کے مطالعہ کی پرواہ نہین کرتے۔ اگر کبھی حب الوطنی کا جوش غالب ہوا تو انگریزون کے اقوال سامعین کو جلسہ مین کھڑے ہو کر سنا دئیے چہ جائیکہ خود اندولن کر کے اِنکو الوبھو کرین اور فیض اُٹھاوین۔ معلوم اِس کم توجہ کی وجہ یہ ہے اگر ہم اپنے بزرگون کو اسقدر شرومنی خیال کرینگے اور ان کے شاگرد ہونے کو فخر سمجھینگے تو ہماری مقابلتاً نالایقی ثابت ہونے سے انکو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اگر یہ خیال ہے تو دراصل ایک نہایت لچر و لچر دلیل پر مبنی ہے کیونکہ اگر ہمارے بزرگ ایسے دانا گزرے ہین تو ہمکو جانکہ اپنی

حالت پر نادم ہونا پڑیگا ہم ضرور انکار نوکرن کرنا پر یتن کرین گے - جو ہمارے لئے
بہتری کا دروازہ کھولے گا - ونیز عالمان کو جو ہمارے پتا پتا مہاؤن کو جو دراصل
اِن کے بھی پتا پتا مہا ہین نیم وحشی وغیرہ کا خطاب دیتے ہین بتلا سکین گے کہ وہ
نیم وحشی موجودہ تہذیب یافتہ ددوالون کو شاگرد کہنے سے بھی باعث شرمندگی
ہونا خیال کرتے تھے - اگر ہمکو اپنے بزرگون کی تعریف سُننے و تقلید کرنیکی خواہش
ہوتی تو کیا ہم ہمانکہ ہر روز ہزار ہا کتب انگریزی و تصانیف اہلِ مشرق کا مطالعہ
کرنے مین غلطان رہتے ہین کبھی اِن مہرشیون کی سرل اور سیدھی درحقیقت
دقیق و درست باتون یا اِن اصولون پر جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہین دھیان دیتے ؟
جب کسی آدمی کے دل مین کوئی خواہش گھر کر جاتی ہی تو وہ ہزار طرح سے اِس کے پانے کی
کوشش کیا کرتا ہے اگر ہمارے دل مین اِس خواہش کی لگن لگی ہوتی تو ہم بھی طرح طرح
اسکو پورا کرنے کا یتن کرتے -

پورانی کتابون سے اُردو دانون کو کماحقہ واقفیت پیدا کرانے کے لئے و
نیز اِس طرف اِنکی توجہ مبذول کرانے کی غرض سے مین نے سلسلہ آریہ ورت
کی عظمت شروع کیا ہے جسکے اندر عمدہ عمدہ کتب علوم و فنون کا یتھا شکتی
ترجمہ پیش کرنے کا ارادہ ہے اگر ناظرین نے میری محنت و جانفشانی کی داد
دی تو رفتہ رفتہ ہر علم کی عمدہ کتاب ہدیۂ ناظرین کر سکونگا یہ کتاب اِس سلسلہ کا
پہلا حصہ ہے چونکہ زمانہ سلف مین ہر بات کو نہایت مختصر و مکمل طریقہ سے بیان
کرنا عمدہ خیال کیا جاتا تھا اِس لئے موجودہ کتاب لیلاوتی مین سوائے ضروری
قاعدون اور اسکے متعلق چند مثالون کے سوالات مشقی نہین دئے گئے - اِس

کمی کو پورا کرنیکی غرض سے اور کتاب کو مطابق زمانہ موجودہ کے بنانے کی خواہش سے
ناچیز چند سوالات بطورِ سوالات مشقی اضافہ کر دئے ہین - اِس سے میرا مطلب
لیلاوتی مین ملاوٹ کرنے یا اپنی ودوتّا درشانیکا ہرگز ہرگز نہین ہے بلکہ مغالطہ
دور کرنے کی غرض سے مین نے جو ایک لفظ بھی زاید تحریر کیا ہے اسپر
"ازطرف مترجم" یہ الفاظ ضرور لکھدئے ہین اُمید ہے کہ ناظرین اِس دست
اندازی کو معاف فرماوین گے اور اپنی عالمانہ نصیحتون سے بندہ کو سرفراز کرتے
رہا کرین گے جو غلطی یا کمی نظر سے گذرے فوراً بندہ کو اطلاع بخش کرین ممنون فرماین
تاکہ طبع آیندہ مین درست کردی جاوے -

سنسکرت زبان کی عظمت کو وہی لوگ محسوس کر سکتے ہین جنھون نے اِسکے
پڑھنے کی کوشش کی ہے کیا علم طب کیا ہیئت کیا علم ہندسہ کیا علم معاملات
ملکی ہر علم کے باریک سے باریک مسایل کو نظم یا ذرا ذرا سے سوترون کے اندر منجمد
کرنا اسکی بزرگی کی داد دے رہا ہے یہ تمام آپ لوگون کے بزرگون کا جنکو آپ
افسوس سے لکھنا پڑتا ہے "لنگوٹے باز" "جاہل مطلق" وغیرہ نامون سے
یاد کرتے ذرا نہین جھجکتے فعل ہے - آجکل کے محاسب از حد عرقریزی و جانفشانی
کے بعد کوئی کتاب تصنیف کر کے پھولے نہین سماتے لیکن ان کو واضح رہے کہ
ایسی ایسی کتابین پورا نے زمانہ کی چھوکریان لکھ سکتی تھین - وہ لوگ جو انگریزی
مصنفون کی تعریف مین دن ورات مستعد رہتے ہین ذرا سامنے آئین اور قاعدہ
ورگ کرم - بھاگا نو بندہ و بھاگا نو بواہ و قاعدہ آخری پر نظر ڈالین یون تو سارے
ہی قاعدہ مفید و سلیس ہین لیکن ان چار قاعدون مذکورہ بالا کے سیکھنے کے لئے

موجودہ زمانہ کے حساب دانون کو بھی لیلاوتی کا شاگرد بننا پڑیگا۔ وہ کونسا سوال ہے
جسکو لیلاوتی کا اچھا شیہ حل نہین کرسکتا لیکن محاسب موجودہ الوقت کو ان قاعدون کے
سوالون کے حل کرنے مین اگر دقت نہین تو زیادہ عمل کرنا تو ضرور ہی پڑیگا۔ صرف سود
در سود۔ کسور اعشاریہ متی کاٹا۔ راس المال یا اشاک ایسے قاعدہ ہین جنکا ذکر لیلاوتی نے
خاص طور پر اپنی کتاب مین نہین کیا لیکن ان تینون قاعدون کے سوالون کو جیسا کہ
ہمنے بطور ضمیمہ دکھلایا ہے ایک عمدہ شیہ صلیت سمجھتے ہی حل کر ڈالیگا۔ بیشک کسور اعشاریہ
لیلاوتی کے اندر نہین پایا جاتا۔ جسکے بابت ہم نہین کہہ سکتے کہ آیا یہ قاعدہ اُسوقت
معلوم ہی نہ تھا یا بہت زمانہ گزر جانے کے باعث مفقود ہو گیا ہے۔ اتنی بات
ہوتے پربھی افسوس کہ ہمارے اہل دلمن اس پاک کتاب کو اپنے لڑکون کو نہین پڑھاتے
آپ مین سے ہر ایک کا جوان رشیون کی اولاد ہونا ظاہر کرتے ہین فرضی ہر کہ وہ اصل
کتاب کے یا ترجمہ کے قاعدون کو اپنے لڑکون کو ازبر کرادین تاکہ اُنکے دلونپر اپنے بزرگون
کی عظمت کا نقش ہوسکے اور ساتھ مین علم ریاضی مین کمالیت حاصل کرسکین۔

علم حساب کی دیگر کتابون کا لب لباب اگر آپ لوگون نے میری محنت کا نیک اجر دیا تو بہت جلد پیش کرونگا

آخر مین سب سجنون سے یاچنہ کرتا ہون کہ میری تمام کمزوریون کو بجائے لیلاوتی
کی طرف منسوب کرنے کے مجھپر عاید کرین گے جن نقایص کو مین بسر و چشم قبول کرونگا
اور اپنے ناظرین کا احسانمند ہونگا۔

ایشور کرے کہ آپ بزرگون کی تصانیف پر دھیان دینا سیکھین اور پھر گئی ہوئی
عظمت کو حاصل کرین + اوم شم

آپکا شبھ چنتک مختار سنگھ۔ گردھرپور ڈاک خانہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ۔

ادم

قدیم سکّے اوزان و پیمانے

(परीभाषा) (پری بھاشا)

۲۰ کوڑی = ایک کاکنی	काकणी	کوڑی کاکنی
۴ کاکنی = ایک پن	पण	۲۰ = ۱ پن
۱۶ پن = ایک درم	द्रिम्म	۸۰ = ۴ = ۱ درم
۱۶ درم = ایک نشک	निष्क	۱۲۸۰ = ۶۴ = ۱۶ ۱
		۲۰۴۸۰ = ۱۰۲۴ = ۲۵۶ = ۱۶ = ایک نشک

		جو گنجا
۲ جو = ایک گنجا यव	गुञ्जा	۲ = ۱ بل
۲ گنجا = ایک بلّ	वल्ल	۶ = ۳ = ۱ دھرن
۸ بلّ = ایک دھرن	धरण	۴۸ = ۲۴ = ۸ = ۱
۲ دھرن = ایک گدیانک	गद्यानक	۹۶ = ۴۸ = ۱۶ = ۲ = ایک گدیانک
۱۴ بلّ = ایک دھٹک	धटक	۸۴ = ۴۲ = ۱۴ = ایک دھٹک

۵ گنجا = ایک ماشہ | माषा | ۵ گنجا = ایک ماشہ
۱۶ ماشہ = ایک کرش | कर्ष | ۸۰ = ۱۶ = ایک کرش
۴ کرش = ایک پل | पल | ۳۲۰ = ۶۴ = ۴ = ایک پل

اور بیوہار مین کرش کا دوسرا نام سورن بھی ہے۔

اگر ۸ جوؤن کے پیٹون کو ملا کر رکھا جاوے تو ایک انگل ہوتا ہے۔

۲۴ انگل = ایک ہاتھ | हस्त | ۸ جَو = ایک انگل
۴ ہاتھ = ایک ڈنڈ | दण्ड | ۱۹۲ = ۲۴ = ایک ہاتھ
۲۰۰۰ ڈنڈ = ایک کوس | क्रोष: | ۷۶۸ = ۹۶ = ۴ = ایک ڈنڈ
۴ کوس = ایک یوجن | योजन | ۱۵۳۶۰۰۰ = ۱۹۲۰۰۰ = ۸۰۰۰ = ۲۰۰۰ = ایک کوس
| | ۶۱۴۴۰۰۰ = ۷۶۸۰۰۰ = ۳۲۰۰۰ = ۸۰۰۰ = ۴ = ایک یوجن

---

۵ ہاتھ = ایک بانس

۲۰ بانس چوڑا اور ۲۰ بانس لمبا کھیت निवर्तन (نورتن) کہلاتا ہے

ایک ہاتھ اونچا ایک ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا ایسے چار کونون والے کھیت کو گھن ہست घनहस्त (مکعب ہاتھ) کہتے ہین اور اسکو گندہ دیش کے باشندے اناج کو وزن کرنے مین کھاری खारी بولتے ہین کھاری کے سولھوین حصہ کو درون द्रोण کہتے ہین اور اسکی چوتھائی کو آڑہک आढक بولتے

ہین آڑھک کی چوتھائی کو प्रस्थ پرستھ اور پرستھ کی چوتھائی کو کُڑو कुड़व کہتے ہین -

۴ کڑو = پرستھ	۴- آڑھک = ایک درون
۴ پرستھ = ایک آڑھک	۱۶ درون = ایک کھاری

سکہ وپیمانے رائج الوقت از طرف مترجم

۱۲ پائی = ایک آنہ	۴ فارذنگ = ایک پنس	۴ دمڑی = ایک پیسہ
۱۶- آنہ = ایک روپیہ	۱۲ پنس = ایک شلنگ	۴ پیسہ = ایک آنہ
	۲۰ شلنگ = ایک پونڈ	۱۶- آنہ = ایک روپیہ
	۲۱ شلنگ = ایک گنی	

۱۶ چھٹانک = ایک سیر	۲۸ پونڈ = ایک کوارٹر	۸ پل = ایک رتی
۴۰ سیر = ایک من	۴ کوارٹر = ایک ہنڈریٹ ویٹ	۸ رتی = ایک ماشہ
	۲۰ ہنڈرڈ ویٹ = ایک ٹن	۱۲ ماشہ = ایک تولہ
		۵ تولہ = ایک چھٹانک

۱۲ انچہ = ایک فٹ	۲۰ کچوانسی = ایک بسوانسی
۳ فٹ = ایک گز	۲۰ بسوانسی = ایک بسوہ
۵½ گز = ایک پول	۲۰ بسوہ = ایک بیگھہ
۴۰ پول = ایک روڈ	۳۲ بسوہ = ایک ایکڑ
۴ روڈ = ایک ایکڑ	

اعداد مراتب معہ نام سنسکرت

	اُردو	سنسکرت نام بخط اُردو	بخط سنسکرت
۱	اکائی	ایک	एक
۱۰	دہائی	دش	दश
۱۰۰	سیکڑہ	شت	शत
۱۰۰۰	ہزار	سہر	सहस्र
۱۰۰۰۰	دس ہزار	ایوت	अयुत
۱۰۰۰۰۰	لاکھ	لکش	लक्ष
۱۰۰۰۰۰۰	دس لاکھ	پریُت	प्रयुत
۱۰۰۰۰۰۰۰	کروڑ	کوٹی	कोटि
۱۰۰۰۰۰۰۰۰	دس کروڑ	اربد	अर्बुद
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ارب	اجب	अब्ज
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	دس ارب	کھرب	खर्ब
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	کھرب	نکھرب	निखर्ब
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	دس کھرب	مہاپدم	महापद्म
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	نیل	شنکھ	शंकु
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	دس نیل	جلدہی	जलधि
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	پدم	انتیہ	अन्त्य
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	دس پدم	مدھیہ	मध्य
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	سنکھ	پرارده	परार्द्ध

جمع و تفریق کرنے کا طریق

संकलन व्यवकलन (سنکلن ویوکلن)

قاعدہ = جن اعداد کو تفریق یا جمع کرنا مقصود ہے اُن کے اعداد مراتب کے درجون کو علیحدہ
علیحدہ جمع یا تفریق کرو یا اُن اعداد کی علیحدہ علیحدہ جمع یا تفریق کرو۔

تشریح = جن اعداد کو جمع کرنا منظور ہے اُن کو اوپر نیچے اس طرح رکھو کہ کل اکائیان
ایک سیدہ مین ہون اور دہائیان دوسری سیدہ مین سیکڑہ تیسری سیدہ مین
علی ہذالقیاس پھر اکائیون کے تمام ہندسون کو جمع کرو اور حاصل جمع کے پہلے ہندسہ
کو علیحدہ رکھو یہ حاصل جمع مطلوبہ کی اکائی ہوگی باقی تمام ہندسون کو دہائی کے
ہندسون مین جمع کرکے حاصل جمع کی اکائی کو علیحدہ دہائی کے درجہ پر اسی جگہہ رکھو
جہانکہ یہی اکائی تھی اور باقی ہندسون کو سیکڑہ کے ہندسون مین جمع کرکے ویسا ہی
عمل کرو حتی کہ تمام اعداد ختم ہو جاوین آخری حاصل جمع کو علیحدہ رکھے ہوئے ہندسون
کے آخر مین رکھو علیحدہ رکھے ہوئے ہندسہ عدد حاصل جمع مطلوبہ ہوگا۔

دوسرا طریق جمع کرنے کا یہ ہے کہ پہلے دو عددون کو جمع کرکے حاصل جمع مین تیسرا
عدد اور اس حاصل جمع مین چوتھا عدد جمع کرو ایسا کرنے سے آخری حاصل جمع حاصل
جمع مطلوبہ ہوگی۔

تفریق کرنے کے لیئے دونون عددون کو اوپر نیچے جس طرح جمع کرتے ہین اسی طرح
رکھو اب اکائی مین سے نیچے والے عدد کی اکائی کو تفریق کرو اگر اوپر کے عدد مین سے

نیچے کا عدد تفریق نہ ہو سکے تو ایک دہائی کا ہندسہ اور زیادہ کر کے یعنی اصل عدد مین ۱۰ اور جوڑ کر تفریق کرو حاصل تفریق کو علیحدہ رکھو یہ عدد حاصل تفریق مطلوبہ کا اکائی ہوگی پھر دہائی کے ہندسہ مین سے دہائی کے ہندسہ مین سے تفریق کرو اگر اکائی مین سے اکائی نہ تفریق ہو سکی ہو تو نیچے کے دہائی کے ہندسہ مین ایک اور شامل کر کے تفریق کرو حاصل تفریق کو دہائی کے درجہ پر رکھو علیٰ ہذا القیاس اگر ایک عدد مین سے کئی عدد تفریق کرنے منظور ہون تو اول پہلے عدد کو تفریق کرو حاصل تفریق مین سے دوسرے کو پھر حاصل تفریق مین سے تیسرے کو ایسا کئے جانے سے آخری حاصل شدہ حاصل تفریق جواب مطلوبہ ہوگی یا تمام اعداد جنکا گھٹانا منظور ہے جمع کر کے حاصل جمع کو تفریق کرین تو بھی وہی جواب حاصل ہوگا لیکن طریق موخرالذکر آسان و سہل ہے ؀

مثال = ۲ و ۵ و ۳۲ و ۱۹۳ و ۱۸ و ۱۰ و ۱۰۰ کو جمع کرو حاصل جمع کو ۱۰۰۰۰ مین سے تفریق کرو ؀

حل = پہلے ۲ و ۵ و ۳۲ وغیرہ کو اوپر نیچے اس طرح رکھا کہ ۲ و ۵ و ۲ و ۳ و ۸ و ۰ و ۰ اکائیان ایک سیدہ مین و ۳ و ۹ و ۱ و ۱ و ۰ دہائیان دوسری سیدہ مین اور ۱ و ۱ سیکڑہ تیسری سیدہ مین ہون اب اکائیون کو جمع کرنے سے حاصل جمع ۲۰ حاصل ہوئی اسکی اکائی کو لکیر کھینچکر علیحدہ رکھا اور ۲ کو دہائی کے ہندسون مین جمع کر دیا تو حاصل جمع ۱۶ ہوئی اسکی اکائی ۶ کو دہائی کے درجہ پر رکھدیا اور ایک کو سیکڑہ کے ہندسون مین کیا حاصل جمع ۳ کو سیکڑہ کے درجہ پر رکھنے سے ۳۶۰ حاصل جمع مطلوبہ ہوگئی ؀

۲
۵
۳۲
۱۹۳
۱۸
۱۰
۱۰۰
۳۶۰

اسی طرح اگر ۲ مین ۵ کو جمع کرین اور حاصل جمع ۷ مین ۳۲ کو پھر حاصل جمع ۳۹ مین ۱۹۳ کو علی ہذالقیاس تو بھی حاصل جمع ۳۶۰ ہی حاصل ہوگی +

تفریق کرنے کے لئے اول ۱۰۰۰۰ کے نیچے ۳۶۰ کو جس طرح جمع کرتے وقت رکھتے ہین رکھا اب دونون مین اکائی کے درجہ صفر ہین لہذا صفر مین سے صفر کو تفریق کیا اور حاصل تفریق صفر کو اکائی کے درجہ پر رکھا پھر دہائی کے درجہ صفر مین سے ۶ کو تفریق کیا لیکن ۶ صفر سے زیادہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہین ہو سکتا پس صفر مین ۱۰ کا اضافہ کیا تو صفر جمع دس برابر ہے ۱۰ کے پس ۱۰ مین سے ۶ کو تفریق کیا تو ۴ باقی رہے اسکو دہائی کے درجہ پر رکھا پھر صفر مین سے ۳ کو تفریق کرنے کے بجائے ۴ تفریق کئے لیکن یہ تفریق نہین ہو سکتے پس ۱۰ مین سے ۴ کو تفریق کیا تو ۶ سیکڑہ کا درجہ حاصل ہوا پھر ۱۰ مین سے ایک کو تفریق کیا تو ۹ کو چوتھے درجہ مین لکھا لہذا حاصل تفریق ۹۶۴۰ حاصل ہوئی +

۱۰۰۰۰
۳۶۰
———
۹۶۴۰

اسی طرح اگر ۱۰۰۰۰ مین سے ۲ کو تفریق کرتے اور حاصل تفریق مین سے ۵ کو علی ہذالقیاس تو بھی یہی جواب حاصل ہوتا +

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری اول)

جمع کرو۔

(۱) ۱۶۵ و ۸۸ و ۳۲۴ (۲) ۶۰۳ و ۷۰۸ و ۴۸۵ و ۳۰۰۰۵ (۳) ۶۲۵ و ۸۱۲ و ۵۲۴ و ۳۰۲ و ۱۰۰۰۲ و ۵۵۵ (۴) ۷۸۵ و ۶۰۸ و ۵۳ و ۱۰۰ و ۸۳۵۲

۳۵۵و۵۶۸۷۲۴۳ (۵) ۵۷۸۶و۲۱۴۳و۷۶۰۵و۳۲۱۴۳۸و
۷۶۵۸۷ (۶) ۸۷۶۵۴۳۸و۶۳۵۷۹۸۷۴۳و۸۵۷۴۷۸و۶۵۴۹۳
و۴۳۸۶ (۷) ۷۶۵۵و۶۵۴۳و۷۶۵۱۲۳و۶۵۹۲۸و۳۲۴۳۵۲۱۶۷
و۳۵۶۷۸ (۸) ۷۶۵۱۲۳۴و۷۶۵۴۳۲۱و۶۵۹۸۷۸و۵۳۲۱۴۶و
۳۲۸۷۶۷۶ (۹) ۹۸۷۶و۱۲۳۴۵و۶۷۶۵۹۸۱و۶۵۴۳۸ و
۱۲۳۶۵۸۷و۶۵۲۳۴ (۱۰) ۸۷۶۵و۵۱۳۴و۸۷۶و۵۰۰۱و۷۰۰۶
و۸۰۰۷و۹۰۰و۵۰۰۶۵ +

تفریق کرو۔

(۱۱) ۵۶۷۸ میں سے ۴۵۶۷ کو (۱۲) ۸۷۶۵۳ میں سے ۳۵۶۴ کو۔
(۱۳) ۲۳۵۷۶ میں سے ۱۴۶۸۷ کو (۱۴) ۱۲۳۴۵ میں سے ۹۹۹۹ کو
(۱۵) ۶۵۵ میں سے ۱۸۸ کو (۱۶) ۷۶۵۳۰۷ میں سے ۸۸۸۸۸ کو۔
(۱۷) ۳۲۲۳۵۱۲۳ میں سے ۶۵۴۵۷۷ کو (۱۸) ۱۰۰۰۰۰۰ میں سے
۹۵۴۳۲۸ کو (۱۹) ۷۶۵۴۳۸۵۶۷ میں سے ۸۷۶۸۷۶۵۷ کو۔
(۲۰) ۱۶۵۰۰۰۷ میں سے ۷۶۰۰۵۸ کو +

سادہ کرو۔

(۲۱) ۴۶۵ + ۵۱۲۳۸۷ - ۷۶۵ + ۲۰۷ (۲۲) ۳۸۷۶ + ۶۵۴ -
۷۰۳ (۲۳) ۱۲۳۴۵ - ۹۸۷۶ - ۲۷۶۵ - ۷۸۷۲ + ۷۶۵۴۳۲۱ +
۶۷۸ (۲۴) ۱۲۳۴ + ۸۷۶۵ - ۱۲۳۴ - ۷۶۵ + ۸۸۷۶ - ۶۴۳
(۲۵) ۳۸۷۶ - ۷۶۵۲۱ + ۹۵۱۲۳۴ - ۳۲۱ + ۲۵۲ + ۳۲۵ - ۶۰۳ +

ضرب गुणन

تعریفات - جس عدد کو ضرب کرین اُسکو مضروب (گُنیہ गुण्य) کہتے ہین -
جس عدد سے ضرب کرین اُسکو مضروب فیہ (گُنگ गुणक) کہتے ہین -
اگر مضروب کو مضروب فیہ یا مضروب فیہ کو مضروب مانکر ضرب کرین تو ہر حالت
مین حاصل ضرب وہی حاصل ہوگی (مترجم)

ضرب کرنے کا اول طریق - مضروب کے آخری ہندسہ کو مضروب فیہ سے
ضرب دیکر علیحدہ رکھو پھر مضروب کے آخری سے پہلے ہندسہ کو مضروب فیہ
مین ضرب دیکر حاصلضرب کو پہلی حاصل ضرب کے نیچے سیدہے ہاتھ کی طرف
ایک درجہ بڑہا کر لکھو پھر اسی طرح مضروب کے آخر سے تیسرے عدد کو مضروب فیہ
سے ضرب دیکر دونون حاصلضربون کے نیچے سیدہی طرف ایک درجہ بڑہا کر لکھو
علی ہذا القیاس جب سب حاصل ضربین لکھ چکو تو حاصل ضربون کو جمع کرو حاصل جمع
حاصل ضرب مطلوبہ ہوگی +

مثال ۵۱ - ۱۳۵ کو ۱۲ سے ضرب کرو -

حل - مضروب ۱۳۵ کے آخری عدد ۱ سے ۱۲ کو ضرب کیا حاصل ضرب ۱۲ کو علیحدہ
رکھا پھر آخر سے پہلے عدد ۳ سے ۱۲ کو ضرب کیا اور حاصل ضرب ۳۶ کو ایک

سلہ ۵۱ اگرچہ لیلاوتی مین تمام طریقون کو بیان کر کے مثال ہر طریق سے حل کر کے دکھلائی گئی ہے لیکن
ہم سہولیت کے لئے قاعدہ کے ساتھ ساتھ مثالین حل کرتے چلے جاوین گے تاکہ قاعدہ
بخوبی ذہن نشین ہو جاوے ۱۲ مترجم

درجہ سید ہے ہاتھ کی طرف بڑھا کر رکھا پھر ۵ سے ۱۲ کو ضرب کی اور حاصلضرب ۶۰ کو ایک درجہ بڑھا کر لکھا۔ کل اعداد کو جمع کرنے سے حاصل جمع ۱۶۲۰ حاصل ہوئی +

۱۳۵
۱۲
۱۲
۳۶۰
۱۶۲۰

طریق دوم - مضروب فیہ کے ایسے دو حصے کرو جنکی حاصل جمع مضروب فیہ ہو دونون حصون سے مضروب کو علیحدہ علیحدہ ضرب کر کے حاصل ضربون کو جمع کرو حاصل جمع حاصلضرب مطلوبہ ہوگی +

حل بموجب طریق مذکورہ بالا - ۱۲ کے ایسے دو حصے جنکی حاصل جمع ۱۲ ہو ۸ و ۴ کئے اور علیحدہ علیحدہ ۱۳۵ کو ۸ و ۴ سے ضرب کی پس حاصلضربون ۵۴۰ و ۱۰۸۰ کا مجموعہ ۱۶۲۰ جواب مطلوبہ حاصل ہوگیا +

۱۳۵ × ۴ = ۵۴۰　و　۱۳۵ × ۸ = ۱۰۸۰

۱۰۸۰
۵۴۰
۱۶۲۰

قاعدہ سوم - مضروب فیہ کے ایسے دو یا زیادہ ٹکڑے کرو جنکی حاصل ضرب مضروب فیہ ہو ان دونون یا زیادہ ٹکڑون مین سے کسی ایک سے مضروب کو ضرب دیکر حاصل ضرب کو دوسرے ٹکڑے سے ضرب دو پھر حاصل ضرب حاصل شدہ کو تیسرے ٹکڑے سے علیٰ ہذالقیاس آخری حاصل ضرب حاصل ضرب مطلوبہ ہوگی +

حل بموجب قاعدہ مذکورہ بالا - ۱۲ کے دو ٹکڑے ۳ و ۴ کر کے جنکی حاصلضرب ۱۲ مضروب فیہ ہے ۱۳۵ کو ۴ سے ضرب کی حاصل ضرب ۵۴۰ کو ۳ سے ضرب کیا تو ۱۶۲۰ حاصل ضرب مطلوبہ حاصل ہوئی +

۱۳۵
۴
۵۴۰
۳
۱۶۲۰

طریق چہارم - مضروب فیہ کے جتنے ہندسے ہون ان ہندسون سے علیحدہ علیحدہ

مضروب کو ضرب دیکر اپنے اپنے درجون پر رکھکر جمع کرو حاصل جمع حاصل ضرب مطلوبہ ہوگی ⁂

حل بموجب طریق چہارم ۱۳۵ کو ۲ و ۱ ہندسون سے علیحدہ علیحدہ ضرب کی اور حاصل ضرب بلحاظ درجون کو لحاظ سے رکھا یعنی ۲ کی حاصل ضرب کو جو اکائی کا درجہ ہے اول رکھکر ایک ہی حاصل ضرب کو صفر چھوڑکر دہائی کے درجہ سے نیچے سے شروع کر کے رکھدیا تو حاصل جمع ۱۶۲۰ مطلوبہ حاصل ضرب ہوئی

۱۳۵
۱۲
۲۷۰
۱۳۵
۱۶۲۰

طریق پنجم = کسی عدد کو مضروب فیہ مین جمع یا تفریق کرکے حاصل جمع یا حاصل تفریق سے مضروب کو ضرب کر کے حاصل ضرب مین عدد فرض کردہ اور مضروب کی حاصل ضرب کو تفریق یا جمع کریں تو حاصل تفریق یا حاصل جمع حاصل ضرب مطلوبہ ہوگی ⁂

حل = مضروب فیہ مین کسی عدد ۸ کو جمع کیا اور حاصل جمع ۲۰ سے ۱۳۵ کو ضرب کیا تو حاصل ضرب ۲۷۰۰ ہوئی اسمین سے ۱۳۵ و ۸ کی حاصل ضرب ۱۰۸۰ کو تفریق کیا تو حاصل تفریق ۱۶۲۰ حاصل ضرب مطلوبہ ہوئی۔

اسی طرح مضروب فیہ ۱۲ مین کسی عدد ۲ کو تفریق کیا تو ۱۰ حاصل ہوئے ۱۰ و ۱۳۵ کی حاصل ضرب ۱۳۵۰ مین ۱۳۵ و ۲ کی حاصل ضرب ۲۷۰ کو جمع کردیا تو ۱۶۲۰ وہی حاصل ضرب حاصل ہوئی ⁂

نوٹ از طرف مترجم – طریق اول و چہارم در اصل ایک ہی ہین اگر مضروب مین ہندسے زیادہ ہون تو طریق چہارم اگر مضروب فیہ مین ہندسے زیادہ ہون تو طریق اول عمل مین لانا چاہیے طریق دوم و پنجم مین ایسا عدد فرض کرنا لازم ہی جسکے آخر مین صفر ہو جاوین تاکہ ضرب کرنے مین سہولیت و آسانی ہو مثلاً کسی عدد کو ۹۹۹ سے ضرب کرنا ہی تو ایسی حالت مین عدد فرض کردہ ایک جمع کرنا واجب ہے تاکہ مضروب فیہ ۱۰۰۰ ہو جاوے

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۲)

ضرب کرو۔

(۱) ۳۰.۴ و ۲۵ کو (۲) ۵۰۰۷ و ۸۰۴ کو (۳) ۶۲۲۹۸ و ۷۶۹۹ کو (۴) ۸۴۰۹۶۳۱ و ۲۱۷۱۱ کو (۵) ۵۵۴۷۶۸ و ۳۹۳۱۴ کو (۶) ۱۲۳۴۵۶۷۸۹ و ۹۸۷۶۵۴۳۲۱ کو (۷) ۳۸۰۱۵۷۳۲ و ۴۰۰۷۰۰۰۶۵ کو (۸) ۷۶۵ و ۶۳۵ و ۷۰۸ کو جمع کرکے حاصل جمع کو ۴۰.۳۸ سے (۹) سادہ کرو۔ (۱ + ۸۷۶۴۳ - ۵۳۵) × ۸۷۳۶ (۱۰) ۱۲۳۴۳۸۷۶۸۵۶۷ و ۳۴۵۶۴۳۸۷۶ کو (۱۱) ۹۹۹۹۹۹۹ و ۴۳۵۶۷۸ کو (۱۲) ۳۰۰۰۰۵ و ۶۷۸۶۷ کو (۱۳) ۴۵۸۷۳۶ و ۹۸۰۰۰۶ کو (۱۴) ۵۴۳۸۷۶ و ۱۹۹۹ کو (۱۵) ۱۲۳۴ و ۷۶۵ کو +

تقسیم

भागहार (بھاگ ہار)

اصطلاحات = جس عدد کو تقسیم کیا جاوے اُسکو مقسوم (بھاجیہ भाज्य) کہتے ہین جس عدد سے تقسیم کرین اُسکو تقسیم کنندہ (بھاجک भाजक) بولتے ہین اسی کا دوسرا نام سنسکرت مین (ہر हर) یا اردو مین نسب نما بھی ہی۔ جو تقسیم کرنے سے حاصل ہو اُسکو خارج قسمت (لبدہ लब्ध) کہتے ہین +

تقسیم کرنیکا طریق اول = پیشتر یہ دیکھنا لازم ہے کہ تقسیم کنندہ مقسوم کے

آخری ہندسوں میں زیادہ سے زیادہ کتنی دفعہ تفریق ہو سکتا ہے جتنی دفعہ زیادہ سے زیادہ تفریق ہو سکے اتنی دفعہ کے ہندسے کو علیحدہ رکھو اور اس ہندسے سے مقسوم علیہ یا تقسیم کنندہ کو ضرب دیکر آخری عدد میں سے تفریق کرو حاصل تفریق پر ایک عدد آخری ہندسوں سے اگلا دائین طرف اضافہ کرو پھر اسی طرح جتنی دفعہ زیادہ سے زیادہ مقسوم علیہ تفریق ہو سکے تفریق اس عدد کو پہلے عدد کے دائین طرف لکھو باقی بچے عدد پر اگلا عدد اضافہ کرو علی ہذا القیاس حتیٰ کہ تمام ہندسے ختم ہو جاوین یہ علیحدہ لکھے ہوئے ہندسے عدد خارج قسمت ہوگا +

مثال = ۱۶۲۰ کو ۱۲ سے تقسیم کرو۔

حل = چونکہ ایک عدد آخری ۱۲ سے تقسیم نہین ہو سکتا پس ۱۶ آخری ہندسون مین دیکھا کہ ۱۲ زیادہ سے زیادہ کتنی دفعہ تفریق ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ پس ۱۲ و ایک کی حاصل ضرب ۱۲ کو تفریق کیا تو ۴ باقی رہے ایک کو علیحدہ رکھا ۴ پر ۱۶ سے اگلا عدد ۲ اضافہ کیا تو ۴۲ ہوئے ۴۲ مین سے ۱۲ زیادہ سے زیادہ ۳ دفعہ تفریق ہو سکتا ہے پس ۱۲ × ۳ = ۳۶ تفریق کی تو ۶ باقی رہے ۳ کو ایک کے دائین طرف لکھدیا اور ۶ پر صفر بڑھایا تو ۶۰ ہوئے اس مین سے ۱۲ پانچ دفعہ تفریق ہو سکتا ہے پس ۱۲ × ۵ = ۶۰ کچھ باقی نہ رہا پس ۱۳۵ خارج قسمت حاصل ہوئی +

```
      ۱۳۵
۱۲ ) ۱۶۲۰
      ۱۲
      ۴۲
      ۳۶
       ۶۰
       ۶۰
        ×
```

طریق دوم = اگر ممکن ہو تو تقسیم کنندہ کے دو یا زیادہ ایسے ٹکڑے جنکی

حاصلضرب تقسیم کنندہ ہو ان مین سے کسی ایک ٹکڑے سے مقسوم کو تقسیم کرو پھر خارج قسمت کو دوسرے ٹکڑے سے تقسیم کرو ایسا کرتے کرتے آخری خارج قسمت خارج قسمت مطلوبہ ہوگی +

حل بموجب طریق مذکورہ بالا = ۱۶۲۰ کو بارہ سے تقسیم کرنا ہے تو ۱۲ کے ۳ و ۴ دو ٹکڑے کئے اول ۱۶۲۰ کو ۳ سے تقسیم کیا پھر خارج قسمت ۵۴۰ کو ۴ سے تو ۱۳۵ خارج قسمت مطلوبہ حاصل ہوئی +

۳ | ۱۶۲۰
۴ | ۵۴۰
۱۳۵

نوٹ از طرف مترجم = جو طریق اول مین قاعدہ بیان ہوا ہے اُسکو آجکل کے محاسب تقسیم طولانی کہتے ہین اسکے ذریعہ سے تمام قسم کے سوالات خواہ کتنے ہی چھوٹے بڑے کیون نہون حل ہو سکتے ہین لیکن جن حالتون مین مقسوم علیہ ۱۲ سے کم ہو یا ٹکڑے کئے گئے ہین ان حالتون مین باقی عمل زبانی کرلیتے ہین اور صرف خارج قسمت لکھدیا کرتے ہین چنانچہ مثال مذکورہ بالا کو صرف اس طرح ۱۲) ۱۶۲۰ ۱۳۵ حل کرینگے اس طریق کو تقسیم مختصر کہتے ہین +

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۴)

تقسیم کرو۔

(۱) ۲۵۷۴۳۷۸۴۶۸ کو ۹۶ سے (۲) ۲۳۴۵۶۸۰۷ کو ۸۷ سے
(۳) ۰۶۸۵۴۰۴۰ کو ۱۳ سے (۴) ۶۷۷۴۲۲۸ کو ۱۸ سے (۵)
۹۵۰۳۸۶۴۷۱ کو ۲۷ سے (۶) ۱۵۰۴۰۱۱۱۷۵ کو ۱۵۸۳ سے (۷)

۹۶۷۱۵۷۱۵۷۱۴۸۳۷ کو ۹۰۰۰۹ سے (۸) ۷۴۲۸۹۲۶۷۴۱۵۲۹۳ کو
۸۴۹۶۴ سے (۹) ۳۹۶۸۹۰۵۳۱۴۲۰ کو ۶۸۷۶۳۷۹۴۳ سے
(۱۰) ۳۸۶۷۵۴۳۸۷۶۵ کو ۷۸۶۷۴۳ سے +

ٹکڑون سے تقسیم کرو۔

(۱۱) ۲۰۳۵۳۴۱۹۱ کو ۷۲ سے (۱۲) ۵۴۳۴۷۹۸۷۶۵ کو ۵۵ سے
(۱۳) ۳۵۴۳۸۷۶ کو ۱۱۴ سے (۱۴) ۳۵۹۸۷۶۵۴۳ کو ۶۹۳ سے
(۱۵) ۴۳۷۹۸۷۶۵ کو ۲۵۸۴ سے +

سادہ کرو۔

(۱۶) ۳۲۵ + ۴۲۰ ÷ ۵۲۵ × ۶۰۵ − ۲۱۲ ÷ ۵۳ (۱۷) ۳۸۷۵۲۵
۵۸۷۶۸۷ ÷ ۵ − ۸۷۶۵ + ۹۸۶۳۱۲ + ۳۲۵ کو (۱۸) ۷۶۵۴۳
÷ ۶۵۰۰۳۲۱ − ۹۰۵۹۰ × ۷۶۵ ÷ ۵۱ + ۳۸۷۵ کو (۱۹) ۳۴۷۵ −
۶۵۲ + ۶۵۴۳ × ۷۸۷ + ۴۰۱۵۵۳۰۲۲۴۸۳۰۵۲۷۸۸۵۴۱۳۲
÷ ۷۰۰۸۰۹۰۵۰۳۲۱ کو (۲۰) ۴۴۴۸۸۶۹۹۹۶۲۰۰۵۹۲ ÷
۴۷۳۱۲۴ − ۵۶۸۷۶۵ + ۵۵۵ کو۔

(۲۱) ۵۰ روپیہ ۴ آنہ ۶ پائی کے پیسے بناؤ۔
(۲۲) سیتارام اور رادھاکرشن کی عمرین ملکر ۸۰ برس کی ہین ۱۰ برس ہوئے سیتارام کی عمر رادھاکرشن کی عمر سے دونی تھی تو ہرایک کی عمر اب کیا ہے؟
(۲۲) ایک کتاب مین ۳۲۰ صفحہ ہین اور ہر صفحہ مین ۳۶ سطرین ہین اور ہر سطر مین ۴۲ حروف ہین تو ۲۴۰ کتابون مین کتنے حروف ہونگے۔

(۲۴) لاہور اور میرٹھ کا فاصلہ ۲۸۰ میل ہے ایک ہی وقت مین لاہور اور میرٹھ سے گاڑیان میرٹھ و لاہور کو روانہ ہوئین اگر ایک گاڑی کی رفتار ۲۰ میل فی گھنٹہ اور دوسری کی ۲۵ میل فی گھنٹہ ہو تو دونون گاڑیان چلنے کے وقت سے کتنے گھنٹے بعد آپس مین ملین گی ؟

(۲۵) ایک شخص نے اپنا خرچ ۶ ماہ تک ۷۰۰ روپیہ ماہواری رکھا لیکن بعد کے اسکو معلوم ہوا کہ اسکا خرچ آمدنی سے زیادہ ہوگیا ہے اس لئے اس نے بجائے ۷۰۰ کے ۵۰۰ روپیہ ماہواری خرچ کرنا شروع کیا اور چار ماہ مین اس کا گھاٹا پورا ہوگیا تو اسکی ماہواری آمدنی کیا تھی ؟

(۲۶) ۱۷۱۵۰ پائیون کے آنے و روپیہ بناؤ +

वर्ग　مربع

اگر کسی عدد کو اُسی عدد مین ضرب دین تو حاصلضرب عدد مذکور کا مربع (ورگ　　) کہلاویگا۔ یا اُس عدد کی دوسری قوت کہین گے اسکو (عدد) اس طرح ظاہر کرتے ہین۔

مربع دریافت کرنیکا طریق اول = سب سے آخری عدد کا مربع کرو حاصلضرب کی اکائی کو آخری عدد کے درجہ پر رکھو پھر آخری عدد کو دوچند کر کے باقی ہندسون سے ضرب دیکر حاصل ضرب کی اکائی کو عدد مذکور کی جسکا مربع کرنا منظور ہے اکائی کے درجہ پر رکھو اب آخری عدد کو مٹا ڈالو اور باقی بچے ہندسون کو ایک درجہ سیدھی طرف بڑھا کر رکھو اور پھر عمل مذکورہ بالا شروع کر کے آخری عدد کو مٹا ڈالو یہی

…ں حتیٰ کہ تمام اعداد ختم ہون کئے جاؤ کل اعداد کی حاصل جمع مربع مطلوبہ ہوگی +
…ثال۔ ہے متر! اگر تو مربع کرنے کے قاعدہ سے واقف ہے تو ۹ و ۱۴
…۹، ۷ و ۵ ۰ ۰ ۰ ۱ کے علیحدہ علیحدہ مربع دریافت کر۔

…ل = ۹ کا مربع = ۹ × ۹ = ۸۱

۱۴ کا مربع معلوم کرنے کے لئے اول ایک عدد آخری کا مربع ایک دریافت کیا
…ر دہائی کے درجہ پر رکھا پھر ایک کے دونے ۲ سے ۴ کو ضرب دیا

۱۴
۱
۸
۱۶
۱۹۶

…ور حاصل ضرب ۸ کو اکائی کے درجہ پر رکھا اب آخری عدد
…یک کو مٹا ڈالا اور چار کو ایک درجہ سیدھی طرف بڑھا کر رکھا
…پھر اسکا مربع ۱۶ اکی اکائی ۴ کی اکائی کے درجہ پر رکھی یعنی ایک عدد سیدھی طرف
…بڑھا کر اب چونکہ آگے کوئی عدد نہیں ہے اس لئے کل کو جمع کر دیا تو حاصل جمع
۱۹۶ مربع عدد مذکور کا دریافت ہوگئی +

۲۹۷ کا مربع کرنا ہے تو اول ۲ کا مربع ۴ کر کے سیکڑہ کے درجہ پر رکھا پھر ۲ کے
…دگنے چار سے باقی بچے ہندسون ۹۷ کو
…ضرب دیکر حاصل ضرب ۳۸۸ کی اکائی کو
…اکائی کے درجہ پر رکھا اور آخری عدد کو چھوڑ کر باقی
…عدد ۹۷ کو ایک درجہ بڑھا کر لکھا پھر ۹ کے مربع
۸۱ کو جہان اب ۹ کی جگہہ اسی جگہہ یعنی جو پہلے عدد کی اکائی تھی لکھا اور ۹ کے
…دگنے ۱۸ و ۷ کی حاصل ضرب ۱۲۶ کو ایک درجہ سیدھی طرف بڑھا کر لکھا آخری
…عدد ۹ کو مٹا ڈالا اور ۷ کو ایک درجہ بڑھا کر لکھا اب ۷ کے مربع ۴۹ کو ایک درجہ

۲۹۷۰۰
۹۷۰
۷

۴
۳۸۸۰۰
۸۱۰
۱۲۶
۴۹
۸۸۲۰۹

بڑہا کر جمع کی تو ۸۸۲۰۹ حاصل جمع مربع مذکور دریافت ہوگئی +

۱۰۰۰۵ کا مربع کرنا مقصود ہے تو آخری عدد ۱ کا مربع کیا پھر ایک کے دونے دو سے ۵... کو ضرب کی پھر آخری عدد ایک کو مٹا ڈالا اور باقی اعداد کو ایک درجہ بڑہا کر رکھا اب آخری عدد صفر کا مربع کر کے نیچے رکھا اور صفر کا دونا کر کے ایک درجہ بڑہا کر رکھا علیٰ ہذا القیاس پھر آخری عدد ۵ کو مربع کر کے ۲۵ کو ایک درجہ بڑہا کر رکھا اور جمع کی تو مربع حاصل ہوگیا +

۱۰۰۰۵ : ۱
۲۵
۱۰۰۱۰۰۰۲۵

نوٹ از طرف مترجم - طریق مذکورہ بالا نہایت آسان ہے لیکن توجہ شرط ہے کیونکہ ذرا سی غلطی تمام عمل کو ناکارہ ثابت کر دیگی لیکن اسکے لئے ہم ایک کسوٹی بتلاتے ہیں اگر ذرا بھی غور کرینگے تو ہرگز غلطی نہ ہوگی - ہر مربع کی لائن سے ایک عدد چھوٹہ کر ہوتی ہے اور ہر حاصل ضرب میں ایک درجہ سیدہی طرف بڑہ جاتا ہے - یہ دو باتیں اگر خیال میں رکھی جاویں تو ناظرین خطا نہیں کھا سکیں گے +

مربع کرنے کا طریق دوم = جس عدد کا مربع کرنا منظور ہے اُسکے ایسے دو حصے کرو جنکی حاصل جمع عدد مذکور ہو پھر ان دونوں ہندسوں کی حاصل ضرب کے دونے میں دونوں ہندسوں کے مربعوں کو جمع کرو حاصل جمع مربع عدد مذکور کا ہوگا +

حل بموجب طریق دوم - ۹ کا مربع دریافت کرنا منظور ہے تو اُسکو دو حصوں ۴ و ۵ مین تقسیم کیا اور ۴ و کی حاصل ضرب کے دونے ۴۰ مین ۴ و ۵ کا مربع ۱۶ و ۲۵ جمع کیا تو ۱۶ + ۲۵ + ۴۰ = ۸۱ مربع عدد مذکور کا دریافت ہو گیا۔

اسی طرح دیگر اعداد کے مربع بھی دریافت ہو سکتے ہین +

طریق سوم = جس عدد کا مربع کرنا ہو اُس مین کسی عدد کو جمع کرو اور وہی عدد تفریق کرو حاصل جمع اور حاصل تفریق کی حاصل ضرب مین اُسی عدد کا مربع جمع کرو حاصل جمع مربع مطلوبہ ہوگا +

حل بموجب طریق مذکورہ بالا = ۱۴ کا مربع دریافت کرنے کے لئے ایک مرتبہ ۴ کو جمع کیا اور ایک دفعہ ۴ کو تفریق کر دیا اس لئے ۱۸ و ۱۰ کی حاصل ضرب ۱۸۰ و ۴ کا مربع ۱۶ کا مجموعہ ۱۹۶ مربع ۱۴ کا حاصل ہو گیا +

اسی طرح دیگر اعداد کے مربع بھی دریافت ہو سکتے ہین +

نوٹ از طرف مترجم = طریق سوم کے موافق عمل کرتے وقت ایسا عدد جمع یا تفریق کرنا واجب ہے جس سے حاصل جمع یا حاصل تفریق دونون مین سے کوئی ایک ایسا عدد بنجاوے جسکے آخر مین صفر ہون تاکہ ضرب کرنے مین سہولیت ہو +

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۴)

مربع دریافت کرو۔

(۱) ۵۶۶ (۲) ۹۹۹۹۹۹ (۳) ۲۹۸ (۴) ۵۰۰۵ (۵) ۳۸۷۶۴ (۶) ۷۵۹۶۷۸ (۷) ۵۴۳۷۶۵۴۳۲۱۵۳ (۸) ۷۶۶۸۷۵۴ (۹) ۳۳

(۱۰) ۹۵ (۱۱) ۱۹۹ (۱۲) ۳۰۵ (۱۳) ۷۵۶۷ (۱۴) ۳۹۶۰ (۱۵)
۳۰۰۰۸۵ (۱۶) ۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۶ (۱۷) ۵۰۹۵
(۱۸) ۴۸۷۶۶۵۵ (۱۹) ۱۲۳۴۹۸۷۷۶ (۲۰) ۷۳۴۵۱۲۳۴۸۷۶

جذرالمربع वर्गमूल (ورگ مول)

کسی عدد کا جذرالمربع وہ عدد ہے جسکو اگر اسی عدد مین ضرب کرین تو وہ عدد حاصل ہو مثلاً ۲ جذرالمربع ہے عدد ۴ کا کیونکہ ۲ کو اگر ۲ ہی مین ضرب کرین تو ۴ حاصل ہوجاتا ہے (مترجم)

قاعدہ۔ جس عدد کا جذرالمربع دریافت کرنا مقصود ہے اُسکی اکائی کے ہندسہ پر ایک صفر لگاؤ پھر ایک ہندسہ چھوڑ کر تیسرے ہندسہ پر دوسرا صفر لگاؤ اسی طرح چوتھا ہندسہ چھوڑ کر پانچوین پر علیٰ ہذا القیاس کل عدد کو دورون مین تقسیم کرو پھر دور آخر کو دیکھو کہ اس مین سے زیادہ سے زیادہ کس عدد کا مربع تفریق ہوسکتا ہے جس عدد کا زیادہ سے زیادہ مربع تفریق ہو سکے اسی عدد کو دور آخر کے صفر کے اوپر لکھو اور اس عدد کے مربع کو دور آخر سے تفریق کرو۔ جو باقی رہے اسکے دائین طرف دور دوم آخر کی طرف سے اضافہ کرو۔ اور جو عدد اوپر لکھا ہے اُسکے دوچند کو ایک لکیر کھینچکر اس باقی رہے عدد کے بائین طرف لکھو اور دیکھو کہ زیادہ سے زیادہ آخری عددون مین سے وہ دوچند کتنی مرتبہ تفریق ہوسکتا ہے جتنی مرتبہ تفریق ہو سکے اُسکو دوسرے دور کے صفر کے اوپر لکھو اور اس عدد دوچند کے دائین طرف بھی لکھو اب

اس عدد کی اور اسکی حاصل ضرب کو تفریق کرو پھر جو باقی رہے اُسپر دور سوم اضافہ کرکے یہ ہی عمل کرو۔ یہی عمل تمام دوران کے ختم ہونے تک کرتے ہو اوپر لکھے ہندسون کا عدد جذر المربع مطلوبہ ہوگا +

مثال = ۱۴ در جو پہلے ۹ و ۱۴۹ و ۱۹۷ و ۱۰۰۰۵ کا مربع کیا ہے ہے متر! اگر تیری سمجھ مین طریقہ ورگ کرم بخوبی آگیا ہے تو مربع شدہ اعداد کا جذر المربع دریافت کر۔

حل = کسی عدد کا جذر المربع ✓ اس طرح ظاہر کرتے ہین (مترجم)

۹ = ۸۱✓ و ۲ = ۴✓

۱۹۶ جو ۱۴ کا مربع ہے اسکا جذر المربع دریافت کرنے کے لئے ۶ و ایک کے اوپر صفر لگا کر دو دورون مین تقسیم کی۔ اب دور اول یعنی ۱ مین سے زیادہ سے زیادہ ایک کا مربع تفریق ہو سکتا ہے پس ایک کو اوپر صفر آخر کے رکھا اور دور دوم کو نیچے اُتار لیا پھر ایک کے دونے دو کو ایک لکیر بائین طرف کھینچکر رکھا اور معلوم کیا کہ ۹ مین سے ۲ زیادہ سے زیادہ کتنی دفعہ تفریق ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ ۴ دفعہ پس ۴ کو اوپر ۶ کے صفر کے اور ۲ کے دائین طرف لکھا اور ضرب کی تو ۲۴ × ۴ = ۹۶ کچھہ باقی نہ رہا پس ۱۴ جذر المربع عدد ۱۹۲ کا دریافت ہوگیا +

	۱ ۴
	۱ ۹ ۶
	۱
۲۴	۹۶
	۹۶
	×

۹ و ۸۸۲۰۹ و ۲۵ و ۱۰۰۱۰۰ کا جذر المربع ۱۰۰۰۵ و ۲۹۷ اسی طرح دریافت ہو سکتا ہے +

— + —

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۵) الف

جذر المربع دریافت کرو۔

(۱) ۶۵۶۱ (۲) ۲۹۵۰۶۶۲۴ (۳) ۵۳۴۵۳۴۴ (۴) ۲۴۲۹۵۳۶۴۸۱۱ [۲۸]

(۵) ۵۷۷۱۱۰۶۶۳۶۸۴ (۶) ۲۱۸۸۶۴۹۰۸۹ (۷) ۲۵۰۰۵۰۰۰۲۵

(۸) ۹۹۹۹۹۸۰۰۰۰۰۱ (۹) ۵۷۷۴۴۰۹ (۱۰)

۱۲۰۸۸۸۶۸۳۷۹۰۲۵ (۱۱) ۴۱۶۰۵۸۰۰۶۲۵۰۰ (۱۲)

۱۵۲۴۰۶۹۵۰۵۹۳۰۴۱ ✦

مکعب घन (گھن)

اگر کسی عدد کو اُسی عدد مین ضرب دیکر حاصل ضرب کو پھر اُسی عدد مین ضرب کرین تو حاصل ضرب اُس عدد کا مکعب (घन گھن) کہلاویگا۔ یا کسی عدد کا مکعب اُس عدد کی اور اُسکے مربع کی حاصل ضرب کا نام ہے اسی کو تیسری قوت بھی کہتے ہین ✦

مکعب معلوم کرنے کا طریق اول = جس عدد کا مکعب معلوم کرنا ہو اول اُسکے آخری عدد کا مکعب کرکے علیحدہ لکھو پھر آخر عدد کے مربع کو آخر سے اول عدد مین ضرب دیکر حاصل ضرب کے تگنے کو عدد آخر کے مکعب کے نیچے ایک درجہ سیدھی طرف بڑھا کر لکھو پھر عدد آخر سے اول کے مربع کو عدد آخر مین ضرب دیکر حاصل ضرب کے تگنے کو دونون اعداد مذکورہ بالا کے نیچے

ایک درجہ سیدھی طرف بڑھا کر لکھو پھر آخر سے پہلے عدد کا مکعب ان تینون اعداد کے نیچے ایک درجہ داہین طرف بڑھا کر لکھو چارون اعداد کی حاصل جمع مکعب دو نون اعداد آخر کا ہوگا۔ اگر دو سے زیادہ عدد ہون تو اُن دو نون اعداد کو ایک عدد تصور کر کے پھر یہی عمل کرو جب تین اعداد کا مکعب معلوم ہو جاوے تو اِن آخری عددونکو ایک عدد مانکر عمل کرو تو چوتھے عدد تک کا مکعب دریافت ہو جاویگا۔ علیٰ ہذا القیاس +

مثال = ہے سکھے! اگر تیری بدھی مکعب دریافت کرنے مین چتر ہے تو ۹ و ۳ کے مکعب کا مکعب و ۵ کے مکعب کا مکعب دریافت کر۔

حل = ۹ کا مکعب دریافت کرنا ہے تو بس (۹) ۳ = ۹×۹×۹ = ۸۱ ×۹ = ۷۲۹

چونکہ ۳ کا مکعب ۲۷ ہوتا ہے اسلیئے ۲۷ کا مکعب دریافت کرنا واجب ہے ۲۷ کا مکعب دریافت کرنے کے لیئے اول آخری عدد ۲ کا مکعب ۸ دریافت کیا پھر ۲ کے مربع کو ۷ سے ضرب دیکر ۳ گنا کر کے ایک درجہ بڑھا کر ۸ نیچے ۸۴ رکھا پھر ۷ کے مربع ۴۹ کو ۲ مین ضرب دیکر تگنا کر کے ایک درجہ بڑھا کر ۲۹۴ کو رکھا پھر ۷ کا مکعب ۳۴۳ ایک درجہ بڑھا کر لکھا تو حاصل جمع ۱۹۶۸۳ مکعب ۲۷ کا دریافت ہو گئی +

```
   ۸
   ۸۴
  ۲۹۴
   ۳۴۳
 ۱۹۶۸۳
```

اسی طرح ۵ کا مکعب ۱۲۵ ہوتا ہے اسکا مکعب دریافت کرنے کے لئے اول آخری عدد ۱ کا مکعب ۱ کیا پھر ایک کے مربع کو ۲ سے ضرب دیکر تگنا کر کے ایک درجہ بڑھا کر لکھا پھر ۲ کا مربع کر کے

```
 ۱
 ۶
 ۱۲
   ۸
 ۱۷۲۸
```

ایک مین ضرب دیکر ۳ گنا کر کے ایک درجہ بڑھا کر لکھا پھر دو کا مکعب ۸ ایک درجہ
بڑھا کر لکھا اور کل کو جمع کر دیا تو ۱۷۲۸ مکعب ۱۲ کا دریافت ہوگیا +
پھر ۱۲ کو ایک عدد تصور کر کے یہ ہی عمل شروع کیا ۱۲ کا مکعب ۱۷۲۸
ایک جگہہ رکھا پھر ۱۲ کے مربع ۱۴۴ کو ۵ مین ضرب دیکر ۷۲۰ کو تگنا کر کے
ایک درجہ بڑھا کر لکھا پھر ۵ کے مربع ۲۵ کو
۱۲ مین ضرب دیکر تگنا کیا اور ایک درجہ
بڑھا کر ۹۰۰ لکھے پھر ۵ کے مکعب ۱۲۵ کو
ایک درجہ بڑھا کر لکھا تو حاصل جمع ۱۹۵۳۱۲۵ مکعب ۱۲۵ کا دریافت
ہوگیا +

```
۱۷۲۸
 ۲۱۶۰
   ۹۰۰
    ۱۲۵
-------
۱۹۵۳۱۲۵
```

طریق دوم = جس عدد کا مکعب کرنا مقصود ہے اسکے دو حصے کرو جنکی
حاصل جمع عدد مذکور ہو پھر دونون ٹکڑون کی حاصل ضرب کو اس عدد مین ضرب
دیکر ۳ گنا کرو اس حاصل ضرب مین دونون ٹکڑون کے مکعب جمع کرنے سے
حاصل جمع مکعب مطلوبہ ہوگی +

حل بموجب طریق دوم - ۹ کا مکعب کرنا منظور ہے تو ۹ کے دو حصے کیئے ۴ و ۵
پس $(۹)^۳ = ۴ \times ۵ \times ۹ \times ۳ + (۴)^۳ + (۵)^۳ = ۵۴۰ + ۶۴$
$+ ۱۲۵ = ۷۲۹$ مکعب ۹ کا دریافت ہوگیا -

۲۷ کا مکعب دریافت کرنے کے لئے ۲۰ و ۷ دو ٹکڑے کیئے -

$(۲۷)^۳ = ۱۹۶۸۳$

$۲۰ \times ۷ \times ۲۷ \times ۳ = ۱۱۳۴۰$
$(۲۰)^۳ = ۸۰۰۰$
$(۷)^۳ = ۳۴۳$
۱۹۶۸۳

طریق سوم = اگر اتفاقیہ جس عدد کا مکعب معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ ایسا ہو جس کا کہ مربع ایک صحیح عدد ہو تو اسکا جذر المربع معلوم کرکے جذر المربع کو مکعب کرکے مربع کر دو تو مکعب عدد مذکور کا ہو گا۔

مثال = ۹ کا مکعب معلوم کرنا ہے تو ۹ کا جذر المربع ۳ معلوم کیا پھر ۳ کا مکعب ۲۷ کا مربع ۷۲۹ مکعب ۹ کا دریافت ہو گیا۔

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۵)

مکعب دریافت کرو۔

(۱) ۱۴ (۲) ۲۵ (۳) ۶۴ (۴) ۱۰۵ (۵) ۴۳ (۶) ۸۸ (۷) ۷۲۰ (۸) ۵۵۲ (۹) ۵۷۶ (۱۰) ۶۵۶ (۱۱) ۳۶۱ (۱۲) ۲۰۰۰۰۳ (۱۳) ۲۵۶ (۱۴) ۴۱۱۵ (۱۵) ۶۷۸ (۱۶) ۳۵ (۱۷) ۴۰۵ (۱۸) ۵۱۲ (۱۹) ۶۱۴ (۲۰) ۹۰۰ (۲۱) ۵۰۰۳ (۲۲) ۴۸۵ (۲۳) ۲۵۰ (۲۴) ۵۱۳ (۲۵) ۹۴۳ +

घनमूल　جذر المکعب

کسی عدد کا جذر المکعب وہ عدد ہے جسکو اگر اُسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو پھر اُسی عدد میں ضرب دیں تو وہی عدد حاصل ہو جاوے جسکا وہ جذر المکعب تھا

قاعدہ = جس عدد کا جذر المکعب معلوم کرنا ہو اُسکے اول ہندسہ پر صفر کا نشان کرو پھر دو ہندسوں کو چھوڑ کر تیسرے پر صفر کا نشان کرو اسی طرح عدد

مذکورہ کو دورہ مکعب مین تقسیم کرو آخر دور مین سے جس سب سے بڑے عدد کا
مکعب تفریق ہو سکتا ہو تفریق کرو اور اس عدد کو آخر صفر کے
اوپر لکھو باقی بچے ہندسون پر اگلا دورہ سیدہی طرف اضافہ کرو پھر اس عدد
کے بائین طرف ایک کھڑی لکیر کھینچو - مکعب جس عدد کا تفریق کیا گیا ہے
اسکے مربع کو ۳ گنا کرو اور دیکھو کہ آخری ہندسون مین زیادہ سے زیادہ وہ
عدد کتنی دفعہ تفریق ہو سکتا ہے جو خارج قسمت زیادہ سے زیادہ ہو اُسکو
دوسرے دور کے صفر کے اوپر لکھو پھر اس عدد کے مربع کے ۳ گنے کو
عدد خارج قسمت مین ضرب کرو اور اس لکیر کے بائین طرف لکھو پھر اُس
عدد خارج قسمت کے مربع کو پہلے عدد جسکا مکعب تفریق کیا گیا ہے ضرب
دیکر ۳ گنا کرو اور پہلی حاصل ضرب جو لکیر کے بائین طرف لکھی ہے اس کے
نیچے ایک درجہ دائین طرف بڑہا کر لکھو پھر اُس عدد کا مکعب جو دوسرے دور کے
اوپر ہندسہ ہے ان دونون اعداد کے نیچے ایک درجہ دائین طرف بڑہا کر
لکھو ان تینون اعداد کی جمع کو کل بنے ہوئے عدد مین سے تفریق کرو جو باقی رہے
اُسپر دور سوم اضافہ کر کے یہ ہی عمل کرو یہی عمل حتی کہ تمام ہندسہ ختم ہو جاوین
کرتے چلے جاؤ اوپر لکھا ہوا عدد جذر المکعب مطلوبہ ہوگا ٭

مثال = جن اعداد کا مکعب دریافت کیا ہے اُن مکعبون کا جذر المکعب دریافت کرو-

حل = ۱۹۶۸۳ کا جذر المکعب دریافت کرنے کے لیئے صفر لگا کر دو دو دورون مین تقسیم کیا اب ۱۹ مین

۲ ۷
۱۹۶۸۳
۸

۷ × ۳ × ۲(۲) = ۸۴ | ۱۱۶۸۳
۳ × ۲ × ۲(۷) = ۲۹۴
۳(۷) = ۳۴۳ | ۱۱۶۸۳
۱۱۶۸۳
×

زیادہ سے زیادہ ۲ کا مکعب تفریق تفریق ہو سکتا ہے پس ۲ کا مکعب ۸ تفریق کیا تو ۱۱ باقی رہے ۱۱ پر دائین طرف ۳ ۸ ۶ دور دوم کا اضافہ کیا پھر ۲ کے مربع ۴ کے ۳ گنے ۱۲ سے دیکھا کہ زیادہ سے زیادہ کتنی دفعہ ۱۱۶ مین سے تفریق ہو سکتا ہے اگرچہ ۹ دفعہ تفریق ہو سکتا ہے لیکن آخری تفریق نہین ہو سکیگی اس لئے ۷ دفعہ تفریق ہونا رکھکر ۲ کے مربع ۴ × ۳ × ۷ کی حاصل ضرب ۸۴ کو ایک طرف رکھا اور ۷ کے مربع ۴۹ کو ۲ مین ضرب دیکر ۳ گنا کر کے ایک عدد بڑھا کر رکھا ان کے نیچے ۷ کا مکعب ۳۴۳ ایک عدد بڑھا کر لکھا اور جمع کر کے تفریق کی تو کچھ باقی نہ رہا پس ۲۷ جذر المکعب مطلوبہ دریافت ہو گیا

۱۹۵۳۱۲۵ کا جذر المکعب دریافت کرنے کے لئے یہ عمل کیا :-

```
          ۱    ۲    ۵
          ۱ ۹ ۵ ۳ ۱ ۲ ۵
          ۱
   ۶      | ۹ ۵ ۳
  ۱۲      |
   ۸      | ۷ ۲ ۸        =۱۲۵      پس ۱۹۵۳۱۲۵ \ ۳
 ۷۲۸      |
            ۲۲۵۱۲۵
                              جواب مطلوب
۵×۳×۲(۱۲) = ۲۱۶۰
۳×۱۲×۲(۵) =  ۹۰۰
   ۳(۵) =    ۱۲۵
     ۲۲۵۱۲۵ | ۲۲۵۱۲۵
```

×

سوالات مشقی از طرف مترجم (نمبری ۶)

جذر المکعب دریافت کرو۔

(۱) ۱۹۱۱۰۳۹۷۶ (۲) ۲۲۳۷۴۴۸۹۶ (۳) ۲۰۱۲۳۶۴۸
(۴) ۲۸۸۳۶۹ (۵) ۱۷۱۷۳۵۱۲ (۶) ۴۸۲۲۸۵۴۴ (۷)
۹۶۶۳۵۹۷ (۸) ۶۷۳۴۷۳۰۹۷۱۲۵ (۹) ۲۷۰۴۵۰۳۶۰۰۸
(۱۰) ۸۴۳۹۰۸۶۲۵ (۱۱) ۹۷۱۸۱۴۲۱۰۴ (۱۲) ۶۸۴۱۷۹۲۹

(۱۳) کچھ کٹورے ۴۷ روپیہ ۴ر ۳ پائی کو خریدے ان مین ہر ایک کٹورے کی قیمت اتنے پیسے تھی جتنے کہ کٹورے تھے تو کٹورون کی تعداد دریافت کرو۔

(۱۴) ایک آدمی نے ایک من ۲۸ سیر ایک چھٹانک غلہ کچھ غریبون کو اس طرح پر تقسیم کیا کہ جتنے غریب تھے اُتنی ہی چھٹانک ہر ایک کو دیا تو محتاجون کی تعداد بتلاؤ؟

(۱۵) ایک ٹوکرے مین ۱۴۸۱ لڈو رکھے تھے ۱۶ بندر آئے اور ان مین سے ہر ایک اتنے لڈو اُٹھا لیگیا جتنے بندر تھے پھر دوسرے مرتبہ ایک اور گروہ بندرون کا آیا اور باقی لڈوؤن کو بھی اسی طرح اُٹھالے گیا تو کتنے بندر دوسری مرتبہ آئے؟

(۱۶) اگر ۹۴۳۵ کے مربع مین ۵ کی تیسری قوت جمع کرین تو حاصل جمع کیا ہوگی +

(۱۷) سادہ کرو (۳۰۱) ۲ - (۴۵) ۳

۱۸ = ۱۶۳۶۱ کے جذر المربع کے دوگنے کا مکعب دریافت کرو؟

۱۹ = ۴ روپیہ ۶ر کا مکعب روپیہ آنوں میں بتلاؤ؟

۲۰ = ایک روپیہ ۹ر کے مکعب کا جذر المربع دریافت کرو؟

اصطلاحات (مترجم)

واحد کے ایک حصہ یا کئی حصّوں کو کسر کہتے ہیں کسر دو عددوں سے اس طرح بیان ہوتی ہے کہ ایک عدد اوپر ہوتا ہے اور دوسرا عدد اُسکے نیچے اور ان دونوں عددوں کے بیچ میں ایک آڑی چھوٹی لکیر ہوتی ہے نیچے کے عدد کو نسب نما کہتے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واحد کے کتنے برابر حصے کئے ہیں اور اوپر کے عدد کو شمار کنندہ کہتے ہیں اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واحد کے کتنے حصے اِن حصوں میں سے کسر بنانے کے واسطے کام میں لائے گئے ہیں۔

کسور عام کی چھہ قسمیں ہیں

۱ = کسر واجب وہ ہے جسکا شمار کنندہ نسب نما سے چھوٹا ہو مثلاً $\frac{8}{11}$ و $\frac{6}{7}$ و $\frac{3}{4}$ وغیرہ

۲ = کسر غیر واجب وہ ہے جسکا نسب نما شمار کنندہ سے چھوٹا ہو مثلاً $\frac{12}{11}$ و $\frac{9}{8}$ و [illegible] وغیرہ۔

۳ = کسر مفرد = وہ ہے جسکے شمار کنندہ و نسب نما دونوں پورے عدد ہوں مثلاً $\frac{1}{11}$ و $\frac{8}{9}$ و [illegible] و [illegible] وغیرہ۔

۴ = کسر مرکب وہ ہے جس میں کسر کے ساتھ کوئی صحیح عدد بھی شامل ہو اُس کو عدد مخلوط بھی کہتے ہیں مثلاً ۲ [illegible] و ۴ [illegible] وغیرہ۔

۵ = کسر مضاف وہ ہے جس میں کسر کی کسر ہو مثلاً [illegible] کا [illegible] کا $\frac{6}{8}$ یا [illegible] کا [illegible] کا $\frac{8}{9}$ وغیرہ

۶ = کسر ملتف = وہ ہے جسکے شمار کنندہ یا نسب نما یا دونوں میں کسر ہو خواہ وہ کسر مرقومہ بالا کسروں میں کسی قسم کی کیوں نہو مثلاً ... یا ... یا ۳ ... یا ... یا ... وغیرہ

کسور عام भिन्न परिकर्माष्टक (بھن پری کرمشٹک)

کسروں کے نسب نما یکساں کرنیکا طریق भागजाति (بھاگ جاتی)

جن کسروں کو یکساں کرنا مطلوب ہے اُن کے نسب نماؤں کا ذو اضعاف اقل[۵] مشترک دریافت کرو اور اُس ذو اضعاف اقل سے شمار کنندہ و نسب نما دونوں کو

۵ نوٹ از طرف مترجم = دو یا زیادہ عددوں کا ذو اضعاف اقل مشترک وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں وہ تمام اعداد پوری دفعہ علیحدہ علیحدہ شامل ہوں مثلاً ۶ و ۳ و ۱۲ و ۲ و ۱۸ و ۴ و ۹ و ۲۷ کا ذو اضعاف اقل مشترک ۲۷ ہے یعنی ۲۷ کو اگر ان تمام اعداد سے تقسیم کریں تو ہر حالت میں ایک پورا عدد خارج قسمت ہوگی۔

قاعدہ = دو یا زیادہ اعداد کا ذو اضعاف اقل مشترک ان عددوں کی حاصل ضرب تقسیم شدہ ابزا مشترکہ ہوتی ہے یعنی کل اعداد کو ایک جگہ رکھکر ہر دفعہ کسی ایسے عدد چھوٹے سے چھوٹے سے تقسیم کرو جو کم سے کم دو عددوں میں شامل ہو ایسا کرتے جو خارج قسمتیں حاصل ہوں انکو اور ان تمام اجزا کو ضرب کرو تو حاصل ضرب ذو اضعاف اقل مشترکہ ہوگا۔

مثال = ۳۶ و ۱۲ و ۴۲ و ۸ کا ذو اضعاف اقل دریافت کرو۔

ضرب کرو اصلی نسب نما سے جس ذو اضعاف اقل کو شمار کنندہ میں ضرب کیا ہے
تقسیم کرو تو ہر کسر کا نسب نما یہی ذو اضعاف اقل رہ جاویگا۔

مثال = ۳ و $\frac{۱}{۵}$ و $\frac{۱}{۳}$ کو یکساں کرو۔

حل = ۵ و ۳ نسب نماؤں کا ذو اضعاف اقل ۱۵ ہے پس

$$۳ = \frac{۱۵ \times ۳}{۱۵ \times ۱} = \frac{۴۵}{۱۵}$$

$$\frac{۱}{۵} = \frac{۱۵ \times ۱}{۱۵ \times ۵} = \frac{۳}{۱۵}$$

$$\frac{۱}{۳} = \frac{۱۵}{۱۵} \times \frac{۱}{۳} = \frac{۵}{۱۵}$$

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴ = حل = سب سے چھوٹا عدد جو ان تمام عددوں ۲ کم سے دو میں شامل ہے
۲ ہے پس ۲ سے تقسیم کی پھر اسی طرح ۲ سے تقسیم کی
پھر اسی طرح دو سے تقسیم کی لیکن جو عدد تقسیم نہیں
ہو سکتے اُن کو ویسا ہی رہنے دیا پھر تین ۳ سے تقسیم
کرنے پر خارج قسمتیں ۳ و ۱ و ۱ و ۱ حاصل ہوئیں اب کوئی عدد ایسا نہیں ہے جس سے
آگے تقسیم کر سکیں لہٰذا جواب مطلوبہ ۳ × ۱ × ۱ × ۱ × ۳ × ۲ × ۲ × ۲ = ۷۲
ہوا۔

۲	۸ و ۲۴ و ۱۲ و ۳۶
۲	۴ و ۱۲ و ۶ و ۱۸
۲	۲ و ۶ و ۳ و ۹
۳	۱ و ۳ و ۳ و ۹
	۱ و ۱ و ۱ و ۳

اسی طرح ۵ و ۲۵ و ۵۵ و ۳۳ کا ذو اضعاف اقل = ۳ × ۱ × ۵ × ۱ × ۱۱ × ۵
= ۸۲۵ ہوا گویا قاعدہ لیلاوتی نے
خاص طور پر ذکر نہیں کیا لیکن فقط
(اجزائے مشترکہ کا نکالنا) ظاہر کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ ضرور کسی طرح پر معلوم تھا۔ اس کی
جھلک تمام لیلاوتی کے اندر کم و بیش پائی جاتی ہے۔

۵	۵ و ۲۵ و ۵۵ و ۳۳
۱۱	۱ و ۵ و ۱۱ و ۳۳
	۱ و ۵ و ۱ و ۳

ایسا کرنے سے جس کسر کا شمار کنندہ بڑا ہو وہ ہی کسر بڑی شمار کیجاتی ہے مثلاً مثال مقدم بالا میں $\frac{45}{15}$ کا شمار کنندہ بڑا ہونے سے ۳ سب سے بڑی کسر ہے اس سے دوسرے درجہ پر $\frac{1}{3}$ و تیسرے درجہ پر $\frac{1}{5}$ ہے۔

مثال دوم = $\frac{1}{14}$ و $\frac{1}{63}$ کے نسب نماؤں کو یکساں کرو۔

$$\begin{array}{r|l} 7 & 63 \text{ و } 14 \\ \hline & 9 \text{ و } 2 \end{array}$$

حل = ذواضعاف اقل = $9 \times 2 \times 7 = 126$

پس $\frac{1}{14} = \frac{126 \times 1}{14 \times 126} = \frac{9}{126}$

$\frac{1}{63} = \frac{126 \times 1}{126 \times 63} = \frac{2}{126}$

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۷

نسب نما یکساں کرو۔

۱ = $\frac{3}{10}$ و $\frac{4}{25}$ و $\frac{8}{15}$ ۲ = $\frac{7}{16}$ و $\frac{11}{18}$ و $\frac{17}{24}$ و $\frac{19}{36}$ و $\frac{25}{48}$

۳ = $\frac{3}{5}$ و $\frac{8}{9}$ و $\frac{7}{10}$ ۴ = $\frac{5}{12}$ و $\frac{3}{16}$ و $\frac{10}{21}$ و $\frac{31}{90}$ ۵ = $\frac{1}{6}$ و $\frac{5}{9}$ و $\frac{3}{21}$

۶ = $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{9}$ و $\frac{3}{17}$ و $\frac{29}{38}$ و $\frac{33}{43}$

سب سے بڑی کسر دریافت کرو۔

۷ = $\frac{51}{76}$ و $\frac{113}{152}$ و $\frac{1}{38}$ و $\frac{401}{448}$ و $\frac{700}{748}$ ۸ = $\frac{9}{20}$ و $\frac{7}{14}$ و $\frac{17}{60}$ و $\frac{11}{48}$

۹ = $\frac{15}{24}$ و $3\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{7}$ و $9\frac{2}{5}$ ۱۰ = $\frac{11}{12}$ و $\frac{29}{30}$ و $\frac{17}{18}$ و $\frac{7}{16}$ و $\frac{47}{48}$

کسر مضاف

प्रभागजाति (پربھاگ جاتی)

قاعدہ ۱۵ = کسر مضاف کو سادہ کرنے کے لئے شمار کنندوں و نسب نماؤں کو

علیحدہ علیحدہ ضرب کرو۔ حاصل ضربیں علیحدہ علیحدہ شمار کنندہ و نسب نما ہونگی +

مثال = اگر کسی کنجوس نے کسی فقیر کو ایک دام کے $\frac{1}{2}$ کا $\frac{2}{3}$ کا $\frac{3}{4}$ کا $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{16}$ کا $\frac{1}{4}$ دیا تو ہے عزیز! اگر تو کسر مضاف کے طریقے سے واقف ہے تو دریافت کر کہ اس فقیر نے اس کنجوس سے کیا حاصل کیا +

حل = $\frac{1}{1}$ کا $\frac{1}{2}$ کا $\frac{2}{3}$ کا $\frac{3}{4}$ کا $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{16}$ کا $\frac{1}{4}$ = $\frac{1}{1280}$ دام = ایک کوڑی

ضرب کرتے وقت اجزاء مشترکہ کو ضرب میں آسانی ہونے کی وجہ سے دونوں طرف سے اُڑا دیا کرتے ہیں جیسا کہ مثال مذکورہ بالا میں ۲ و ۳ کو اُڑا دیا گیا ہے (مترجم)

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۸

سادہ کرو۔

۱ = $\frac{3}{5}$ کا $\frac{5}{12}$ کا $\frac{4}{7}$ کا $\frac{14}{15}$ ۲ = $\frac{91}{92}$ کا $1\frac{10}{13}$ کا $\frac{24}{35}$ کا $\frac{2}{47}$

۳ = $\frac{6}{8}$ کا $\frac{24}{25}$ کا $7\frac{2}{7}$ کا $\frac{11}{17}$ کا $\frac{1}{9}$ کا $\frac{25}{13}$ کا $\frac{39}{100}$

۴ = $\frac{8}{9}$ کا $\frac{3}{4}$ کا $\frac{5}{6}$ کا $\frac{17}{5}$ کا $\frac{8}{119}$ کا $\frac{11}{15}$ کا $\frac{36}{37}$

۶ = $\frac{5}{4}$ کا $\frac{114}{136}$ کا $\frac{88}{133}$ کا $\frac{119}{55}$ کا $\frac{12}{18}$ کا $\frac{9}{26}$

भागानुबंधुभागापवाह — بھاگانوبندہ بھاگاپواہ

کسر میں صحیح عدد جمع کرنا یا صحیح عدد میں سے کسر تفریق کرنے کا طریق۔ صحیح عدد کو نسب نما میں ضرب دیکر شمار کنندہ جمع کرو حاصل جمع کو شمار کنندہ اور نسب نما جو پہلے تھا وہی رکھو۔ اگر صحیح عدد سے کسر کا تفریق کرنا مقصود ہے تو نسب نما کو صحیح عدد

سے ضرب کرکے شمار کنندہ تفریق کرو یہ شمار کنندہ حاصل تفریق کا شمار کنندہ ہوگا اور نسب نما جو پہلے تھا وہ ہی رہے گا ✣

مثال = ۲ میں $\frac{1}{4}$ جمع کرو اور ۳ میں سے $\frac{1}{4}$ تفریق کرو۔

حل = $2 + \frac{1}{4} = 2\frac{1}{4} = \frac{2 \times 4 + 1}{4} = \frac{9}{4}$

$3 - \frac{1}{4} = \frac{3 \times 4 - 1}{4} = \frac{12 - 1}{4} = \frac{11}{4}$

اگر کسی سوال میں دیئے ہوئے عدد کا کوئی حصہ جمع یا تفریق کیا گیا ہو اور حاصل جمع یا حاصل تفریق میں حاصل جمع یا حاصل تفریق کا کوئی حصہ جمع یا تفریق کیا گیا ہو اور پھر جو حاصل جمع یا حاصل تفریق آئی ہو اُسکے ساتھ یہ ہی عمل کیا گیا ہو علیٰ ہٰذالقیاس اس کو سادہ کرنے کا طریق۔

عدد اول کو اوپر لکھکر باقی تمام حصہ جات کو لگاتار اوپر نیچے لکھتے جاؤ۔ آخری حصہ کے نسب نما کو عدد اول کے نسب نما میں ضرب کرو حاصل ضرب کو نسب نما قرار دو اور آخری حصہ اگر جمع کیا گیا ہے تو نسب نما کو شمار کنندہ میں جمع کرکے عدد اول کے شمار کنندہ سے ضرب کرو اگر تفریق کیا گیا ہے تو نسب نما سے شمار کنندہ کو تفریق کرو حاصل تفریق کو شمار کنندہ سے ضرب کرو حاصل ضرب کو شمار کنندہ بناؤ اور عدد اول کی جگہہ رکھو عدد آخر کو مٹا ڈالو ایسا ہی عمل حتیٰ کہ ایک عدد حاصل ہو جاوے کرتے چلے جاؤ آخری کسر جواب مطلوبہ ہوگی ✣

مثال ۱ = اگر $\frac{1}{4}$ میں $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{3}$ جمع کریں اور حاصل جمع میں حاصل جمع کا $\frac{1}{2}$ جمع کریں تو حاصل جمع دریافت کرو۔

حل = $\begin{matrix} \frac{1}{4} \\ \frac{1}{3} \\ \frac{1}{2} \end{matrix} = \begin{matrix} \frac{3}{8} \\ \frac{1}{2} \end{matrix} = \frac{12}{24} = \frac{1}{2}$

اول سب کو اوپر نیچے رکھکر آخری نسب نما سے عدد اول کے نسب نما کو ضرب کی اور پھر دو میں ایک جمع کیا اور حاصل جمع ۳ کو ایک میں ضرب کی تو $\frac{۳}{۸}$ حاصل ہوا اُسکو عدد اول کی جگہہ رکھکر آخری عدد کو مٹا ڈالا اور اسی طرح پھر ۳ کو ۸ میں ضرب دی اور ۳ + ۱ = ۴ کو ۳ میں ضرب دیگر شمار کننده بنایا پس جواب مطلوبہ = $\frac{۱۲}{۲۴}$ = $\frac{۱}{۲}$ حاصل ہوا ۔

مثال = اگر $\frac{۲}{۳}$ میں سے $\frac{۲}{۳}$ کا $\frac{۱}{۸}$ تفریق کریں اور حاصل تفریق میں سے حاصل تفریق کا $\frac{۳}{۷}$ تفریق کریں تو کیا حاصل ہوگا ۔

حل =

$$\begin{matrix} \frac{۲}{۳} \\ \frac{۱}{۸} \\ \frac{۳}{۷} \end{matrix} = \frac{\frac{۸}{۲۱}}{\frac{۱}{۸}} = \frac{۵۶}{۱۶۸} = \frac{۱}{۳}$$ جواب مطلوب

مثال سوم = ای دوست اگر تو بھاگانو بندہ و بھاگو پواہ کے طریق سے واقف ہے تو دریافت کر کہ اگر $\frac{۱}{۲}$ میں $\frac{۱}{۲}$ کا $\frac{۱}{۸}$ تفریق کرکے حاصل میں حاصل تفریق کا $\frac{۹}{۷}$ جمع کریں تو کیا حاصل ہوگا ۔

حل =

$$\begin{matrix} \frac{۱}{۲} & \\ \text{ت}\ \frac{۱}{۸} & \\ \text{ج}\ \frac{۹}{۷} & \text{ت}\ \frac{۱}{۸} \end{matrix} = \frac{۱۶}{۱۴} = \frac{۱۱۲}{۱۱۲}$$ = ایک جواب مطلوب

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۹

کسر غیر واجب بناؤ ۔

(۱) ۸ ۷/۱۰ (۲) ۱۵ ۸/۹ (۳) ۱۳ ۸۴/۸۵ (۴) ۱۷ ۲۶۰۵/۲۸۵۹ (۵) ۸ ۵۶۷/۵۴۳

(۶) اگر ۴ میں ۴ کا ۳/۸ تفریق کر کے حاصل تفریق میں حاصل تفریق کا ۳/۱۴ جمع کریں اور حاصل جمع میں حاصل جمع کا ۵/۹ تفریق کریں تو کیا حاصل ہوگا۔

(۷) کسی شخص کے پاس ۴۴۴۳۱ روپے تھے اُس نے ان روپیوں کا ۳/۴ اپنے لڑکوں کو دیدیا اور جو باقی رہا اُس کا ۵/۹ اپنی لڑکی کو اور پھر جو بچا اُس کا ۶/۷ اپنے اہلِ اقارب کو اور پھر جو باقی رہا اُس کا ۷/۸ دان کر دیا تو اُس کے پاس کیا باقی رہا۔

(۸) اگر ۴ میں ۳ کا ۱/۴ تفریق کریں اور حاصل تفریق میں حاصل تفریق کا ۳/۱۵ جمع کریں تو حاصل جمع میں حاصل جمع کا ۵/۹ تفریق کرنے سے کیا حاصل ہوگا

(۹) تفریق کرو۔ ۶ - ۳/۸ (۱۰) ۸ میں سے ۴/۱۵ تفریق کرو۔

(بھن سنکلت و بکلیت یو) भिन्नसङ्कलितव्यकलितयो

جمع و تفریق کسور عام

قاعدہ = نسب نما یکساں کر کے شمار کنندوں کو جمع یا تفریق کرو حاصل جمع یا حاصل تفریق کو شمار کنندہ اور نسب نما جو ذو اضعاف اقل آیا ہو وہی رکھو۔

مثال = ۱/۵ و ۱/۶ و ۱/۳ و ۱/۲ و ۱/۴ کی جمع دریافت کرو اگر حاصل جمع کو ۴ میں سے تفریق کریں تو کیا حاصل ہوگا۔

حل = ۱/۵ + ۱/۴ + ۱/۳ + ۱/۲ + ۱/۶ = ۱۲/۶۰ + ۱۵/۶۰ + ۲۰/۶۰ +

۳۰/۶۰ + ۱۰/۶۰ = ۸۷/۶۰ = ۲۹/۲۰ = ۱ ۹/۲۰

۳ - ۲۹/۲۰ = ۶۰/۲۰ - ۲۹/۲۰ = ۳۱/۲۰ = ۱ ۱۱/۲۰

مثال حل شدہ از طرف مترجم = ۶ - ۲/۱۵ - ۶/۳۵ + ۸/۳۳ - ۳/۵

= (۶۹۳۰ - ۲۳۱ - ۱۹۸ + ۲۸۰ - ۶۹۳)/۱۱۵۵ = (۷۲۱۰ - ۱۱۲۲)/۱۱۵۵

= ۶۰۸۸/۱۱۵۵ = ۵ ۳۱۳/۱۱۵۵

ضرب کسور عام भिन्नगुणन (بھن گُنن)

قاعدہ = جن کسروں کو ضرب کرنا منظور ہے اُن کے شمار کنندوں اور نسب نماؤں کو علیحدہ علیحدہ ضرب کرو حاصل ضربیں شمار کنندہ و نسب نما ہونگی۔

مثال = ۲ ۱/۲ و ۲ ۱/۳ کو آپس میں ضرب کرو۔

حل = ۲ ۱/۲ × ۲ ۱/۳ = [illegible] × [illegible] = ۵

تقسیم کسور عام भिन्नभाग (بھن بھاگ)

قاعدہ = جس کسر سے تقسیم کرنا ہو اُس کے شمار کنندہ کو نسب نما اور نسب نما کو

شمارکنندہ بنا کر بطریق مرقومہ بالا ضرب کرو۔

مثال = ۵ کو ۲ ۱/۳ سے و ۱/۴ کو ۱/۳ سے تقسیم کرو۔

حل = $5 \div 2\frac{1}{3} = 5 \div \frac{7}{3} = 5 \times \frac{3}{7} = \frac{15}{7} = 2\frac{1}{7}$

$\frac{1}{4} \div \frac{1}{3} = \frac{1}{4} \times \frac{3}{1} = \frac{3}{4}$

مربع مکعب و جذر المربع و جذر المکعب

کسور عام भिन्नवर्गादि (بھن ورگادو)

قاعدہ = شمارکنندہ و نسب نما کا علیحدہ علیحدہ مربع وغیرہ دریافت کرکے شمارکنندہ و نسب نما بناؤ۔

مثال = ہے متر اگر تو کسور عام کے مربع وغیرہ دریافت کرنے کے طریق سے واقف ہے تو ۲ ۱/۳ کا مربع مربع کا جذر المربع و ۲ ۱/۳ کا مکعب و مکعب کا جذر المکعب بہت جلد دریافت کر۔

حل = $\left(2\frac{1}{3}\right)^2 = \left(\frac{7}{3}\right)^2 = \frac{49}{9} = 5\frac{4}{9}$

$\sqrt{5\frac{4}{9}} = \sqrt{\frac{49}{9}} = \frac{7}{3} = 2\frac{1}{3}$

$\left(2\frac{1}{3}\right)^3 = \left(\frac{7}{3}\right)^3 = \frac{343}{27} = 12\frac{19}{27}$

$$\sqrt[4]{\frac{19}{24}\cdot 12} = \sqrt[4]{\frac{342}{27}} = \frac{4}{3} = 2\frac{1}{3}$$

صفر کسور عام (شونیہ پری کرشٹک) शून्यपरिकर्माष्टक

قاعدہ ۔ صفر میں جس عدد کو جمع کریں حاصل جمع وہ ہی عدد ہوگا صفر کا مربع صفر ہی ہوتا ہے مکعب جذر المکعب وغیرہ بھی صفر ہی ہوتے ہیں اگر کسی عدد کو صفر سے تقسیم کریں تو تو شمار کنندہ عدد مقسوم و نسب نما صفر ہوگا اگر کسی عدد کو صفر میں ضرب کریں پھر آگے چلکر صفر سے تقسیم کیا گیا ہو تو کام سوچ سمجھکر کرنا لازم ہے کیونکہ صفر کی ضرب اور صفر کی تقسیم آپس میں کٹ جانے سے عدد ویسا کا ویسا ہی رہے گا ۔

مثال ۔ صفر میں پانچ جمع کریں تو حاصل جمع دریافت کرو صفر کا مربع جذر المربع مکعب و جذر المکعب دریافت کرو صفر ۵ کی حاصل ضرب دریافت کرو اور اگر ۱۰ کو صفر سے تقسیم کریں تو کیا حاصل ہوگا ۔

حل = ۰ + ۵ = ۵ و $\sqrt{۰}$ = ۰ و $(۰)^۲$ = ۰

$\sqrt[۳]{۰}$ = ۰ و $(۰)^۳$ = ۰ و ۰ × ۵ = ۰ و ۱۰ ÷ ۰ = $\frac{۱۰}{۰}$

اس کسر کا کام گرہ گنت میں زیادہ پڑتا ہے ۔

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۰

سادہ کرو ۔

(۱) $1\frac{15}{16} + 2\frac{23}{24} + 3\frac{24}{25} + 4\frac{29}{30}$ (۲) $\frac{1}{2}$ کا $\frac{3}{4} + \frac{7}{31}$ کا $(1 + \frac{15}{16}) + \frac{31}{32} + \frac{63}{64}$ کا $(1 + \frac{1}{2})$ (۳) $\frac{4}{5} + \frac{4}{4} + \frac{1}{6} + \frac{11}{30}$
(۴) $90\frac{1}{111} - 25\frac{12}{125}$ (۵) $12\frac{5}{12} - 9\frac{1}{13}$

(۶) $\dfrac{\frac{1}{3} + \frac{1}{2}}{\frac{1}{3} - \frac{1}{2}} + \frac{2}{3}$ کا $\frac{1}{4}$ (۷) $8 - 8 \times \dfrac{\frac{1}{3} + \frac{1}{2}}{\frac{1}{3} - \frac{1}{2}} +$

$\frac{3}{4} \times \frac{5}{6}$

(۸) ایک آدمی نے اپنے سرمایہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ خرچ کر دیا اور ۱۰۰ روپے اُس کے پاس رہ گئے تو اُس کا کُل دھن دریافت کرو۔

(۹) ۴ من کے $\frac{1}{4}$ کا کونسا حصہ ۵ سیر ۳ چھٹانک ہے۔

(۱۰) سادہ کرو $\dfrac{2 - \frac{2}{2}}{\frac{1}{2} + 2}$

(۱۱) اگر کسی عدد کا $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{5}$ و $\frac{1}{6}$ حصہ ۳۳ میں سے نکال دیں تو کچھ باقی نہیں رہتا تو اُس عدد کو دریافت کرو۔

(۱۲) $\dfrac{\frac{1}{5} - 1\frac{1}{4} \div \frac{1}{3}\, 1\frac{1}{4} \times 2}{\frac{1}{5} - 1\frac{1}{4} \times \frac{1}{2}\, 1\frac{1}{4} \times 5}$ کو سادہ کرو (۱۳) سادہ کرو

$\dfrac{\frac{3}{5}}{\frac{8}{9}} + \dfrac{\frac{5}{7}}{\frac{11}{12} \text{ کا } 7\frac{1}{2}} + \left[\left\{ \dfrac{3\frac{2}{5}}{4\frac{1}{4}} - \dfrac{3\frac{3}{4}}{4\frac{2}{7}} \right\} + \left\{ \dfrac{\frac{4}{7}}{2\frac{2}{7}} \div 4\frac{1}{7} \right\} \right] \times \dfrac{5}{6160}$

(۱۴) $\dfrac{3\frac{1}{2} \text{ کا } 1\frac{1}{4}}{1\frac{5}{6} \text{ کا } 3\frac{3}{4}} \div \dfrac{\frac{3}{5} \text{ کا } 2\frac{1}{4}}{1\frac{1}{11} \text{ کا } 2\frac{1}{7}}$

(۱۵) $\left(\frac{2}{3}+\frac{5}{6}+\frac{7}{8}+\frac{11}{12}\right) \div \left(\frac{3}{4}-\frac{5}{8}\right)$

(۱۶) $\dfrac{\left(2\frac{3}{8}-1\frac{1}{2}\right)\times\frac{7}{8}-\left(3\frac{1}{2}-2\frac{3}{4}\right)\times\frac{2}{4}}{\frac{7}{8}+\frac{2}{4}}$

(۱۷) $\dfrac{2\frac{1}{3} \text{ کا } \frac{4}{5}}{3\frac{3}{4}+\dfrac{4}{1\frac{11}{19}}} + \dfrac{3}{5+\dfrac{5}{11+\frac{2}{3}}}$

(۱۸) $\left\{\dfrac{\frac{1}{12}}{1\frac{2}{5}-1\frac{1}{4}} \div 1\frac{5}{12}\right\} \div \left\{\left(2\frac{2}{3}-\frac{1}{19}\right) \div \left(\frac{2}{9}+\frac{2}{18}\right)\right\}$

(۱۹) $\frac{4}{7}$ کا $\dfrac{2\frac{1}{3}+\frac{3}{5} \text{ کا } \frac{7}{8}-\left(2\frac{1}{8}\div\frac{17}{20}\right)}{\left(3\frac{1}{5}\times\frac{7}{16}\right)-\frac{2}{5}}$ کو سادہ کرو۔

(۲۰) $\left(\dfrac{\frac{1}{2}-\frac{1}{3}}{\frac{1}{2}+\frac{1}{3}}+\dfrac{\frac{1}{3}-\frac{1}{4}}{\frac{1}{3}+\frac{1}{4}}\right) \div \left(\dfrac{\frac{1}{4}-\frac{1}{6}}{\frac{1}{4}+\frac{1}{6}}-\dfrac{\frac{1}{6}-\frac{1}{8}}{\frac{1}{6}+\frac{1}{8}}\right)$ کو مختصر کرو

عدد نامعلوم کے معلوم کرنیکا طریق اول

विलोम विधी

(ولوم ودہی)

قاعدہ - اگر سوال میں ضرب کرنا کہا گیا ہو تو تقسیم کرے اور جہاں تقسیم کرنا مرقوم ہو وہاں ضرب دے - مربع کرنا لکھا ہو تو جذر المربع اور جذر المربع ہو تو مربع - مکعب ہو تو جذر المکعب اور جذر المکعب ہو تو مکعب - جمع کرنا کہا ہو تو تفریق و تفریق کرنا لکھا ہو تو جمع کرنا واجب ہے - اسی طرح جو بتلایا گیا ہو جہاں تک ممکن ہو آخری عدد (جو باقی رہتا ہو) اُسکے ساتھ عمل کرے اسی طرح عدد نا معلوم معلوم ہو جاتا ہے

اگر سوال کے اندر کسی عدد کا کوئی حصہ بتلا کر جمع کیا گیا ہو تو حصہ مذکور کی کسر میں شمار کنندہ و نسب نما کو جمع کرو حاصل جمع کو نسب نما قرار دو اور شمار کنندہ بدستور رکھکر عمل مذکورہ بالا کرو - اگر تفریق کرنا ہو تو نسب نما میں سے شمار کنندہ تفریق کرکے حاصل تفریق کو نسب نما و شمار کنندہ جو پہلے تھا وہی رکھکر عمل جاری کرو -

مثال اول - اگر کسی عدد کو ٣ سے ضرب کریں اور حاصل ضرب میں حاصل ضرب کا $\frac{3}{4}$ جمع کریں اور حاصل جمع کو ٧ سے تقسیم کرکے خارج قسمت کا $\frac{1}{3}$ تفریق کریں پھر حاصل تفریق کے مربع میں سے ٥٢ تفریق کرکے جذر المربع دریافت کرکے ٨ جمع کریں حاصل جمع کو ١٠ سے تقسیم کریں تو ٢ حاصل ہوتے ہیں ہے سکھے اس عدد کو دریافت کر ؟

حل - چونکہ آخری عدد ٢ دس سے تقسیم کئے جانے پر حاصل ہوا ہے لہذا

۲ کو ۱۰ سے ضرب کی تو ۱۰ × ۲ = ۲۰ حاصل ہوئے پھر ۸ جمع کیے گئے ہیں ان کو تفریق کیا تو ۲۰ - ۸ = ۱۲ حاصل تفریق ہوئی۔

پھر چونکہ سوال میں جذر المربع کیا گیا ہے اس لیے ۱۲ کا مربع ۱۴۴ دریافت کیا پھر ۱۴۴ میں ۵۲ جو تفریق کیے گئے ہیں جمع کیے تو ۱۹۶ ہوئے اس کا جذر المربع لیا تو $\sqrt{196}$ = ۱۴ حاصل ہوئے۔

اب چونکہ سوال میں ½ تفریق کیا گیا ہے اس لیے ۲ - ۱ = ۱ پس چودہ میں ۱۴ × ½ = ۷ جمع کیے ۱۴ + ۷ = ۲۱

پھر ۲۱ کو ۷ سے ضرب کیا ۲۱ × ۷ = ۱۴۷ حاصل ضرب ہوئی۔

پھر چونکہ سوال میں ¾ جمع کرنا لکھا ہے اس لیے ۴ + ۳ = ۷ پس ۱۴۷ میں سے $\frac{147}{7} \times \frac{3}{1}$ = ۶۳ تفریق کیے تو ۱۴۷ - ۶۳ = ۸۴ حاصل ہوئے۔

۸۴ کو ۳ سے تقسیم کیا تو ۲۸ خارج قسمت جواب مطلوبہ ہوئی۔

مثال دوم حل شدہ از طرف مترجم = اس عدد کو دریافت کرو جسکو اگر ۳ سے ضرب دیکر ۲۸ تفریق کریں اور ۳ جمع کریں حاصل جمع کو ۱۰ سے تقسیم کریں تو خارج قسمت ۵ حاصل ہوتی ہے؟

$$= \frac{28+47}{3} = 3 \div (28+3-50) = 3 \div \{28+3-10\times5\}$$

۲۵ = $\frac{75}{3}$ عدد مطلوبہ۔

طریق دوم بر امداد عدد فرض کردہ

(اشٹ کرم) इष्टकर्म

قاعدہ = کسی عدد کو فرض کر کے اس عدد کے ساتھ وہ ہی عمل کرو جو سوال کرنے والا چاہتا ہے اس طرح جس نتیجہ پر پہونچو اس سے درشیہ दृश्य (وہ عدد جو حاصل سوال کا آخری نتیجہ ہے) کو تقسیم کرو اور عدد فرض کردہ سے ضرب دو حاصل ضرب جواب مطلوبہ ہوگا۔

مثال اول = اگر کسی عدد کو ۵ سے ضرب کریں اور حاصل ضرب میں حاصل ضرب کا $\frac{1}{3}$ تفریق کریں اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے تقسیم کریں اور خارج قسمت میں عدد مذکور کا $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ جمع کریں تو حاصل جمع ۶۸ ہوتی ہے تو اُس عدد کو دریافت کرو۔

حل = فرض کرو کہ وہ عدد ۳ ہے پس مطابق قاعدہ مذکورہ بالا ۳ کے ساتھ وہ ہی عمل کیا تو $3 \times 5 = 15$

$$15 \times \frac{1}{3} = 5$$

$$\therefore 15 - 5 = 10$$

$$\therefore \frac{10}{10} = 1$$

$$\therefore 1 + \frac{3}{3} + \frac{3}{2} + \frac{3}{4} = \frac{12 + 12 + 18 + 9}{12} = \frac{51}{12} = \frac{17}{4}$$ حاصل ہوا

لہذا عدد مطلوبہ = ۶۸ (درشیہ) ÷ ۱/۱۶ × ۳ = ۶۸ × ۱۶/۱۷ × ۳ = ۴۸

(**نوٹ از طرف مترجم**) چونکہ مثال مذکورہ بالا میں ۱/۱۷ و ۱/۴ و ۱/۱۶ عدد اصل کا جمع کیا گیا ہے اِس لیئے قاعدہ سابق یعنی ولوم ودہی استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ۶۸ کا ۱/۱۷ و ۱/۴ و ۱/۱۶ تفریق کرتے ہیں تو بھی سوال غلط رہے گا۔ اور اگر موافق قاعدہ ۱/۱۶ و ۱/۱۷ و ۱/۵ تفریق کرتے ہیں تو بھی غلط ہوگا اِس لئے لیلاوتی نے لفظ "ممکن" استعمال کیا ہے۔ پس جہاں جو قاعدہ مناسب ہو اُس کے موافق عمل کرنا لازم ہے یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی سوال تمام قاعدوں سے حل ہو سکے اُس وقت ہمکو اختیار ہے کہ کوئی قاعدہ عمل میں لادیں +

مثال دوم = کچھ پھولوں کے ۱/۳ و ۱/۵ و ۱/۶ و ۱/۴ حصوں سے شِو وِشنو سوریہ اور سرسوتی کا پوجن کیا اور ۶ باقی بچے پھولوں سے گرو کا ستکار کیا تو تمام پھولوں کی تعداد دریافت کرو۔

حل = فرض کرو کہ کل تعداد ایک تھی تو ۱/۳ + ۱/۵ + ۱/۶ + ۱/۴ = (۲۰+۱۲+۱۰+۱۵)/۶۰ = ۵۷/۶۰ پھول شِو سوریہ وشنو اور سرسوتی کے پوجن میں صرف ہوئے اور ۱ - ۵۷/۶۰ = (۶۰ - ۵۷)/۶۰ = ۳/۶۰ = ۱/۲۰ پھولوں سے گرو کا ستکار کیا۔

تعداد پھولوں کی = ۶ ÷ ۱/۲۰ × ۱ = ۶ × ۲۰ × ۱ = ۱۲۰

مثال سوم = ایک ہاتھیوں کا گروہ کسی بن میں رہا کرتا تھا اس گروہ کا آدھا اپنے ۱/۱۲ حصہ کو ساتھ لیکر بن کو چلا گیا اور اس گروہ کا ۳/۸ اپنے ۱/۸ حصہ سمیت ندی میں پانی پی رہا تھا اور اسی گروہ کا ۱/۹ اپنے ۱/۹ کو لیکر کنول بن میں عیش کر رہا تھا اور ایک ہاتھی تین ہتھیوں کے ساتھ جل میں کھیل رہا تھا تو کل گروہ میں

کی تعداد دریافت کرو۔

حل = فرض کیا کہ کل تعداد ایک تھی تو $\frac{\frac{۱}{۲}}{\frac{۳}{۴}} = \frac{۴}{۶} = \frac{۲}{۳}$ بن کو چلا گیا اور

$\frac{\frac{۱}{۶}}{\frac{۷}{۸}} = \frac{۸}{۴۲} = \frac{۴}{۲۱}$ ندی میں پانی پی رہے تھے۔

$\frac{\frac{۱}{۸}}{\frac{۹}{۱۰}} = \frac{۱۰}{۷۲} = \frac{۵}{۳۶}$ کنول بن میں عیش کر رہے تھے۔

پس کل تعداد ہاتھیوں کی جو چار کے علاوہ تھی = $\frac{۲}{۳} + \frac{۴}{۲۱} + \frac{۵}{۳۶} = \frac{۳۵+۴۸+۱۶۸}{۲۵۲}$

$= \frac{۲۵۱}{۲۵۲}$

∴ تعداد باقی بچے ہاتھیوں کی = $۱ - \frac{۲۵۱}{۲۵۲} = \frac{۱}{۲۵۲}$

∴ تعداد کل گروہ = $۴ \div \frac{۱}{۲۵۲} = \frac{۴ \times ۲۵۲}{۱} = ۱۰۰۸$ جواب مطلوب

مثال چہارم = کسی عورت کا موتیوں کا ہار ٹوٹ گیا اور اُس کا $\frac{۱}{۳}$ و $\frac{۱}{۵}$ و $\frac{۱}{۶}$ و $\frac{۱}{۱۰}$ مختلف جگہوں میں پائے گئے اور ڈوری میں صرف چھ موتی باقی رہ گئے تو کل تعداد موتیوں کی دریافت کرو؟

حل = فرض کیا کہ کل ایک موتی تھا پس $\frac{۱}{۳} + \frac{۱}{۵} + \frac{۱}{۶} + \frac{۱}{۱۰} = \frac{۳+۵+۶+۱۰}{۳۰}$

$= \frac{۲۴}{۳۰} = \frac{۴}{۵}$ موتی بکھرے ہوئے پائے گئے۔

پس ڈوری میں $۱ - \frac{۴}{۵} = \frac{۱}{۵}$ موتی رہ گئے۔

لہذا کل تعداد موتیوں کی = $۶ \div \frac{۱}{۵} = \frac{۶ \times ۵}{۱} = ۳۰$ موتی جواب مطلوب

اگر اسی سوال کو ولوم ودہی سے حل کریں تو بھی یہ ہی حاصل ہوگا کیونکہ کل موتیوں کا $\frac{۴}{۵}$ نکال دینے سے ۶ باقی رہ گئے ہیں یعنی اس عدد کو معلوم کرنا ہے جس میں سے

اگر اس عدد کا $\frac{4}{5}$ نکال دیں تو باقی ۶ رہ جاویں پس مطابق قاعدہ ۵-۴=۱ چھ
میں ۶ کا $\frac{4}{1}$ جمع کیا تو $6 + 6 \times 4 = 6 + 24 = 30$ تعداد موتیوں کی حاصل ہوئی
اس قسم کے سوالات دونوں قاعدوں سے حل کئے جا سکتے ہیں (مترجم)

مثال پنجم = کسی مسافر نے اپنے سرمایہ کا $\frac{1}{2}$ الہ آباد میں دان کیا اور جو باقی بچا
اُس کا $\frac{2}{9}$ کانشی میں اور پھر باقی بچے کا $\frac{1}{4}$ راستہ میں خرچ ہوگیا پھر باقی بچے کا
$\frac{6}{10}$ گیا میں دان دیا اس طرح خرچ کرنے کے بعد اس یاتری کے پاس ۶۳ نشک
باقی رہے تو اُسکے پاس کتنے نشک تھے۔

حل = فرض کیا کہ اُسکے پاس ایک نشک تھا تو خرچ کرنے کے بعد اُسکے پاس

$$\left(1-\frac{1}{2}\right)\left(1-\frac{2}{9}\right)\left(1-\frac{1}{4}\right)\left(1-\frac{6}{10}\right) = \frac{1}{2} \cdot \frac{7}{9} \cdot \frac{3}{4} \cdot \frac{4}{10} = \frac{1}{2} \cdot \frac{7}{9} \cdot \frac{12}{40} = \frac{1}{2} \cdot \frac{84}{360} = \frac{84}{720} = \frac{7}{60}$$ نشک باقی رہے

پس کل سرمایہ = $63 \div \frac{7}{60} \times 1 = 63 \times \frac{60}{7} = 540$ نشک جواب مطلوب

سوال مذکورہ بالا کا حل ولوم ودھی کے طریقہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں (مترجم)

$10 - 6 = 4$ ∴ گیا میں دان کرنے سے پہلے اُس کے پاس $63 \times \frac{6}{4} + 63$
$= \frac{189}{2} + 63 = \frac{189 + 126}{2} = \frac{315}{2}$ نشک موجود تھے۔

$4 - 1 = 3$ ∴ راستہ کے خرچ سے پہلے اس یاتری کے پاس $\frac{315}{2} +$
$\frac{315}{2} \times \frac{1}{3} = \frac{105}{2} + \frac{315}{2} = \frac{420}{2} = 210$ نشک موجود تھے۔

۹ = ۷ = ۲ ∴ کانشی سے پہلے اُسکے اس $\frac{۲ \times ۲۱۰}{۷}$ + ۲۱۰ = ۶۰ + ۲۱۰ = ۲۷۰ نشک تھے۔

۲-۱ = ۱ ∴ کل دھن اُسکے پاس ۲۷۰ + ۲۷۰ = ۵۴۰ نشک تھا۔

سوال مذکورہ بالا کے حل کرنے کا اور طریق جو کسی اور کتاب سے نقل کیا گیا ہے

شمار کنندوں کو اپنے اپنے نسب نماؤں سے تفریق کرو تمام حاصل تفریقوں کو آپس میں ضرب کرو حاصل ضرب سے تمام نسب نماؤں کی حاصل ضرب کو تقسیم کرو خارج قسمت کو درشیہ (آخری عدد) سے ضرب دو حاصل ضرب جواب مطلوبہ ہوگا۔

مثال = کسی فاحشہ نے کچھ موتیوں کے $\frac{۱}{۸}$ سے سیس سنوارا اور جو باقی رہا اُس کے $\frac{۳}{۷}$ سے گلے کا ہار پھر جو باقی رہا اس کے $\frac{۱}{۴}$ سے ہاتھ کا زیور آراستہ کیا پھر جو باقی رہا اُسکے $\frac{۳}{۴}$ سے کانچی بنائی باقی ۱۶ موتی اُس کے پاس رہ گئے جس سے اُس نے سیس پھول بنایا تو تعداد موتی دریافت کرو؟

حل = بموجب قاعدہ مذکورہ بالا۔ نسب نماؤں ۸ و ۷ و ۶ و ۴ میں سے علیحدہ علیحدہ شمار کنندوں ۱ و ۳ و ۱ و ۳ کو تفریق کیا تو ۷ و ۴ و ۵ و ۱ باقی رہا ان کی حاصل ضرب ۲۸ سے ۸ × ۷ × ۳ × ۴ کو تقسیم کیا تو $\frac{۸ \times ۷ \times ۲ \times ۴}{۷ \times ۴}$ = ۱۶ باقی رہے اس سے درشیہ ۱۶ کو ضرب کی تو ۱۶ × ۱۶ = ۲۵۶ تعداد کل موتیوں کی دریافت ہوگئی ✦

مثال ہفتم = بھونروں کی تعداد کا ۱/۵ کدمب کو چلا گیا اور اس کا تیسرا حصہ شلیگھر پر گیا پھر ان حصوں کا تفاوت کا تگنا پھولوں کی خوشبو سے مست تھا اور ایک بھونرا آسمان میں اِدھر اُدھر گونج رہا تھا تو کل تعداد بھونروں کی دریافت کرو؟

حل = حصوں کا تفاوت = $\frac{1}{3} - \frac{1}{5} = \frac{5-3}{15} = \frac{2}{15}$

تفاوت کا تگنا = $\frac{2}{15} \times 3 = \frac{2}{5}$

پس کل تعداد حصہ جات = $\frac{1}{5} + \frac{1}{3} + \frac{2}{5} = \frac{3+5+6}{15} = \frac{14}{15}$

∴ باقی بچے $1 - \frac{14}{15} = \frac{1}{15}$

∴ کل تعداد = $1 \div \frac{1}{15} = 1 \times 15 = 15$ بھونرے جواب مطلوب

کسی دو عددوں کا تفاوت و مجموعہ معلوم سے ان عددوں کو دریافت کرنا

(سنکرمن) संक्रमण

قاعدہ = تفاوت و مجموعہ کی حاصل جمع کا نصف بڑا عدد و تفاوت و مجموعہ کی حاصل تفریق کا نصف چھوٹا عدد ہوتا ہے +

مثال = اگر کسی دو عددوں کا تفاوت ۲۵ و مجموعہ ۱۰۱ ہو تو ان دونوں اعداد کو دریافت کرو؟

حل = $\frac{101+25}{2} = \frac{126}{2} = 63$

چھوٹا عدد = $\frac{101-25}{2} = \frac{76}{2} = 38$

کسی دو عددوں کے تفاوت و مربعوں کا فرق معلوم ہونے پر ان عددوں کو

علیحدہ علیحدہ دریافت کرنا विषमकर्म (وشم کرم)

قاعدہ = اگر مربعوں کے فرق کو اعداد کے فرق سے تقسیم کریں تو مجموعہ اعداد کا دریافت ہوگا پھر بموجب قاعدہ مذکورہ بالا اعداد دریافت ہو سکتے ہیں +

مثال = کسی دو اعداد کے مربعوں کا فرق ۴۰۰ اور ان عددوں کا فرق ۸ ہے تو دونوں عددوں کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرو؟

حل = مجموعہ اعداد = $\frac{۴۰۰}{۸}$ = ۵۰

بڑا عدد = $\frac{۸+۵۰}{۲}$ = $\frac{۵۸}{۲}$ = ۲۹

چھوٹا عدد $\frac{۸-۵۰}{۲}$ = $\frac{۴۲}{۲}$ = ۲۱

جن اعداد کو ضرب کر کے جذر المربع کیا گیا ہو ایسے نامعلوم اعداد کے معلوم کرنے کا طریق गुणकर्म (گن کرم)

جس عدد سے جذر المربع کو ضرب کریں اور حاصل ضرب کو تفریق یا جمع کر کے کسی خاص نتیجہ پر پہونچیں اسکو (گن مول) गुणमूल ضرب جذر المربع کہتے ہیں جو نتیجہ معلومہ بتلایا گیا ہو اسکو درشیہ (حاصل) दृश्य کہتے ہیں +

مثال = کچھ ہنسوں کی تعداد کے جذر المربع کا $\frac{۷}{۲}$ تالاب کو چلا گیا اور باقی ۲ ہنس بن میں کلول کرتے پائے گئے تو ہے بالے! ہنسوں کی تعداد دریافت کرو+

مثال مذکورہ بالا میں $\frac{۷}{۲}$ ضرب جذر المربع ہے اور ۲ حاصل ہے +

قاعدہ = ضرب جذرالمربع کے مربع کو حاصل میں جمع کرو حاصل جمع کا جذرالمربع معلوم کر کے اس میں ضرب جذرالمربع کا نصف جمع کرو اگر سوال میں ضرب جذرالمربع سے ضرب دیگر جمع کی گئی ہو تو تفریق کرو حاصل جمع یا حاصل تفریق کا مربع عدد مطلوبہ ہوگا *

اگر کسی عدد کا سوال میں کوئی حصہ کم یا زیادہ کیا گیا ہو تو ایک میں سے حصہ مذکور کو تفریق کرو یا ایک جمع کرو حاصل تفریق یا حاصل جمع سے ضرب جذرالمربع و حاصل کو ضرب کرو حاصل ضربوں کو ضرب جذرالمربع و حاصل قایم کر کے بموجب قاعدہ مذکورہ بالا عمل کرو۔

مثال مرقومہ بالا کا حل = ضرب جذرالمربع $\frac{7}{2}$ کا نصف = $\frac{7}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{7}{4}$ $\frac{7}{4}$ کے مربع $\frac{49}{16}$ میں ۲ حاصل کو جمع کیا اور حاصل جمع کا جذرالمربع دریافت کیا تو $\sqrt{2 + \frac{49}{16}} = \sqrt{\frac{32}{16} + \frac{49}{16}} = \sqrt{\frac{81}{16}} = \frac{9}{4}$

$\therefore$ عدد مطلوبہ = $\left(\frac{9}{4} + \frac{7}{4}\right)^2 = \left(\frac{16}{4}\right)^2 = (4)^2 = 16$ جواب مطلوب

مثال دوم = اس عدد کو دریافت کرو جسکے جذرالمربع کے ۹ گنے میں اگر اس عدد کو جمع کر دیں تو حاصل جمع ۱۲۴۰ ہو جاتی ہے ؟

حل = حاصل ۱۲۴۰ ضرب جذرالمربع ۹

$\therefore$ عدد مطلوبہ $\left(\sqrt{1240 + \left(\frac{9}{2}\right)^2} - \frac{9}{2}\right)^2 = \left(\sqrt{1240 + \frac{81}{4}} - \frac{9}{2}\right)^2$

$= \left(\sqrt{\frac{5041}{4}} - \frac{9}{2}\right)^2 = \left(\frac{71}{2} - \frac{9}{2}\right)^2 = \left(\frac{62}{2}\right)^2 = (31)^2 = 961$ جواب مطلوب

مثال سوم = موسم برسات کے شروع ہونے پر ہنسوں کی تعداد کے جذرالمربع

کا دس گُنا مان سرور کو چلا گیا اور جل کے کنارے سے اُڑ کر کُل ہنسوں کا $\frac{1}{8}$
شتمل پدمنی کو گیا اگر ہے بالے! ۶ ہنس وہاں باقی رہ گئے تو کُل گروہ کی
تعداد دریافت کر؟

حل = چونکہ مثال مذکورہ بالا میں $\frac{1}{8}$ حصہ اور کم ہو گیا ہے لہذا $1-\frac{1}{8}=\frac{7}{8}$ سے
۱۰ ضرب جذر المربع و ۶ حاصل کو ضرب کرکے $\frac{80}{7}$ و $\frac{48}{7}$ ضرب جذر المربع
و حاصل قایم کرکے حل کیا تو کل گروہ کی تعداد

$$\left\{\sqrt{\left(\frac{80}{14}\right)^2+\frac{48}{7}}+\frac{80}{14}\right\}^2=\left\{\sqrt{\frac{1600}{49}+\frac{48}{7}}+\frac{40}{7}\right\}^2$$

$$=\left\{\sqrt{\frac{336+1600}{49}}+\frac{40}{7}\right\}^2=\left\{\sqrt{\frac{1936}{49}}+\frac{40}{7}\right\}^2=\left(\frac{44}{7}+\frac{40}{7}\right)^2$$

$=\left(\frac{84}{7}\right)^2=(12)^2=144$ دریافت ہوئی

مثال چہارم = کرن کے مارنے کے لئے جو بان ارجن نے دھارن کئے تھے
اُن کے نصف سے کرن کے بانوں کو روکا اور انہیں سب بانوں کے چار گنے
جذر المربع سے اسکے گھوڑوں کو مارا چھ بانوں سے سارتھی کو پٹکا اور تین تیروں
سے چھتر دہجا اور دھنش کو کاٹ گرایا ایک تیر سے کرن کے سر کو کاٹا تو کل تعداد
تیروں کی دریافت کرو؟

حل = حاصل = $6+3+1=10$
چونکہ $\frac{1}{2}$ کل تعداد کا جمع کیا گیا ہے لہذا $1-\frac{1}{2}=\frac{1}{2}$ سے ۴ و ۱۰ کو تقسیم
کیا تو ۸ و ۲۰ ضرب جذر المربع و حاصل ہوئے - پس تعداد مطلوبہ

$$=\left\{\sqrt{\left(\frac{8}{2}\right)^2+20}+\frac{8}{2}\right\}^2=\left\{\sqrt{20+16}+\frac{8}{2}\right\}^2=(6+4)^2$$

$= (10)^2 = 100$ تیر جواب مطلوبہ

مثال پنجم - کسی تعداد بھونروں کے نصف کا جذر المربع مالتی پر جا بیٹھا اور سب کا $\frac{8}{9}$ مالتی کے بن میں چلا گیا اور ۲ بھونرے وہیں کمل پر بیٹھے رہ گئے تو سب بھونروں کی تعداد دریافت کرو؟

حل - چونکہ مثال مذکورہ بالا میں $\frac{8}{9}$ پورے عدد کا ہے، اور جذر المربع نصف عدد کا ہے تمام اعداد کل عدد سے تفریق کئے گئے ہیں اُس وقت ۲ باقی رہتے ہیں اس لئے حاصل کو بھی نصف کر لینا واجب ہے پھر عمل کرنے سے نصف عدد دریافت ہوگا۔ اس کا دونا کرنے سے پورا عدد دریافت ہو جائیگا۔

حصہ $\frac{8}{9}$ و ضرب جذر المربع $\frac{1}{2}$ حاصل ۱

$1 - \frac{8}{9} = \frac{1}{9}$ سے $\frac{1}{2}$ و ایک کو تقسیم کیا تو ضرب جذر المربع $\frac{9}{2}$ و حاصل ۹ قایم کئے

پس نصف عدد $= \left(\sqrt{\left(\frac{9}{4}\right)^2 + 9} + \frac{9}{4}\right)^2 = \left(\sqrt{\frac{81}{16} + 9} + \frac{9}{4}\right)^2$

$= \left(\sqrt{\frac{225}{16}} + \frac{9}{4}\right)^2 = \left(\frac{15}{4} + \frac{9}{4}\right)^2 = (6)^2 = 36$

∴ عدد مطلوبہ $= 36 \times 2 = 72$

مثال ششم - اگر کسی عدد کے جذر المربع کے ۱۸ گنے میں اس عدد کا $\frac{1}{2}$ جمع کریں تو حاصل جمع ۱۲۰۰ ہو جاتی ہے اس عدد کو دریافت کرو؟

حل $= 1 + \frac{1}{2} = \frac{3}{2}$

∴ $\frac{27}{2}$ و ۹۰۰ ضرب جذر المربع و حاصل قایم کئے

∴ عدد مطلوبہ $= \left(\sqrt{\left(\frac{27}{4}\right)^2 + 900} - \frac{27}{4}\right)^2 = \left(\sqrt{\frac{729}{16} + 900} - \frac{27}{4}\right)^2$

$= \left(\sqrt{\frac{۱۵۲۹}{۱۶}} = \frac{۲۷}{۴} \right)^{۲} = \left(\frac{۱۲۳}{۴} + \frac{۲۷}{۴} \right)^{۲} = (۲۴)^{۲} = ۵۷۶$

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۱

۱ = الف و ب دو مسافر ایک ہی وقت میں دو مختلف مقامات س و د سے د و س کو روانہ ہوئے اور سفر کرتے کرتے ایک دوسرے سے مل گئے جب وہ آپس میں ملے تو پتہ لگا کہ الف نے ۳۰ میل ب سے زاید طے کئے ہیں اور یہ کہ الف مقام د پر ۴ روز میں اور ب مقام س پر ۹ روز میں ملنے کے بعد پہنچیں گے تو س اور د کا فاصلہ دریافت کرو؟

۲ = قیمت خرید سے اگر ایک شلنگ کے امردوں میں دو اور ملا دئے جاویں تو قیمت ایک درجن امردوں کی ایک پنس کم ہو جاتی ہے تو ایک درجن امردوں کی اصل قیمت دریافت کرو؟

۳ = ایک شخص نے کچھ بیل ۸۰ پونڈ کے خرید کئے اگر وہ اسی قیمت کے ۴ اور بیل خرید کرتا تو ہر بیل کی قیمت میں اسکو ایک پونڈ کی کفایت ہوتی تو بیلوں کی تعداد اور ہر ایک کی قیمت دریافت کرو؟

۴ = کچھ تعداد لڑکوں کی ایک باغ میں نارنگیاں توڑنے کے لئے روانہ ہوئی جتنے تمام لڑکے تھے ہر ایک لڑکے کے پاس اتنی ہی تھیلیاں تھیں اور ہر تھیلے میں لڑکوں کی تعداد کی چار گنی نارنگیاں آ سکتی تھیں انہوں نے توڑ توڑ کر اپنی اپنی تھیلیاں خوب ٹھانس ٹھانس کر بھر لیں تو معلوم ہوا کہ کل نارنگیاں ۲۹۱۶ تھیں تو لڑکوں کی تعداد دریافت کرو؟

۵ = دو اعداد کی حاصل ضرب ۷۵۰ ہے اور اگر ایک کو دوسرے سے تقسیم کریں تو ۳ ۱/۳ خارج قسمت حاصل ہوتی ہے تو ان عددوں کو دریافت کرو؟

۶ = ایک حوض دو نالیوں سے بھرتا ہے اگر ایک نالی خالص کھولی جاوے تو دوسرے کی نسبت حوض کو ۲ گھنٹہ پیشتر بھر دیتی ہے اور اگر دو نالیاں ایک ساتھ کھولی جاویں تو حوض ۱ ۷/۸ گھنٹہ میں پُر ہو جاتا ہے تو ہر نالی علیحدہ علیحدہ اس حوض کو کتنے کتنے عرصہ میں بھر سکتی ہی؟

۷ = ایک حوض دو دہانوں سے ا اور ب سے ۲۰ و ۲۴ منٹ میں بھرتا ہے اور ایک موری س سے ۳۰ منٹ میں خالی ہوتا ہے تو بتاؤ اگر تینوں موریاں ایک کھولدی جاویں تو ۱۵ منٹ میں کتنا حوض بھر جاویگا؟

۸ = موہن اور سوہن ایک کھیت ۸ ۴/۱۷ دن میں کاٹتے ہیں اور موہن جتنا کام ۳ ۱/۲ دن میں کرتا ہے سوہن اُسکو ۵ دن میں بناتا ہے تو بتاؤ ہر ایک اکیلا اس کھیت کو کتنے دنوں میں کاٹے گا؟

۹ = ۷۱۴ روپیہ کو ا ب س و د میں اس طرح بانٹو کہ ب کا حصہ ا کے ۵/۱۲ حصہ کے برابر ہو س کا ب کے ۱/۲ حصہ کے برابر ہو اور ا اور ب کا ملا کر س و د کے ۳/۴ حصہ کے برابر ہو؟

۱۰ = ایک شخص کی تھیلی میں جسقدر روپیہ ہے اس کا ۵/۸ وہ خرچ کر دیتا ہے اور بعد میں جو روپیہ بچا اس کا ۲/۳ خرچ کر دیتا ہے اور اخیر میں جو کچھ بچا اس کا ۴/۵ خرچ کر دیتا ہے اگر اب اسکے پاس ۲ شلنگ ۶ پینس بچ رہے تو اُسکے پاس کل کتنا روپیہ تھا؟

۱۱ = نندوراد ہے اور کندن اور دوارکا ایک دکان میں شریک ہیں نندو اور راد
کے حصے ملکر کندن اور دوارکا کے حصوں کے مجموعہ کے برابر ہیں اور نند کا حصہ
کندن کے حصہ سے دونا ہے اور دوارکا کا حصہ حصہ راد ہے اور کندن کے
حصوں کے مجموعہ کے برابر ہے ان سب کو اس دکان میں ۴۰۰ روپیہ کا منافع
ہوا تو ہر ایک کے حصہ میں کتنا کتنا روپیہ آیا ؟

۱۲ = ایک آدمی جو پہاڑی سے اُترنے میں ۴ ۱/۲ میل فی گھنٹہ اور پہاڑی پر چڑہنے
میں ۳ ۱/۴ میل فی گھنٹہ چلتا ہے پہاڑ پر کچھہ دور چڑھکر اپنی جگھہ ۴ ۲/۱۵ گھنٹہ میں
لوٹ آیا تھا تو وہ پہاڑی پر کتنی دور چڑھا ؟

۱۳ = وہ کونسا عدد ہے جس میں اگر ۲ ۱/۲ جوڑ دیں اور حاصل جمع کو ۴ ۱/۲ سے ضرب
دیں اور حاصل ضرب میں ۳ جمع کریں اور حاصل جمع کو ۱ ۱/۵ سے تقسیم کریں تو
خارج قسمت ۲۵ حاصل ہو ؟

۱۴ = اگر کسی عدد کے ۱/۴ و ۱/۵ و ۱/۱۰ حصہ ۳۲ میں سے نکالدیں تو کچھہ باقی
نہیں رہتا بتاؤ وہ کونسا عدد ہے ؟

۱۵ = ایک سوداگر نے دو گھوڑے ۹۰۰ روپے کو خریدے ان میں سے ایک کی قیمت
دوسرے کی قیمت کا ۴/۵ ہے تو ان گھوڑوں کی جُدا جُدا قیمت دریافت کرو ؟

۱۶ = ان دونوں عددوں کو دریافت کرو جنکا مجموعہ و تفاوت ۱۲۵۸۱۲ و ۲۶۴۳۸ ہے

۱۷ = دو اعداد کا تفاوت ۵ و مربعوں کا تفاوت ۲۲۵ ہے ان کو علیحدہ علیحدہ
دریافت کرو ؟

۱۸ = دو عددوں کا مجموعہ ۲۳ اور ان کے مربعوں کا فرق ۱۶۱ ہے ان اعداد کو

دریافت کرد؟

۱۹ = کچھ لڑکوں کے ۱/۴ کے جذرالمربع کا ۳ گنا مدرسہ میں پڑھنے کے لئے چلا گیا جو باقی رہے ان کے ۱/۵ ندی میں اشنان کے لئے روانہ ہوا جو باقی رہے اُنکا ۳/۷ رخصت پر تھا اگر باقی لڑکے ۱۲ رہ گئے ہوں تو کل کتنے لڑکے تھے؟

۲۰ = وہ کونسا عدد ہے کہ اگر اُسکے مجذور میں اسی عدد کو جمع کریں تو حاصل جمع ۱۳۲ ہو جاوے؟

۲۱ = وہ کون سے دو عدد ہیں جنکا مجموعہ ۱۲ اور حاصل ضرب ۳۲ ہے؟

۲۲ = محمد عباس اور منظفر حسین کے پاس کچھ روپیہ ہیں محمد عباس کے سرمایہ کا ۲/۵ منظفر حسین کے ۳/۴ سرمایہ سے بقدر ۹۶ کے کم ہے اور منظفر حسین کے سرمایہ کا ۵/۸ برابر ہے محمد عباس کے ۴/۵ کے تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ سرمایہ دریافت کرو؟

۲۳ = زید اور عمر و بکر نے ایک کام کا ۴/۵ حصہ ۲۴ دن میں طیار کیا ایک وقت میں جتنا کام زید بناتا تھا اتنا ہی عمر بناتا تھا زید اور عمر میں سے کوئی غیر حاضر ہو گیا اور باقی دونوں نے ۵/۹ کو ۴۸ دن میں بنایا تو ہر ایک علیحدہ علیحدہ اس کام کو کتنے عرصے میں کر سکتا ہے؟

۲۴ = ایک شخص دریا کی دہار پر ۱ ۱/۴ میل ۲۰ منٹ میں کشتی کو لیجاتا ہے لیکن اگر دہار کے بہاؤ کا لگاؤ نہو تو ۱/۴ گھنٹہ میں لیجاتا ہے تو بتاؤ رفتار دہار فی گھنٹہ کیا ہے اور کتنا وقت اُلٹی دہار پر آنے میں لگتا ہے؟

۲۵ = ایک کام بنانے کی مزدوری زید و عمر کی ۱۵ روپے ٹھری اکیلا زید ۴ دن میں اور اکیلا عمر ۵ دن میں اس کام کو بنا لیتے ہیں لیکن ایک لڑکا ان کے ساتھ

مل گیا کہ دو روز میں کام تمام کر دیا تو مزدوری ہر ایک کو کس طرح تقسیم کرنی چاہئے؟

۲۶ = بتاؤ کہ ۱۴۱ ۱/۱۴ میں سے کس عدد کو تفریق کریں کہ ۱۹ ۱/۷ بچپن اور ۲ ۳/۱۰ من ۳/۱۴ کو کس عدد میں ضرب دیں × کہ حاصل ضرب ۳ ۱/۲ من ۴/۵ حاصل ہو؟

۲۷ = وہ کونسا عدد ہے کہ جس میں سے اگر ۸/۹ - ۳/۴ تفریق کریں اور باقی پر وہ خارج قسمت زیادہ کریں جو ۲/۵ و ۲ ۱/۲ کی تقسیم سے نکلتا ہے تو مجموعہ ۱ ۸/۶۳ حاصل ہو؟

۲۸ = اگر ایک شخص اپنی جمع ۷۲۴ روپیہ میں سے ۱/۱۲ ایک سال میں خرچ کرے اور پھر باقی کا ۱/۲ دوسرے سال میں اور پھر باقی کا ۱/۱۴ تیسرے سال میں تو بتاؤ کہ اُسکے پاس کیا بچیگا؟

۲۹ = اگر کسی عدد کو ۴ میں ضرب دیکر ۵ جمع کر کے جذر المربع دریافت کرے ۷ سے تقسیم کر کے ۳۵ میں ضرب کریں تو ۲۵ حاصل ہوتے ہیں تو اس عدد کو دریافت کرو؟

۳۰ = دو عددوں کا تفاوت ۵ و مجموعہ ۶۵ ہے تو ان اعداد کو دریافت کرو؟

۳۱ = اُس عدد کو دریافت کرو جس میں سے اگر اُسی عدد کا تہائی کا جذر المربع تفریق کریں تو ۷۰ حاصل ہوں؟

۳۲ = کسی شخص نے منتری سبھا سے دریافت کیا کہ تمھارے ممبروں کی تعداد درج رجسٹر کتنی ہے اُس نے جواب دیا کہ موجودہ تعداد میں اگر اتنے ہی اور اور اُن کے ۳ گنے و نصف جمع کر دیں اور ایک آپ شریک ہو جاویں تو ہماری تعداد ۱۰۰ ہو جاویگی ممبروں کی تعداد دریافت کرو؟

۳۳ = کسی شخص کے پاس کچھ روپیہ جمع تھا اُس نے کل روپیہ کا ۱/۲ واں

حصہ خیرات کردیا اور جو باقی رہا اُس کے ⅓ کو فقیر فقیروں اور محتاجوں کے لئے محتاج خانہ میں لگا دیا اور ۵۰۰ روپیہ اپنے لڑکوں میں بانٹ دئے اگر اب اُسکے پاس ۲۲ روپیہ بچے ہوں تو کل سرمایہ دریافت کرو؟

۳۴ = کسی عدد کو ۱۴ میں ضرب دیکر ۹۱۴ تفریق کرکے ۲ سے تقسیم کریں تو خارج قسمت ۴۰۶۴ وصول ہوتی ہے تو اُس عدد کو دریافت کرو؟

۳۵ = کسی عدد کے چوتہائی کے جذر المربع میں کل کا $\frac{1}{12}$ جمع کرنے سے ۲۱۶ ہوجاتے ہیں تو اُس عدد کو دریافت کرو؟

۳۶ = دو عددوں کے مربعوں کا مجموعہ ۲۴۴ ہے اور ان عددوں کا تفاوت ۱۰ ہے تو ان اعداد کو دریافت کرو؟

۳۷ = ۸ کو کتنے سے ضرب کریں کہ حاصل ضرب میں ۵ جمع کرنے سے ۶۱ حاصل ہوں

۳۸ = اُس عدد کو دریافت کرو جسمیں اُسی عدد کا $\frac{1}{11}$ تفریق کریں اور حاصل تفریق میں اُسی عدد کا $\frac{1}{12}$ تفریق کریں اور موخر الذکر حاصل تفریق میں $\frac{1}{10}$ کل کا جمع کریں تو ۶۶۴ حاصل ہوں؟

۳۹ = دو عددوں کا تفاوت و مجموعہ ۴۷ و ۱۰۲ ہے اُنکو علیحدہ علیحدہ دریافت کرو؟

۴۰ = اُس عدد کو دریافت کرو جسکے جذر المربع میں ۳ جمع کرنے سے ۴۰ حاصل ہوں؟

اربعہ متناسبہ مستقیم त्रैराशिक (ترے راشک)

چونکہ اس قاعدہ کے اندر تین چیزیں معلوم ہوتی ہیں اور چوتھی چیز معلوم کرنی ہوتی ہے اس لئے اس قاعدہ کو اربعہ کہتے ہیں ان دی ہوئی چیزوں کو (پرمان) प्रमाण دلیل و (پھل) फल نتیجہ اور (اچھا) इच्छा خواہش کہتے ہیں ان میں دلیل و خواہش ایک جنس اور نتیجہ غیر جنس ہوتا ہے مثلاً ٢٠ درموں کے ١٠ پرستھ آتے ہیں تو ٤٠ درموں کے کتنے پرستھ آویں گے۔ اِس سوال میں دلیل ٢٠ درم ہے کیونکہ نتیجہ اُس کے مطابق ہوگا خواہش ٤٠ درم کیونکہ ٤٠ درم کے پرستھ دریافت کرنے کی خواہش ہے اور ١٠ پرستھ نتیجہ ہے اگر کسی سوال میں خواہش و دلیل ایک قسم کی نہوں تو اُن کو ایک جنس کر لینا لازم ہے مثلاً اگر ایک درم کے ١٠٠ آم آتے ہوں تو ٣ پن کے کتنے آویں گے یہاں دلیل کے درموں کو بھی پن کر لینا واجب ہے ❊

قاعدہ = خواہش و نتیجہ کی حاصل ضرب کو دلیل سے تقسیم کرو خارج قسمت جواب مطلوبہ ہوگا ❊

مثال = اگر $\frac{3}{7}$ نشک کی $\frac{5}{2}$ پل کیسر آتی ہو تو ہے پنساری جلد دریافت کر کہ ٩ نشک کی وہ ہی کیسر کتنی آویگی ؟

حل = دلیل $\frac{3}{7}$ نشک و نتیجہ $\frac{5}{2}$ پل و خواہش ٩ نشک

∴ جواب مطلوبہ = $\frac{5}{2} \times 9 \div \frac{3}{7} = \frac{45}{2} \times \frac{7}{3} = \frac{105}{2} = 52\frac{1}{2}$ پل کیسر آویگی

مثال دوم = اگر ۶۳ پل کپور ۱۰۴ نشک کا آتا ہو تو ۱۲ ¼ پل کپور ہم سکیں جلد سوچکر دریافت کرکتنے کا آوے گا ؟

حل = دلیل ۶۳ پل خواہش ۱۲ ¼ پل نتیجہ ۱۰۴ نشک

پس ۱۲ ¼ × ۱۰۴ ÷ ۶۳ = $\frac{۱۰۴ \times ۴۹}{۶۳ \times ۴}$ = $\frac{۱۸۲}{۹}$ = ۲۰ نشک ۳ درم ۸ پن ۳ کاکنی ۱۱ ⅓ کوڑی جواب ہوا۔

مثال سوم = اگر دو درم کے ۱ ⅛ کھاری چانول ملتے ہوں تو ۷ پنوں کے کتنے چانول آویں گے ؟

حل = یہاں دلیل میں درم اور خواہش میں پن ہیں اس لئے ۲ درم کے بھی پن ۳۲ بنا لئے اور موافق قاعدہ عمل کیا تو $\frac{۷ \times ۹}{۳۲ \times ۸}$ = ۲ کھاری ، درون ایک آڑہک ۲ پرستھ جواب حاصل ہوا +

اربعہ معکوس व्यस्त त्रराशिक (بیست ترے راشک)

جس سوال میں خواہش کم ہونے سے جواب زیادہ اور خواہش زیادہ ہونے سے جواب کم حاصل ہوتا ہو وہاں اربعہ معکوس عمل میں لانا لازم ہے +

مثال اول = دوسری جوڑ میں جوڑنے والا بیل ۴ نشک کو آتا ہو تو چھٹے بیلے (جوڑ) میں جوڑنے والا بیل کتنے کو آویگا ؟

حل = چونکہ جوں جوں جوڑ زیادہ ہوتی جاویگی تیوں تیوں بوجھ کم ہوتا جاویگا اس لئے اربعہ معکوس عمل میں لانا لازم ہے یعنی اس سوال کا جواب $\frac{\text{دلیل} \times \text{نتیجہ}}{\text{خواہش}}$ ہوگا +

پس $\frac{۴ \times ۲}{۶} = \frac{۸}{۶} = ۱\frac{۱}{۳}$ نشک قیمت دریافت ہوئی +

مثال دوم = ایک نشک کا سونا ۱۰ کے رنگ کا ایک گدیانک ملتا ہو تو ۱۵ رنگ کا سونا ایک نشک کا کتنا آویگا ؟

حل = سونا جتنے کم رنگ کا ہوگا اتنا ہی زیادہ قیمتی خیال کیا جاویگا اس لیئے یہاں ازبعہ معکوس عمل میں لانا لازم ہے ۔

پس $\frac{۱۰ \times ۱}{۱۵} = \frac{۲}{۳}$ گدیانک = ایک دہرن ۲ بل ۲ گنجا وزن مطلوب ۔

مثال سوم = ایک اناج کے ڈھیر کو ایک برتن سے جس میں ایک آڑہک اناج آتا ہے وزن کیا تو ۱۰۰ دفعہ بھر اگیا اُسی اناج کو اگر ۵ آڑہک والے برتن سے وزن کریں تو کتنے برتن اناج ہوگا ؟

حل = $\frac{۱۰۰ \times ۷}{۵} = ۲۰ \times ۷ = ۱۴۰$ برتن جواب مطلوب

ستّہ پंचराशिकादि (پنچ راشکادی)

جن سوالات میں ۳ سے زیادہ جنس معلوم ہوں اور ایک جنس ۴ و ۶ یا ۸ ویں معلوم کرنی ہو وہاں ستّہ تناسبہ عمل میں لانا چاہیئے ۔

قاعدہ = تمام سوالات میں چونکہ ایک جنس دریافت ہوتی ہے اس لئے غیر جنس ایک ہی ہوتی ہے یعنی نتیجہ ایک اور خواہش و دلیل کئی کئی ہوتی ہیں اب ہر دو کو علیحدہ علیحدہ لیکر نتیجہ شامل کرکے اربعہ بناؤ اور ایک لکیر آڑی کھینچکر تقسیم کرنے والے اعداد کو سیدہی طرف اور ضرب کئے جانے والے اعداد کو بائیں طرف لکھو جب کل اعداد ختم ہو جاویں تو ضرب کے عددوں کو آپس میں اور نتیجہ سے ضرب دیکر

دائیں طرف کے اعداد کی حاصل ضرب سے تقسیم کرو خارج قسمت جواب مطلوبہ ہوگا +

مثال اول = ایک ماہ میں ۱۰۰ روپیہ کا سود ۵ روپیہ ہوتا ہے تو ایک برس میں ۱۶ روپیہ کا سود دریافت کرو ؟

حل = اس سوال میں نتیجہ ۵ روپیہ ہے پس ایک لکیر آڑی کھینچکر اور دو جنس ۱۰۰ روپیہ و ۱۶ روپیہ شامل کرکے اربعہ قایم کیا تو ۱۰۰ روپیہ دلیل کو دائیں طرف اور ۱۶ روپیہ خواہش کو بائیں طرف لکھا پھر اسی طرح ایک ماہ و ۱۲ ماہ کو نتیجہ کے ساتھ شامل کرکے اربعہ قایم کیا تو ایک دلیل کو دائیں طرف و ۱۲ خواہش کو بائیں طرف لکھا۔

۱۶	۱۰۰
۱۲	۱

پس سود مطلوبہ = $\frac{12 \times 5 \times 16}{1 \times 100} = \frac{48}{5} = 9\frac{3}{5}$ روپیہ سود مطلوبہ دریافت ہوگیا +

مثال دوم = اگر ۱۰۰ روپیہ کا $1\frac{1}{3}$ ماہ میں سود $5\frac{1}{5}$ روپیہ ہو تو $3\frac{1}{5}$ میں $62\frac{1}{2}$ روپیہ کا سود کتنا ہوگا ؟

$\frac{16}{5}$	$\frac{4}{3}$
$\frac{125}{2}$	۱۰۰

حل = پس سود مطلوبہ = $\frac{16}{5} \times \frac{125}{2} \times \frac{26}{5} \times \frac{3}{4} \times \frac{1}{100}$

$= \frac{39}{5} = 7\frac{4}{5}$ روپیہ +

مثال سوم = ریشم کا ایک کپڑا تین ہاتھ چوڑا ۵ ہاتھ لمبا ۸ کپڑے اس قسم کے ۱۰۰ نشک کے آتے ہیں تو $\frac{1}{2}$ ہاتھ چوڑا $3\frac{1}{2}$ ہاتھ لمبا ایک کپڑا کتنے کو آوے گا ؟

۱	۸
$\frac{1}{2}$	۳
$\frac{7}{2}$	۵

حل = قیمت مطلوبہ = $\frac{100 \times 7}{8 \times 2 \times 8 \times 2 \times 3} = \frac{700}{768}$

= ۱۴ درم ۹ پن ایک کاکنی ۲ ۲/۳ کوڑی

مثال چہارم = ۱/۲ ہاتھ موٹے ۱۶ انگل چوڑے اور ۱۴ ہاتھ لمبے ۳۰ ٹپیلے ۱/۲ نشک کے ملتے ہیں تو ۸ انگل موٹے ۱۲ انگل چوڑے ۱۰ ہاتھ لمبے ۱۴ ٹپیلے کتنے میں آویں گے ؟

۱/۲	۸
۱۶	۱۲
۱۴	۱۰
۳۰	۱۴

حل = قیمت مطلوبہ = $\frac{۱۰۰ \times ۱۴ \times ۱۰ \times ۱۲ \times ۸}{۳۰ \times ۱۴ \times ۱۶ \times ۱۲} = \frac{۵۰}{۳}$

= ۱۶ ۲/۳ نشک ✦

مثال پنجم = پہلی قسم کے ٹپیلے اگر دو کوس لیجائے جاویں تو ۸ درم کرایہ لگتا ہے تو دوسری دفعہ جو بتلائے گئے ہیں انکو ۱۲ کوس لیجانے کا محصول دریافت کرو ؟

حل = بموجب قاعدہ عمل کرنے سے ۸ درم جواب حاصل ہوا ✦

تبادلہ भाण्डप्रति भाण्ड (بھانڈ پرتی بھانڈ)

جنسوں کا جنسوں کے ساتھ تبادلہ کرنیکا قاعدہ

جس جنس کا تبادلہ کرنا منظور ہے اُسکو آڑی لکیر کھینچکر بائیں طرف لکھو اور اُسکے دائیں طرف اُسکی ہم جنس تحریر کرو پھر بائیں ہاتھ کی جنس کے نیچے جو جنس جسقدر تبادلہ میں دائیں ہاتھ کی جنس کے بدلے میں آتی ہو رقم کرو پھر اُسکے برابر دائیں طرف اُسکی ہم جنس لکھو علیٰ ہذا القیاس اس طرح تمام جنسوں کو لکھو کہ ایک دوسرے کے تبادلہ کی چیزیں (×) اس طرح یا بمقابل ہوں غیر جنس بائیں ہاتھ کی طرف لکھکر بائیں طرف کی حاصل ضرب کو دائیں طرف

کی حاصل ضرب سے تقسیم کرو برابر قیمت جواب مطلوبہ ہوگا +

مثال = ۳۰۰ آموں کی قیمت ایک درم ہے اور ایک پن کے ۳۰ عدد انار آتے ہیں تو ۱۰ آموں کے کتنے انار آویں گے ؟

حل = لکیر کھینچکر ۱۰ آموں کو بائیں طرف لکھا اور ۱۰ آموں کی ہم جنس ۳۰۰ آموں کو دائیں طرف پھر ۳۰۰ آموں کی قیمت ایک درم = ۱۶ پن کو ۱۰ آموں کے نیچے بائیں طرف لکھا اور اسکی ہم جنس ایک پن کو دائیں طرف تحریر کیا اور ۳۰ انار قیمت ایک پن غیر جنس کو بائیں طرف لکھا پھر جواب معلوم کرنے کے لئے $\frac{۳۰ \times ۱۶ \times ۱۰}{۱ \times ۳۰۰}$ = ۱۶ انار جواب مطلوب معلوم ہو گیا

۳۰۰ آم	۱۰ آم
۱ پن	۱۶ پن
	۳۰ انار

مثال دوم حل شدہ از طرف مترجم = ایک بیل ڈیڑھ سو روپیہ ۱۵۰ کو آتا ہے اور ۶ بیلوں کی قیمت ۵۰ گایوں کی قیمت کے برابر ہے اور ایک گائے کی قیمت ۳ بکریوں کی قیمت کے برابر ہے تو ۱۰ بکریوں کی قیمت بتاؤ ؟

حل = بموجب قاعدہ اعداد کو ترتیب دی

۳ بکریاں	۱۰ بکریاں
۵۰ گائیں	۱ گائے
۱ بیل	۶ بیل
	۱۵۰ روپیہ

∴ قیمت ۱۰ بکری $\frac{۱۵۰ \times ۶ \times ۱ \times ۱۰}{۱ \times ۵۰ \times ۳}$

= ۶۰ روپیہ

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۲

۱ = ایک دیوالیہ ۱۰ روپیہ کے قرضہ میں ۶ روپیہ ۵ رہم پائی اپنے مال سے

ادا کر سکتا ہے اور اُسکے پاس ۹۵۰۰ روپیہ کا مال ہی تو قرضہ کتنا ہی؟

۲ = ۲۰۰۰ آدمیوں کے لئے خوراک ۹۵ دن کے لئے موجود تھی اگر ۱۵ دن کے بعد ۴۰۰ آدمی ان میں سے چلے جاویں تو بتاؤ وہ خوراک باقی آدمیوں کو کتنے دنوں کو کافی ہوگی؟

۳ = اگر ۲ من ۲۸½ سیر کا کرایہ ۵۲¼ میل کے لئے ۸ روپیہ ۱۱ر۴ پائی ہو تو ۷۰ من کا کرایہ ۴۶½ میل کے لئے کتنا دینا پڑیگا؟

۴ = ایک چراگاہ کی گھاس یکساں طور پر بڑھتی ہے اُسکو ۱۷ بیل ۳۰ دن میں یا ۱۹ بیل ۲۴ دن میں کھا جاتے ہیں تو بتاؤ کتنے بیل جن میں سے ۶ دن کے بعد ۴ کم کر دئے جاویں اس کھیت کی گھاس کو ۸ دن میں کھاویں گے؟

۵ = سرکاری کاغذات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لندن میں ایک ہفتہ کی بھیڑیں سو چند بیلوں سے آتی ہیں اور ۱۰۰ بھیڑوں کے ۱۳½ سور آتے ہیں اور ۲۸ سور پیچھے ۲۵ بچھڑے آتے ہیں اور سب ملکر جب ۱۰۰ آتے ہیں تو اُن کے ½ کے برابر گھوڑے آتے ہیں اور گھوڑے اور بیلوں کی تعداد ملکر ۳۵۸۷ ہے تو بتاؤ کتنے بیل آتے ہیں؟

۶ = ۱۲۸ گز کپڑا ۱۲۵ روپیہ کو خریدا اور اب مجھے اُسکے فروخت کرنے کی ضرورت ہوئی اس لئے میں نے اُسے ایسے نرخ سے فروخت کیا کہ مجھے اس قدر نقصان ہوا جتنا کہ ۱۲ گز کپڑے کے دام قیمت فروخت کے نرخ سے ہوتے تو بتاؤ کہ کپڑا کس نرخ سے فروخت کیا؟

۷ = ایک ریل کے بنانے میں جو روپیہ لگایا گیا وہ اس طرح حاصل ہوا کہ اس روپیہ کے

$\frac{5}{7}$ حصے تو حصہ داران سے لئے اور باقی ...... ۴۰ روپیہ سیکڑہ ۵ روپیہ شرح سود پر لیا گیا تو بتاؤ کہ اسکی آمدنی کیا ہونی چاہیئے کہ وہ اس طرح تقسیم ہو کہ ۴ روپیہ سیکڑہ تو خرچ مرمت اور نوکروں اور چاکروں کا ہو اور ۸ روپیہ سیکڑہ امانت میں جمع رہے اور ۴ $\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ سود حصہ داران کو اُن کے حصہ پر ملے ؟

۸ = مختلف قیمت پر ہر دو درجن بوتلیں شراب کی ۳۰ روپیہ کو مول لیں اور جو کم قیمت شراب تھی اُسکو ۱۵ روپیہ سیکڑہ نفع پر اور گران قیمت کی تھی اُسکو ۸ روپیہ سیکڑہ نقصان پر بیچا تو مجکو دونوں کی برابر برابر قیمت حاصل ہوئی تو ہر ایک درجن کی قیمت دریافت کرو ؟

۹ = مدراس اور بمبئی میں شرح مبادلہ ایک روپیہ ہے تو بتاؤ کہ مدراس میں کتنا روپیہ دیا جائے کہ بمبئی میں ۱۲۵۰ ہاتھ لگیں ؟

۱۰ = ۲ ناریل یا ۱۲ درجن امرود ایک روپیہ کے میوہ فروش سے لڑکے کو ملسکتے ہیں اُس نے ناریل خریدے اور پھر اُن کو اس طرح بدلنا شروع کیا کہ ہر ایک ناریل کے عوض ۵ ناشپاتیاں لیں اور پھر دو ناشپاتیوں کے عوض میں ۵ سیب پھر ۳ سیب کے عوض میں ۲ نارنگیاں پھر ایک نارنگی کے عوض میں ۲۱ اخروٹ اور ۵ اخروٹوں کے عوض میں دو امرود لئے تو بتاؤ کہ اُس بدل میں فائدہ تھا یا اس بدل میں فائدہ ہوا ؟

۱۱ = ایک پنساری نے ۴۸ سیر قہوہ ۶ ر ۸ پائی فی سیر کے حساب سے خریدی اور اس میں ۱۲ سیر ایک روپیہ ۱۰ ر ۸ پائی فی سیر کے حساب کی ملا ڈالی تو بتاؤ کہ اگر وہ ۸ ر ۸ پائی فی سیر کے حساب سے بیچ ڈالے تو کیا فیصدی نفع ہوگا ؟

۱۲ = دہلی سے ۲۷ میل پر ایک گاؤں میں جانے کے لئے میں شہر سے چلا راستہ میں ایک ڈاک گاڑی اس گاؤں سے اٹھارہویں ۱۸ میل پر مجھے ملی اور میں اپنے گھر سے ۷ بجے صبح کے چلا تھا اور گاڑی بھی اُسی وقت چلی تھی ڈاک ۱۰ میل فی گھنٹہ کے حساب سے چلتی ہے تو بتاؤ میں ڈاک سے کسوقت ملا اور کسوقت پہونچا؟

۱۳ = گھڑی میں جب منٹ اور گھنٹہ کی دونوں سوئیاں ۱۱ و ۱۲ بجے کے درمیان ملجاتی ہیں تو کیا بجا کرتا ہے اور جب زاویہ قایمہ بناتے ہیں تو کیا وقت ہوتا ہے اور جب ایک دوسرے کے مقابل ہوتی ہیں تو کیا بجتا ہے؟

۱۴ = ۶۰ سپاہیوں کے پاس پانچ ہفتہ کی خوراک تھی اگر ہر سپاہی ۸ چھٹانک کھاتا تھا تو بتاؤ کتنے سپاہی اس خوراک کو ۱۰ ہفتہ تک ۵ ½ چھٹانک کے حساب سے کھائیں گے؟

۱۵ = ۲۴ آدمی ایک کھائی ۲۴۰ گز لمبی اور ایک فٹ ۶ انچہ چوڑی اور ۴ فٹ گہری ۱۰ گھنٹہ کے دن سے ۳ روز میں کھودتے ہیں تو دوسری کتنی لمبی کھائی ۵ فٹ گہری ۲ فٹ ۳ انچہ چوڑی ۱۵ آدمی ۹ گھنٹہ کے دن سے ۱۵ دن میں کھود سکینگے؟

شراکت

मिश्रक व्योहार (مشرک بیوہار)

(نوٹ از طرف مترجم) شراکت کے ضمن میں لیلاوتی نے ان تمام سوالات کو جن میں کسی قسم کی ملاوٹ پائی جاتی ہو حل کیا ہے لیکن دیگر حساب داں اس ضمن میں صرف تجارتی شراکت کے سوالات حل کرتے ہیں +

قاعدہ = کل زر سے اصل و سود دریافت کرنا - دیں کے وقت سے

دلیل کے سرمایہ کو ضرب کرو اور کل زر کی مدت کو شرح سود میں ضرب دیکر حاصل ضربوں کو
جدا جدا رکھو ان دونوں حاصل ضربوں کا مجموعہ کرو پھر کل زر سے ہر ایک حاصل ضرب کو
جدا جدا ضرب کر کے مجموعہ حاصل ضربوں سے تقسیم کرو تو علیحدہ علیحدہ اصل و سود دریافت ہوگا
یا اشٹ کرم کے طریق سے جواب معلوم کرو۔

مثال = ۵ روپیہ ماہواری شرح سود فیصدی کے حساب سے ایک برس میں اصل معہ
سود ۱۰۰۰ ہوگیا تو اصل و سود علیحدہ علیحدہ دریافت کرو؟

حل = اول دلیل کے وقت ایک ماہ سے سرمایہ ۱۰۰ کو ضرب کی اور کل زر کی مدت
۱۲ سے شرح سود ۵ کو ضرب کیا تو ۱۰۰ و ۶۰ حاصل ضربیں ہوئیں مجموعہ حاصل ضربوں کا
= ۱۰۰ + ۶۰ = ۱۶۰

پھر کل زر ۱۰۰۰ سے علیحدہ علیحدہ ۶۰ و ۱۰۰ کو ضرب کر کے ۱۶۰ سے تقسیم کیا تو
۶۲۵ اصل و ۳۷۵ سود دریافت ہوگیا۔

فرض کرو کہ اصل ایک روپیہ ہے
پس کل زر = ۱ + $\frac{۳}{۵}$ سود سالتمام بطریق ستّہ = $\frac{۸}{۵}$
اب ۱۰۰۰ کو $\frac{۸}{۵}$ سے تقسیم کر کے ایک روپیہ سے ضرب کیا تو ۶۲۵ روپیہ اصل حاصل ہوئے
اور ۱۰۰۰ - ۶۲۵ = ۳۷۵ سود حاصل ہوا۔

اگر کچھ روپیہ کے کئی حصہ کر کے سود پر دیدیئے جاویں اور اُن کا سود معلوم ہو تو ان حصص کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرنے کا طریق۔

اپنے اپنے دلیل سرمایہ سے اپنے اپنے وقت کو ضرب کرو پھر شرح سود کو مدت

میں علیحدہ علیحدہ ضرب کرو اور اپنی اپنی حاصل ضربوں سے پہلی حاصل ضربوں کو جدا جدا تقسیم کرو خارج قسمتوں کا مجموعہ دریافت کرو ونیز خارج قسمتوں کو جدا جدا کل روپیہ اصل سے ضرب کرو اور حاصل ضربوں کو علیحدہ علیحدہ مجموعہ خارج قسمتوں سے تقسیم کرو آخرالذکر خارج قسمتیں علیحدہ علیحدہ حصہ جات مطلوبہ ہونگی۔

مثال = کسی شخص کے پاس ۹۴ نشک تھے اُس نے ان کے تین حصہ کر کے ایک حصہ شرح سود ۵ فیصدی پر ۷ ماہ کے لئے دوسرا حصہ ۳ روپیہ فیصدی ماہوار سے ۱۰ ماہ کے لئے اور تیسرا حصہ ۴ نشک شرح سود فیصدی پر ۵ ماہ کے لئے سود پر دیدئے اگر ان تینوں حصوں کا سود برابر ہو تو علیحدہ علیحدہ اصل دریافت کرو؟

حل = یہاں تینوں حصوں میں دلیل وقت ایک ماہ ہے اس لئے انکی حاصل ضرب ۱۰۰ و ۱۰۰ و ۱۰۰ ہوئی۔

پھر اپنے اپنے وقت سے شرح سود کو ضرب کی تو $۵ \times ۷ = ۳۵$ و $۳ \times ۱۰ = ۳۰$ و $۵ \times ۴ = ۲۰$ حاصل ہوئے۔

پھر خارج قسمتیں $\frac{۱۰۰}{۳۵} = \frac{۲۰}{۷}$ و $\frac{۱۰۰}{۳۰} = \frac{۱۰}{۳}$ و $\frac{۱۰۰}{۲۰} = ۵$ حاصل ہوئیں

مجموعہ خارج قسمتاں = $\frac{۲۰}{۷} + \frac{۱۰}{۳} + ۵ = \frac{۱۰۵ + ۷۰ + ۶۰}{۲۱} = \frac{۲۳۵}{۲۱}$

حاصلضرب علیحدہ علیحدہ $\frac{۲۰}{۷} \times ۹۴ = \frac{۱۸۸۰}{۷}$ و $\frac{۱۰}{۳} \times ۹۴ = \frac{۹۴۰}{۳}$ و $۵ \times ۹۴ = ۴۷۰$

∴ حصہ اول = $\frac{۱۸۸۰}{۷} \times \frac{۲۱}{۲۳۵} = ۲۴$ نشک

حصہ دوم = $\frac{۹۴۰}{۳} \times \frac{۲۱}{۲۳۵} = ۲۸$ نشک

حصہ سوم = $\frac{۲۱ \times ۴۷۰}{۲۳۵} = ۴۲$ نشک

تجارت میں نفع و نقصان وغیرہ کا حساب

تجارت میں جو روپیہ لگایا جاوے اُسکو (پرکشیپ) प्रक्षेप سرمایہ کہتے ہیں جو تجارت کے بعد حاصل ہوا اُسکو (مشر دھن) मिश्रधन سرمایہ حاصل شدہ کہتے ہیں۔

قاعدہ = ہر شخص کے علیحدہ علیحدہ سرمایہ سے سرمایہ حاصل شدہ کو ضرب دیکر مجموعہ اصل سرمایہ سے تقسیم کرو خارج قسمتیں علیحدہ علیحدہ ہر شخص کا حصہ ہونگیں اگر سرمایہ حاصل شدہ کم یا زیادہ ہوگیا ہو تو تجارت میں نقصان یا نفع ہوگا +

مثال = تین شخصوں نے ملکر تجارت کی پہلے نے ۵۱ دوسرے نے ۶۸ تیسرے نے ۸۵ نشک تجارت میں لگائے اگر کل دھن ۳۰۰ ہو جاوے تو ہر ایک کے حصہ میں کیا کیا آویگا؟

حل = سرمایہ = ۵۱ + ۶۸ + ۸۵ = ۲۰۴ نشک

حصہ شخص اول = $\frac{۵۱ \times ۳۰۰}{۲۰۴}$ = ۷۵ نشک

حصہ شخص دوم = $\frac{۶۸ \times ۳۰۰}{۲۰۴}$ = ۱۰۰ نشک

حصہ شخص سوم = $\frac{۸۵ \times ۳۰۰}{۲۰۴}$ = ۱۲۵ نشک

نوٹ از طرف مترجم = قاعدہ مذکورہ بالا کو آجکل کے محاسب شراکت متحد الزمان یعنی جس میں سرمایہ ہر شخص کا برابر وقت کے لئے لگا رہے اگر تمام حصہ داران اپنے اپنے روپیہ کو کم زیادہ میعاد کے لئے لگا دیں تو اُسکو مختلف الزمان کہتے ہیں ایسے سوالوں میں ہر شخص کے روپیہ کو مدت میں ضرب دیکر حاصل ضربوں کو جمع کرکے قاعدہ مذکورہ بالا عمل میں لانا واجب ہے +

مثال حل شدہ از طرف مترجم = اگر تین شخصوں نے ۴۰ و ۵۰ و ۶۰ روپیہ

۳ و ۵ و ۲ ماہ کے لیئے تجارت میں لگاکر ۱۰۰ روپیہ نفع حاصل کیا ہو تو ہر ایک کو کیا کیا ملنا واجب ہے ۔

مدت کو ہر شخص کے حصہ میں جدا جدا ضرب کی اور حاصل ضربوں کو جمع کیا تو

$$40 \times 3 + 50 \times 5 + 60 \times 2 = 120 + 250 + 120 = 490$$

پس نفع شخص اول = $\frac{100 \times 120}{490} = \frac{1200}{49}$ روپیہ

شخص دوم = $\frac{100 \times 250}{490} = \frac{2500}{49}$ روپیہ

〃 شخص سوم = $\frac{100 \times 120}{490} = \frac{1200}{49}$ روپیہ

جس کام کو کئی شخص علیحدہ علیحدہ ایک خاص عرصہ میں کر سکتے ہوں اُسکو سب کتنے عرصہ میں کرینگے یہ معلوم کرنے کا طریق

جتنے عرصہ میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک آدمی کسی کام کو کر سکتا ہو اُسکے شمار کنندہ کو نسب نما اور نسب نما کو شمار کنندہ بناکر جمع کر د حاصل جمع کے نسب نما کو شمار کنندہ اور شمار کنندہ کو نسب نما بنا دو جواب مطلوبہ ہوگا ۔

مثال = کسی تالاب میں چار چشموں سے پانی آتا ہے ان میں سے ہر ایک جدا جدا تالاب کو ۱ و $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$ دن میں بھر دیتا ہے اگر تمام چشمے ایک ساتھ کھولدیئے جاویں تو تالاب کتنی دیر میں پُر ہو جاویگا ؟

حل = بدلکر مجموعہ دریافت کیا تو $\frac{1}{1} + \frac{2}{1} + \frac{3}{1} + \frac{6}{1} = 12$

پس کل ملکر اُس حوض کو $\frac{1}{12}$ دن میں بھر دیں گے ۔

(نوٹ از طرف مترجم) اول دفعہ کسروں کو بدلنے سے ایک دن و ایک گھنٹہ

یا جیسا سوال میں بتلایا گیا ہو کام معلوم ہو جاویگا مثلاً چشمہ اول اس حوض کو ایک روز میں بھر دیتا ہے اور چشمہ دوم $\frac{1}{2}$ دن میں پس بدلنے سے چشمہ دوم ایک روز میں ۲ تالاب ایسے ایسے بھر دیگا جو صاف ظاہر ہے اور تیسرا ۳ و چوتھا ۶ تالاب ایک روز میں بھر دیگا - جب ہم کل کو جمع کرتے ہیں تو گویا تمام کا ایک روز کا کام ۱۲ تالاب ایسے ایسے پُر کرنے کا ہے اور اس لئے کل تالاب $\frac{1}{12}$ روز میں بھر جاویگا - اس بات کو اگر ناظرین بخوبی سمجھ لیں گے تو اس قسم کے کسی سوال میں حل کرتے وقت دقت کا سامنا نہ کرنا پڑیگا - جیسا کہ ہم دو مثالیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ⁂

مثال اول = زید ایک کام کو ۱۲ گھنٹہ میں اور عمر ۴ گھنٹہ میں اور بکر ۳ گھنٹہ میں پورا بنا سکتا ہے زید - عمر و بکر سبنے نصف گھنٹہ تک ملکر کام کیا پھر زید نے کام کرنا چھوڑ دیا تو کتنے عرصہ میں عمر و بکر اس کام کو تمام کر دینگے ؟

حل = چونکہ زید کل کام کو ۱۲ گھنٹہ میں ختم کر سکتا ہے لہذا زید نصف گھنٹہ میں اس کام کا $\frac{1}{12} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{24}$ بناویگا -

اور عمر اسی کام کا نصف گھنٹہ میں $\frac{1}{4} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8}$ بناویگا -

اور بکر اسی کام کا " $\frac{1}{3} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{6}$ بناویگا -

پس تینوں نے ملکر اس کام کا نصف گھنٹہ میں $\frac{1}{24} + \frac{1}{8} + \frac{1}{6} = \frac{1+3+4}{24}$

$= \frac{8}{24} = \frac{1}{3}$ بنایا

پس $1 - \frac{1}{3} = \frac{2}{3}$ کل کام کا بنانا باقی رہا

عمر و بکر اس کام کا $\frac{1}{6} + \frac{1}{8} = \frac{4+3}{24} = \frac{7}{24}$ نصف گھنٹے میں بناتے ہیں

تو $\frac{۲}{۳}$ اسی کام کا $\frac{۲}{۳} \times \frac{۱}{۲} \div \frac{۷}{۲۴} = \frac{۱}{۳} \times \frac{۲۴}{۷} = \frac{۸}{۷} = ۱\frac{۱}{۷}$ گھنٹہ میں بتاویں گے +

مثال دوم = ا و ب و س ملکر ایک کام کو ۲۰ روز میں بناتے ہیں اگر ان میں سے الف چلا جاوے تو وہ ہی کام ۳۰ دن میں ختم ہو جاتا ہے اگر ب چلا جاوے تو $۲۶\frac{۲}{۳}$ دن لگتے ہیں اور س کے چلے جانے سے وہ ہی کام $۳۴\frac{۲}{۷}$ دن میں ختم کر دیتے ہیں تو ہر ایک اس کام کو کتنے عرصہ میں کر سکتا ہے؟

حل = ∵ ا ب س اسکو ۲۰ روز میں پورا کرتے ہیں ∴ ایک دن میں $\frac{۱}{۲۰}$ اس کام کا پورا کرتے ہیں اور ب و س $\frac{۱}{۳۰}$ و ا و س $\frac{۳}{۸۰}$ اور ا و ب اسی کام کا $\frac{۷}{۲۴۰}$ بناتے ہیں۔

پس الف کا کام ایک روز کا $= \frac{۱}{۲۰} - \frac{۱}{۳۰} = \frac{۳-۲}{۶۰} = \frac{۱}{۶۰}$ کے

و ب کا کام ایک روز کا $= \frac{۱}{۲۰} - \frac{۳}{۸۰} = \frac{۴-۳}{۸۰} = \frac{۱}{۸۰}$ کے

و س کا کام ایک روز کا $= \frac{۱}{۲۰} - \frac{۷}{۲۴۰} = \frac{۱۲-۷}{۲۴۰} = \frac{۵}{۲۴۰}$ کے

پس الف اس کام کو ۶۰ روز میں پورا کر سکتا ہے

اور ب اُسی کام کو ۸۰ روز میں بنا سکتا ہے

اور اسی طرح س اکیلا ۴۸ روز میں ختم کریگا

اسی طرح جملہ سوالات اس قسم کے حل ہو سکتے ہیں +

دو چیزوں کو خاص نسبت سے ملا کر اگر خرید کریں تو ہر ایک کی قیمت و وزن دریافت کرنے کا طریق

اپنے اپنے حصوں کو اپنی اپنی قیمت میں ضرب دیکر اپنے اپنے وزن سے تقسیم کرو خارج قسمتوں کو علیحدہ علیحدہ قیمت خرید سے ضرب کر کے مجموعہ خارج قسمتوں سے تقسیم کرو تو قیمت مطلوبہ دریافت ہوگی۔

اگر اس مجموعہ سے حصہ اور لاگت کی حاصل ضربوں کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کریں تو وزن دریافت ہوگا +

مثال = $۳\frac{۱}{۲}$ من چانولوں کی قیمت ایک درم ہو اور ۸ من مونگ کی قیمت بھی ایک درم ہو تو ۲ و ایک کی نسبت سے ملائی ہوئی کھچڑی ۱۳ کاکنی کی خریدے جانے پر ہر ایک کا جُدا جُدا وزن و قیمت دریافت کرو؟

حل = چانول — مونگ

قیمت ایک درم — قیمت ایکدرم — سرمایہ لاگت $\frac{۱۳}{۱۶}$ درم ∵ ۱ کاکنی = $\frac{۱}{۱۶}$ درم

حصہ ۲ — حصہ ۱

وزن $\frac{۷}{۲}$ من — وزن ۸ من

اپنی اپنی قیمت کو اپنے اپنے حصہ میں ضرب دیکر وزن سے تقسیم کی تو $\frac{۱\times۲}{\frac{۷}{۲}} = ۲\times\frac{۲}{۷} = \frac{۴}{۷}$ و $\frac{۱\times۱}{۸} = \frac{۱}{۸}$ ہوئے۔

مجموعہ = $\frac{۱}{۸} + \frac{۴}{۷} = \frac{۳۲+۷}{۵۶} = \frac{۳۹}{۵۶}$

پس قیمت چانول = $\frac{\frac{۱۳}{۱۶}\times\frac{۴}{۷}}{\frac{۳۹}{۵۶}} = \frac{۴}{۷}\times\frac{۱۳}{۱۶}\times\frac{۵۶}{۳۹} = \frac{۱}{۶}$ درم

قیمت مونگ = $\frac{۱}{۸}\times\frac{۱۳}{۱۶}\div\frac{۳۹}{۵۶} = \frac{۱}{۸}\times\frac{۱۳}{۱۶}\times\frac{۵۶}{۳۹} = \frac{۷}{۱۹۲}$ درم

وزن چانول = $۲\times\frac{۱۳}{۱۶}\div\frac{۳۹}{۵۶} = ۲\times\frac{۱۳}{۱۶}\times\frac{۵۶}{۳۹} = \frac{۷}{۱۲}$ من

وزن ہونگ = $\frac{۷}{۱۲} \times \frac{۱}{۲} = \frac{۷}{۲۴}$ من

مثال دوم = ۲ نشک کا ایک پل آنے والا کپور ایک حصہ اور $\frac{۱}{۸}$ درم کا ایک پل آنے والا چندن ۱۶ حصہ و $\frac{۱}{۸}$ درم کا $\frac{۱}{۲}$ پل آنے والا اگر ۸ حصہ ایک نشک کے خرید کئے تو دریافت کرو کہ ہر ایک چیز کسقدر اور کتنی قیمت کی خرید کی ؟

حل =

	کپور	چندن	اگر
قیمت	۳۲ درم	$\frac{۱}{۸}$ درم	$\frac{۱}{۸}$ درم
وزن	ایک پل	ایک پل	$\frac{۱}{۲}$ پل
حصہ	۱	۱۶ حصہ	۸ حصہ

کل سرمایہ ۱۶ درم

مجموعہ حاصل ضربوں $\frac{\text{قیمت} \times \text{حصہ}}{\text{وزن}} = \frac{۱ \times ۳۲}{۱} + ۱۶ \times \frac{۱}{۸} + ۲ \times ۸ \times \frac{۱}{۸}$

$= ۳۲ + ۲ + ۲ = ۳۶$

قیمت کپور = $\frac{۳۲ \times ۱۶}{۳۶} = \frac{۱۲۸}{۹}$ درم

قیمت چندن = $\frac{۱۶ \times ۲}{۳۶} = \frac{۸}{۹}$ درم

قیمت اگر = $\frac{۱۶ \times ۲}{۳۶} = \frac{۸}{۹}$ درم

وزن کپور و چندن و اگر = $\frac{۱۶ \times ۱}{۳۶} = \frac{۴}{۹}$ و $\frac{۴}{۹} \times ۱۶ = \frac{۶۴}{۹}$ و $\frac{۴}{۹} \times ۸ =$ $\frac{۳۲}{۹}$ پل

جن سوالوں میں جواہرات کے بدلنے سے سرمایہ برابر ہوگیا ہو وہاں ہر جواہر کی نسبتی قیمت معلوم کرنیکا طریق

آدمیوں کی تعداد سے جواہرات کے بدلنے کی تعداد کو ضرب کرو حاصل ضرب کو جواہرات کی تعداد میں سے علیحدہ علیحدہ تفریق کرو جو باقی رہے اس سے کسی عدد فرض کردہ کو تقسیم کرو خارج قسمتیں علیحدہ علیحدہ قیمتیں جواہرات کی نسبتی ہونگی +

مثال = چار شخص جواہرات کی تجارت کے لئے روانہ ہوئے اُن میں سے ایک کے پاس ۸ مانک، دوسرے کے پاس ۱۰ نیل منی تیسرے کے پاس ۱۰۰ موتی اور چوتھے کے پاس ۵ ہیرے تھے اگر ہر ایک آپس میں ایک ایک جواہرات کا بدلہ کر لیتا تو سب کا سرمایہ برابر برابر ہو جاتا تو قیمت نسبتی ہر جواہر کی معلوم کرو؟

حل = تعداد آدمی ۴ سے تعداد تبدیلی جواہرات ا کو ضرب کیا تو ۴ حاصل ہوئے اب ۴ کو ہر تعداد میں سے علیحدہ علیحدہ تفریق کیا تو ۸-۴ = ۴ و ۱۰-۴ = ۶ و ۱۰۰-۴ = ۹۶ و ۵-۴ = ۱ حاصل ہوئے

ان جملہ اعداد سے کسی عدد فرض کردہ ۹۶ کو تقسیم کیا تو مانک نیل منی موتی و ہیرا کی قیمت نسبتی علیحدہ علیحدہ $\frac{۹۶}{۴}$ = ۲۴ و $\frac{۹۶}{۶}$ = ۱۶ و $\frac{۹۶}{۹۶}$ = ۱ و $\frac{۹۶}{۱}$ = ۹۶ حاصل ہوئی

(نوٹ از طرف مترجم) ایسے سوالات میں اگر ایک جواہر کی قیمت علیحدہ علیحدہ آسانی سے دریافت ہو سکتی ہے +

سونے کا رنگ و وزن معلوم کرنے کا طریق

جس جس نرخ کا سونا ایک جگہ ملایا گیا ہو انکو اپنی اپنی تول سے ضرب کرو حاصل ضربوں کے مجموعہ کو وزن کے مجموعہ سے تقسیم کرنے سے سونے کا رنگ معلوم ہو جاوے گا اور اگر نرخ سے تقسیم کریں تو وزن معلوم ہو جاویگا +

۵۷ اگرچہ عدد فرض کردہ کوئی تعداد ہو سکتی ہیں لیکن سہولیت کے لئے ایسا جواب صحیح اعداد میں حاصل کرنے کے لئے ذو اضعاف اقل حاصل تفریقوں کا لینا واجب ہے ۱۲

مثال = ۱۳ کے رنگ کا سونا ۱۰ ماشہ ۱۲ کا رنگ کا سونا ۴ ماشہ گیارہ کے رنگ کا ۲ ماشہ اور ۱۰ کے رنگ کا ۴ ماشہ ان سب سونوں کو ملا کر گلا ڈالا تو سونا کس رنگ کا حاصل ہوا ؟

حل = سونے کے رنگوں کو اپنے اپنے وزن سے ضرب دیکر مجموعہ معلوم کیا تو

۱۳ × ۱۰ + ۱۲ × ۴ + ۱۱ × ۲ + ۱۰ × ۴ = ۱۳۰ + ۴۸ + ۲۲ + ۴۰ = ۲۴۰ حاصل ضرب

مجموعہ وزن = ۱۰ + ۴ + ۲ + ۴ = ۲۰ ماشہ ∴ رنگ مطلوبہ = $\frac{۲۴۰}{۲۰}$ = ۱۲

مثال دوم = مثال مذکورہ بالا کا سونا شودھتے شودھتے ۱۶ ماشہ رہ گیا تو رنگ دریافت کرو ؟

حل = ہم نے مجموعہ مذکورہ بالا کو وزن سونے سے تقسیم کر دیا تو $\frac{۲۴۰}{۱۶}$ = ۱۵ رنگ دریافت ہو گیا +

جن جن رنگوں کے ملانے سے ایک رنگ ہوا ہے اُن میں سے اگر کسی سونے کا رنگ نہ معلوم ہو تو اُسکو دریافت کرنے کا طریق

بہت رنگوں کے ملانے سے جو رنگ (वर्णी ورن) حاصل ہوتا ہے اُسکو युतिजाति (یتی جات) رنگ کہتے ہیں یتی جات رنگ کو سونے وزن کے مجموعہ سے ضرب کرو ان میں سے سونے کی تول اور رنگوں کی حاصل ضرب کے مجموعہ کے تفریق کرنے سے جو باقی رہے اُسکو وزن سونا رنگ نہ معلومہ سے تقسیم کرو خارج قسمت رنگ حاصل ہوگا +

مثال = ۱۰ رنگ کا سونا ۸ ماشہ ۱۱ رنگ کا سونا ۲ ماشہ اور ایک سونا رنگ نہ معلوم ۶ ماشہ ان سب کو ملا کر گلانے سے ۱۲ رنگ کا سونا ہو گیا تو وہ کتنے رنگ کا سونا تھا ؟

حل = مجموعہ وزن = ۸ + ۲ + ۶ = ۱۶ ماشہ

پس حاصل ضربوں کا مجموعہ = ۱۶ × ۱۲ = ۱۹۲

دونوں حاصل ضربوں معلومہ اور مجموعہ کا تفاوت = ۱۹۲ - ۱۰ × ۸ - ۱۱ × ۲ = ۱۹۲ -

۸۰ - ۲۲ = ۱۹۲ - ۱۰۲ = ۹۰

پس رنگ مطلوبہ = $\frac{۹۰}{۶}$ = ۱۵

مثال دوم = ۱۰ رنگ کا سونا ۳ ماشہ ۱۴ رنگ کا سونا ایک ماشہ کچھ سونا ۱۶ کے رنگ کا ان سب کو ملا کر گلانے سے کل سونا ۱۱ رنگ کا ہوگیا تو وزن ۱۶ رنگ کے سونے کا معلوم کرو؟

حل = **قاعدہ** = کل سونے کے رنگ کو وزنوں کے مجموعہ سے ضرب کرو حاصل ضرب میں سے معلوم شدہ سونے کے رنگ و وزنوں کی حاصل ضربوں کو تفریق کرو حاصل تفریق کو کل سونے کے رنگ و نامعلومہ سونے کے رنگ کے تفاوت سے تقسیم کرو خارج قسمت جواب مطلوبہ ہوگا۔

مجموعہ وزن معلومہ = ۳ + ۱ = ۴ و حاصل ضرب مجموعہ وزن معلومہ و رنگ سونا = ۱۲ × ۴ = ۴۸ مجموعہ حاصل ضربان وزن معلومہ و رنگ سونا معلومہ = ۱۰ × ۳ + ۱۴ × ۱ = ۳۰ + ۱۴ = ۴۴ تفاوت حاصل ضربان = ۴۸ - ۴۴ = ۴

پس وزن مطلوبہ = ۴ ÷ (۱۶ - ۱۲) = ۴ ÷ ۴ = ایک ماشہ جواب مطلوب

قاعدہ چہارم = اگر دو قسموں کے ملانے سے ایک قسم کا سونا ہوگیا ہو تو انکی مقدار کی نسبت معلوم کرنے کا طریق۔

حاصل شدہ تعداد رنگ کو بڑے رنگ کی تعداد سے تفریق کرو حاصل تفریق وزن

کھرے سونے کا ہوگا - اور اگر اس رنگ حاصل شدہ میں سے چھوٹے رنگ کے سونے کو تفریق کریں تو وزن زیادہ رنگ والے سونے کا ہوگا -

مثال = کچھ سونا ۱۶ رنگ کا کچھ ۱۰ کے رنگ کا اکھٹا کرکے ملا دیا تو ۱۲ کے رنگ کا ہو گیا تو نسبت وزن دریافت کرو ؟

حل = ۱۶ - ۱۲ = ۴

۱۲ - ۱۰ = ۲

∴ ۱۶ رنگ : ۱۰ رنگ :: ۲ : ۴

یعنی اگر ۱۶ کے رنگ کا سونا ۲ ماشہ خرید کریں تو ۱۲ کے رنگ کا سونا ۴ ماشہ خرید کرنے سے ۱۲ کا رنگ حاصل ہو جاویگا -

(نوٹ از طرف مترجم) اگر مذکورہ بالا ۴ قاعدے لیلاوتی نے سونے کے لئے مخصوص کئے ہیں لیکن ان سے تمام قسم کے سوالات آمیزش حل ہو سکتے - مثال اول سے تمام سوالات اوسط حل ہو سکتے ہیں کیونکہ سوالات اوسط میں صرف ضرب دینے کی ضرورت نہیں ہوتی اور باقی سب وہی قاعدہ عمل میں لایا جاتا ہے سمجھ میں آنے کے لئے ایک سوال ذیل میں حل کرکے دکھلاتے ہیں -

مثال حل شدہ = کسی مدرسہ میں اول روز کی حاضری ۲۵ روز دوم کی ۳۵ روز سوم کی ۱۷ روز چہارم کی ۲۳ تو اوسط حاضری دریافت کرو ؟

مجموعہ کل ۲۵ + ۳۵ + ۱۷ + ۲۳ = ۱۰۰ تعداد دن چار

∴ اوسط حاضری = $\frac{۱۰۰}{۴}$ = ۲۵

یا سوالات از قسم ذیل بعینہٖ اسی قاعدہ سے حل ہو سکتے ہیں -

مثال دوم = کسی شخص نے ۶ سیر شکر ۲ ر فی سیر کے بھاؤ کی اور ۳ سیر شکر

۴ر فی سیر کے نرخ کی ۶ و ۱۵ سیر شکر ۱۰ر سیر کی ملا کر بیچ ڈالی تو اُسکو ۱۰ فی صدی نفع ہوا تو بتلاؤ کہ اُس نے کل شکر کس نرخ سے فروخت کی؟

قیمت کل شکر = ۶ × ۲ + ۳ × ۴ + ۱۵ × ۳/۲ = ۱۲ + ۱۲ + ۴۵/۲ = ۹۳/۲ آنہ

قیمت حاصل شدہ بقاعدہ اربعہ = ۹۳/۲ × ۱۱۰ ÷ ۱۰۰ = ۹۳/۲ × ۱۱۰ × ۱/۱۰۰ = ۱۰۲۳/۲۰ آنہ

کیونکہ ۱۰۰ آنہ خرچ کرنے سے ۱۰۰ + ۱۰ = ۱۱۰ آنہ ملتے ہیں اس لئے اربعہ کے قاعدہ سے ۹۳/۲ آنوں کے ۱۰۲۳/۲۰ آنہ ملے

اب مجموعہ وزن دریافت کیا تو ۶ + ۳ + ۱۵ = ۲۴ سیر حاصل ہوا

پس قیمت فی سیر = ۱۰۲۳/۲۰ ÷ ۲۴ = ۱۰۲۳/۲۰ × ۱/۲۴ = ۳۴۱/۱۶۰ آنہ = ۲ ۲۱/۱۶۰ آنہ جواب مطلوب۔ اسی طرح اور بہت قسم کے سوالات حل ہو سکتے ہیں

مثال سوم بموجب قاعدہ سوم۔ کچھ شکر ۳ر فی سیر کی اور ۱۶ سیر شکر ۴ر فی سیر کی و ۵ سیر شکر ۷ر فی سیر کی ملا کر ۴ر فی سیر کے حساب سے بیچنے پر کچھ نفع یا نقصان نہ ہوا تو ۳ر فی سیر والی شکر کتنی خرید کی تھی؟

حل = مجموعہ وزن معلومہ = ۱۶ + ۵ = ۲۱ سیر

حاصلضرب مجموعہ وزن معلومہ و قیمت فروخت = ۲۱ × ۴ = ۸۴

مجموعہ حاصل ضرب وزن معلومہ و قیمت معلومہ = ۱۶ × ۴ + ۵ × ۷ = ۶۴ + ۳۵ = ۹۹

تفاوت حاصل ضربان = ۹۹ - ۸۴ = ۱۵

پس وزن مطلوبہ = ۱۵ ÷ (۴ - ۳) = ۱۵ ÷ ۱ = ۱۵ سیر

یا زیادہ توضیح کے ساتھ یوں حل کر سکتے ہیں

مجموعہ وزن معلومہ = ۱۶ + ۵ = ۲۱ سیر

قیمت فروخت ۲۱ سیر = ۲۱ × ۴ = ۸۴ آنہ

قیمت خرید ۲۱ سیر = ۱۶ × ۴ + ۵ × ۷ = ۶۴ + ۳۵ = ۹۹ آنہ

فرق قیمت خرید و قیمت فروخت = ۹۹ - ۸۴ = ۱۵ آنہ

∴ وزن معلومہ = ۱۵ ÷ (قیمت فروخت - قیمت خرید) = ۱۵ ÷ ۱ = ۱۵ سیر جواب مطلوب

مثال چہارم بموجب قاعدہ چہارم = کچھ شکر ۴ روپیہ من و کچھ شکر ۳ روپیہ من کے حساب سے خرید کر ۳ $\frac{1}{4}$ روپیہ من کے حساب سے فروخت کرنے پر کچھ نفع یا نقصان نہ ہوا تو دونوں قسم کی شکر میں کس نسبت سے ملائی گئی تھیں؟

حل = قیمت فروخت - قیمت خرید شکر درجہ اول = ۴ - ۳ $\frac{1}{4}$ = $\frac{3}{4}$

قیمت خرید شکر درجہ دوم - قیمت فروخت = ۳ $\frac{1}{4}$ - ۳ = $\frac{1}{4}$

∴ ۳ روپیہ من شکر : ۴ روپیہ من شکر : : $\frac{3}{4}$: $\frac{1}{4}$: : ۳ : ۱

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۳

(۱) پیپہ ۱۲۶ گیلن شراب کا سوداگر نے ۷۰ پونڈ کو خریدا اس میں بوتلیں تعداد میں برابر ہاف پینٹ و پینٹ اور کوارٹ کے بھری ہوئی ہیں تو بتاؤ کہ اس میں ہر ایک قسم کے پیمانے کی کتنی درجنیں بوتلیں ڈالی گئیں اور ہر پیمانہ کو فی درجن کس حساب سے فروخت کریں کہ اصل پر ۱۵ فیصدی نفع ہو؟

(۲) جتنی دیر میں بکر ایک کام کو بناتا ہے اتنی دیر میں زید دو کام اور عمر ڈیڑھ کام

بناتا ہے تینوں نے ملکر دو دن کام کیا پھر اکیلے زید نے ½ دن اور پھر اکیلے
عمر نے ایک دن کام کیا تو کام ختم ہو گیا تو بتاؤ کہ زید و بکر ملکر اس کام کو کتنے
دنوں میں کر سکتے ہیں ؟

(۳) زید اور عمر نے ۲۰۰۰ روپیہ تجارت کے لئے ساجھے میں ملائے اور یہ ٹھیرا
کہ زید کو اہتمام تجارت کا حق ۱۰ روپیہ فی صدی ملے گا اور باقی نفع بموجب سرمایہ
کے دونوں میں تقسیم ہوگا کل نفع ۸۰۰ روپیہ کا سال اخیر میں ہوا تو بتلاؤ ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ کیا کیا ملا جب کہ زید کا ۷۵۰ روپیہ اور عمر کا ۱۲۵۰ روپیہ ہو ؟

(۴) زید نے ۱۰۰۰ روپیہ سے سوداگری کی ۲ برس کے بعد عمر کو شامل کیا جس کا
سرمایہ ۱۵۰۰ روپیہ تھا اور پھر ۳ برس کے بعد ۱۵۰۰ روپیہ نفع ملا تو عمر
کے حصہ میں کیا آیا ؟

(۵) زید و عمر و بکر نے اس طرح کہ زید نے ۷۰۰ روپیہ اور عمر نے ۵۰۰ روپیہ اور
بکر نے ۳۰۰ روپیہ ساجھے میں ملایا اور کل نفع ۴۵۰ روپیہ اُٹھا جس میں
۲۵ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے زید کو نفع ملا پس باقی نفع سے بکر کو کیا ملیگا ؟

(۶) کتنے روپیہ کا مول بیاج ۵۳۲ روپیہ ۷ / ۴ $\frac{4}{5}$ پائی ۱۰ سال میں ۳ $\frac{1}{2}$
روپیہ شرح سود سالانہ سے ہوگا اور پھر کتنے سال بعد مول بیاج ۵۶۶ روپیہ
۱۵ / ۷ پائی حاصل ہوگا ؟

(۷) ۵ روپیہ سیکڑہ سالانہ کے حساب سے کس اصل کا سود ۴ برس میں وہی ہوگا
جو ۲۵۰ روپیہ کا سود ۳ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے ۶ برس میں ہوتا ؟

(۸) ۲۲۰۰ روپیہ کے ۳ حصے کر کے ایک حصہ کو ۴ روپیہ شرح سود فیصدی

سالانہ پر ۶ سال کے لئے دوسرے کو ۳ روپیہ شرح سود فیصدی پر ۴ سال کے لئے اور تیسرے حصہ کو ۲½ روپیہ شرح سود فیصدی پر ۸ سال کے لئے لگا دیا تو ۱۶۸ روپیہ ۶۰ روپیہ و ۲۰۰ روپیہ سود حاصل ہوا تو ہر حصہ کو جدا جدا دریافت کرو

(۹) کچھ شکر ۴ روپیہ من کے نرخ سے اور کچھ ۳ روپیہ ۸ ر کے نرخ سے خرید کر $3\frac{9}{11}$ روپیہ من کے نرخ سے فروخت کر ڈالا تو ۴۲۰ روپیہ کی فروخت کرنے پر کچھ نفع یا نقصان نہ ہوا تو نسبت شکر ہر دو قسم معلوم کرو؟

(۱۰) چانولوں کا نرخ ۸ روپیہ من ہے اور دال کا ۲½ روپیہ من اور مصالحہ ۱۰ روپیہ من فروخت ہوتا ہے اگر ہر سہ چیز کو علیحدہ علیحدہ ایک حصہ ۴ حصے و $\frac{1}{8}$ حصہ ملا کر ۱۹ روپیہ ۴ ر کی خرید کریں تو ہر ایک کا وزن علیحدہ علیحدہ دریافت کرو؟

(۱۱) برفی ۔ پیڑا و لڈو ہر سہ اشیا ایک روپیہ کی علیحدہ علیحدہ ۲ سیر و ۲½ سیر و ۴ سیر آتی ہیں تو ۲۶ روپیہ کی خرید کئے جانے پر ہر ایک چیز کتنے کتنے کی آویگی جب کہ ہر ایک ۴ : ۳ : ۱۰ کی نسبت سے خرید کریں ؟

(۱۲) م ظرف میں ۲۷ گیلن شراب انگوری و ۱۱ گیلن برانڈی ہے اور ن ظرف میں ۳۴ گیلن شراب انگوری اور ۱۴ گیلن برانڈی ہے ان دونوں مخلوط شرابوں کی قوتوں کی نسبت بتلاؤ اور برانڈی کی قوت سہ چند انگوری شراب سے ہے ؟

(۱۳) ایک بدمعاش دوکاندار جھوٹی ترازو خریدتے و فروخت کرتے وقت استعمال کرتا ہے اور اس طرح ۱۱ فیصدی نفع زیادہ حاصل کرتا ہے اگر اسکی ترازو سچی ہوتی اگر خرید کرنے والی ترازو سے فروخت کیا جاوے اور فروخت کرنے والی ترازو سے خرید کیا جاوے تو کچھ نفع یا نقصان نہیں بیٹھتا تو اسکو فی صدی اصل کیا

منافع ہوتا ہے؟

(۱۴) الف لندن سے یورک کو اور ب اُسی وقت یورک سے لندن کو یکساں رفتار پر روانہ ہوئے۔ الف یورک میں ۱۶ گھنٹے بعد اور ب ۳۶ گھنٹے بعد سڑک پر آپس میں ملنے کے وقت سے پہنچ جاتے ہیں تو ہر ایک نے سفر کتنے کتنے عرصہ میں طے کیا؟

(۱۵) ایک بدمعاش کلال ایک پیپہ میں سے جس میں ۲۵۶ گیلن شراب ہے کچھ مقدار شراب کی نکالکر پانی بھر دیتا ہے اور پھر اسی طرح اتنی ہی مقدار نکال کر پانی سے بھر دیتا ہے ایسا ۴ دفعہ کرنے پر اس پیپہ میں ۸۱ گیلن اصلی شراب رہ جاتی ہے تو ہر دفعہ اس نے کتنی کتنی شراب نکالی؟

(۱۶) کچھ تعداد مزدوروں کی ایک ڈھیر روڑوں کا ۸ گھنٹہ میں اُٹھا سکتی ہے اگر ۸ آدمی اور ہوتے اور ہر ایک نے ۵ پونڈ کم ڈھوئے ہوتے تو ۷ گھنٹہ لگتے اگر ۸ آدمی کم ہوتے اور ۱۱ پونڈ ہر دفعہ زیادہ ڈھوتے تو ۹ گھنٹہ لگتے تو تعداد آدمیوں کی دریافت کرو اور بتلاؤ کہ ہر دفعہ میں ہر شخص کتنا بوجھ لیجاتا ہے؟

(۱۷) الف اور ب دونوں کے پاس ۱۰۰ انڈے تھے بازار میں جاکر فروخت کرنے سے ہر ایک کو برابر برابر قیمت حاصل ہوئی اگر الف ب کے برابر لیجاتا تو اُسکو ۱۸ پنس قیمت ملتی اور اگر ب الف کے برابر لیجاتا تو اُسکو صرف ۸ پنس وصول ہوتے تو ہر ایک کے پاس کتنے کتنے تھے؟

(۱۸) ایک گھوڑوں کے سوداگر نے گھوڑا خرید کیا اور پھر ۱۷۱ روپیہ کو فروخت کر دیا تو اُس نے جتنے روپیہ کا گھوڑا خریدا تھا اُتنے فیصدی نفع حاصل ہوا تو گھوڑے کی قیمت دریافت کرو؟

(۱۹) الف اور ب دونوں کے پاس ۳۰ گائیں تھیں مختلف قیمتوں پر فروخت کرنی سے ہر ایک کو برابر برابر قیمت وصول ہوئی اگر الف اپنی گایوں کو ب کے حساب سے فروخت کرتا تو اُس کو ۳۲۰ روپیہ ملتے اور اگر ب الف کے نرخ سے فروخت کرتا تو اُسکو ۲۴۵ روپیہ ملتے تو ہر ایک کے پاس کتنی کتنی گائیں تھیں ؟

(۲۰) ایک گھوڑے کو اگر میں ۲۴ پونڈ کا فروخت کرتا ہوں تو مجھکو قیمت خرید پہ فیصدی کا گھاٹا پڑتا ہے تو گھوڑے کی قیمت دریافت کرو ؟

(۲۱) ا ایک کام کو اکیلا ۲۵ دن میں بناتا ہے اور ب اُسی کام کو ۲۰ دن میں اور س ۲۴ دن میں تینوں نے ملکر اس کام کو ۲ دن تک کیا پھر ا اور ب چلے گئے مگر س کام کرتا رہا اور بعد ۸ ۳/۵ دن کے ا معہ د کے آیا اور اِن تینوں نے ملکر ۳ دن میں سارا کام تمام کر دیا تو بتاؤ د اکیلا اس کام کو کتنے دنوں میں کرتا ؟

(۲۲) کتنے اصل کا کل زر ۳ سال میں ۶ روپیہ سیکڑہ سال کی شرح سے ۳۷ ر روپیہ ۸ ر ہو جاویگا ؟

(۲۳) ۱۲۱ من گیہوں ایک بنیہ نے خریدے ۲۶ من ان میں سے ۱۷ ۱/۲ روپیہ سیکڑہ نفع لیکر بیچ ڈالے اور باقی گیہوں ۱۳ روپیہ سیکڑہ نفع پر اگر وہ سب کو پندرہ روپیہ سیکڑہ نفع پر فروخت کرتا تو جو اب اسکو ملا ہے اس سے ۵ روپیہ ۵ ر زیادہ ملتے تو بتاؤ فی من گیہوں کی کیا قیمت ہے ؟

(۲۴) ایک گھڑی ۲۴ سکنڈ فی گھنٹہ تیز چلتی ہے پانچ بجے بعد دوپہر کے وہ ٹھیک وقت پر لگائی گئی تو بتاؤ ۸ اور ۹ کے درمیان جب سوئیاں ٹھیک ایک دوسرے کے مقابل ہونگی وقت کیا ہوگا ؟

(۲۵) ۳۰۱۰ روپیہ کو ایسے تین حصوں میں تقسیم کرو کہ اگر پہلے حصہ کو ۴ روپیہ سیکڑہ پر
۳ برس تک اور دوسرے کو ۳ روپیہ سیکڑہ پر ۵ برس تک اور تیسرے کو ۲ ۱/۲
روپیہ سیکڑہ پر ۲ برس تک دیدیں تو سود معہ اصل دوسرے کا دوچند اول کے
اصل معہ سود سے اور تیسرے کا سود معہ اصل سہ چند دوسرے کے سود معہ اصل سے ہو

(۲۶) معمولی کام کرنے والے ۱۵۸ کاریگر ایک کارخانہ میں لگے ہوئے ہیں اور
ہر روز برابر گھنٹہ کام کرنے سے ایک ہفتہ میں ایک کام کو بنا لیتے ہیں لیکن اگر ان میں
دو آدمیوں میں لیاقت کام کرنے کی ۱/۲ و ۱/۹ حصہ کی کم ہو اور ۲ میں ۳/۵ و ۳/۱۷
حصہ کام کرنے کی زیادہ ہوتی ہو تو ۲۳/۸۳ گھنٹہ پہلے کام پورا ہو جاتا تو بتاؤ یہ
آدمی ہر روز کتنے کتنے گھنٹے کام کرتے تھے؟

(۲۷) ۵۴ روپیہ ۸ر کو ایسے چار حصوں میں تقسیم کرو کہ اُن کا سود ۴ و ۶ و ۷ و ۱۰
مہینوں میں جدا جدا ۳ و ۴ و ۵ و ۶ روپیہ سیکڑہ ماہواری کے حساب سے آپس میں برابر ہو

(۲۸) کیلی فورنیا میں اس کثرت سے سونا کان سے نکلا کہ اُسکی قیمت ۷ : ۵ کی
نسبت سے گھٹ گئی تو اس شخص کو کیا سیکڑہ نقصان ہوا جس نے اپنے لوٹ ۸۹ ۱/۲
روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے خریدے ہوں اور مساوی قیمت پر اور مساوی قیمت پر
بدلکر سونا مول لیا ہو؟

(۲۹) ایک شخص نے کچھ چاء ۶ روپیہ سیر کے حساب سے اور کچھ چار روپیہ سیر کے
حساب سے خریدی تو کس نسبت سے وہ ان دونوں کو ملادے کہ ۵ روپیہ ۴ر
فی سیر فروخت کرنے سے اُسکو نفع ۲۰ فیصدی کا ہر سیر کے فروخت کرنے میں ہو

(۳۰) ایک شخص اپنی آمدنی پر ۵ ۳/۵ پائی فی روپیہ انکم ٹیکس دیتا ہے اور

...۴۰۰۰ روپیہ کا قرضدار ہے اور ۳ ½ روپیہ سیکڑہ سالانہ سود ادا کرتا ہے اور بعد ان اخراجات کے ۱۵۶۸ روپیہ ۱۰ ار ۸ پائی بچتے ہیں تو اُسکی آمدنی دریافت کرو؟

(۳۱) جب زید ۷/۱۵ حصہ کام کے ۳۰ دن میں بنا چکا تو عمر کو مدد کے لیئے بُلایا اور دونوں نے ملکر ۶ دن میں تمام کام بنالیا تو بتاؤ ہر ایک علیحدہ علیحدہ اس کام کو کتنے دنوں میں بنادے گا؟

(۳۲) زید و عمر و بکر آپسمیں شریک ہیں زید کو کل نفع کا ⅕ حصہ ملتا ہے اور عمر کو بکر سے دو گنا اور اگر نفع فی صدی ½ کم ہو جاوے تو زید کی آمدنی میں ۴۰ روپیہ کم ہو جاتے ہیں تو اصل جمع بکر کی دریافت کرو؟

(۳۳) میاں بی بی ۵ ¼ من غلہ ۲۱۰ دن میں کھاتے ہیں ۱۵۰ دن تک تو دونوں نے ملکر اس غلہ کو کھایا پھر میاں چلدیا تو باقی غلہ کو بیوی نے ۱۶۰ دن میں کھایا تو بتاؤ ہر ایک نے ہر روز کتنا کتنا کھایا؟

(۳۴) ایک شخص نے ۱۱۷ بھیڑوں کا گلہ ۱۳۵ روپیہ کو خریدا اُس میں سے ۳ بھیڑیں گُم ہوگئیں اور ۱۸ بھیڑیں ایسی خراب تھیں کہ قیمت سے فی بھیڑ ۴ کم کو بکیں تو باقی بھیڑوں کو کس قیمت پر بیچے کہ کل نفع اُسکو ۶ ¼ روپیہ ہو؟

(۳۵) ایک اونس سونے کی قیمت ۳ پونڈ ۱۷ شلنگ ۱۰ ½ پنس ہے اور اُس کے جب سو ورن بنتے ہیں تو ۲۳ حصہ خالص سونے میں ۶ حصہ ملاؤ ہوتا ہے اور اس ملاؤ کی قیمت ۱ ½ پنس فی اونس ہوتی ہے تو بتاؤ کتنے کا سونا اور کتنے کا ملاؤ ۲۶۱۷ اونس بنانے کے لئے درکار ہوگا؟

حاصل جمع دریافت کرنے کے چٹکلے

श्रेढ़ी व्योहार
(شریڑہی بیوہار)

۱ و ۲ و ۳ و ۴ وغیرہ کسی عدد تک کی حاصل جمع دریافت کرنے کا طریق

جس عدد تک کی جمع دریافت کرنا مطلوب ہے، اُس عدد میں ایک جمع کر کے حاصل جمع کو عدد مذکور کے نصف سے ضرب کرو تو حاصل ضرب جمع مطلوبہ ہو گی۔

مثال = ۱+۲+ ... + ۹ کی حاصل جمع دریافت کرو؟

حل = ۹ میں ایک جمع کر کے ۱۰ کو $\frac{۹}{۲}$ میں ضرب کی تو ۹×۵ = ۴۵ حاصل جمع مطلوب حاصل ہوئی +

اگر پچھلوں عددوں کا مجموعہ اور اس سے اگلا عدد جمع کرتے چلے جاویں تو حاصل جمع دریافت کرنے کا طریق

جس عدد تک کا مجموعہ دریافت کرنا مقصود ہے اُس میں ۲ جمع کر کے حاصل جمع کو آخری عدد تک کی حاصل جمع سے ضرب دیکر ۳ پر تقسیم کرو خارج قسمت جواب مطلوبہ ہو گی۔

مثال = ۱ + (۱+۲) + (۱+۲+۳) + + ... (۱+۲+ ..... +۹) کا مجموعہ بتاؤ؟

حل = آخری عدد ۹ میں ۲ جمع کئے تو ۱۱ ہوئے

۹ تک کی جمع قاعدہ اول سے ۴۵ ہے پس مجموعہ مطلوبہ = $\frac{۴۵ \times ۱۱}{۳}$ = ۱۶۵

مربعوں کا مجموعہ دریافت کرنے کا قاعدہ

جس عدد تک کے مربعوں کا مجموعہ دریافت کرنا مقصود ہے اُس کو ۲ میں ضرب کرکے ایک جمع کرو حاصل جمع کو ۳ سے تقسیم کرکے ایک سے لیکر اس عدد تک کے مجموعہ سے ضرب کرو +

مثال = $(1)^2 + (2)^2 + (3)^2 + \ldots\ldots + (9)^2$ کا مجموعہ دریافت کرو؟

حل = $45 \times \frac{1+2\times 9}{3} = 45 \times \frac{19}{3} = 15 \times 19 = 285$ جواب مطلوب

مکعبوں کا مجموعہ معلوم کرنا

جس عدد کے مکعبوں کا مجموعہ دریافت کرنا ہے اُس عدد تک کے ہندسوں کا مجموعہ دریافت کرکے مربع کرو مکعب معلوم ہوجاویگا +

مثال = $(1)^3 + (2)^3 + (3)^3 + \ldots\ldots + (9)^3$ مجموعہ دریافت کرو؟

حل = مجموعہ عدد ۹ تک برابر ہے ۴۵ پس مکعب = $(45)^2 = 2025$

اگر بجائے ۱ و ۲ و ۳ وغیرہ کی حاصل جمع کرنیکے خاص فرق سے اعداد مذکورہ ہوں تو اُنکی حاصل جمع دریافت کرنے کا طریق

تعداد عددوں سے ایک کو تفریق کرکے فرق جو عددوں کے اندر ہو اُس سے ضرب کرو حاصل ضرب میں عدد اول جمع کرو حاصل جمع آخری عدد معلوم ہوگا - آخری عدد کی تعداد میں اول عدد کو جمع کرکے نصف کرو تو عدد درمیانی حاصل ہوگا اُسکو تعداد عدد سے ضرب کریں تو مجموعہ دریافت ہوگا +

مثال = کسی شخص نے اپنے قرضخواہ کو اول روز ۴ درم دیکر ہر روز پانچ پانچ

درم بڑھاکر ادا کیئے تو کل پندرہ روز میں کیا ادا کیا؟

حل = آخری دن کا روپیہ = (۱۵-۱) ۵ + ۴ = ۴ + ۵ × ۱۴ = ۴ + ۷۰ = ۷۴ درم

درمیانی دن یعنی ۸ ویں کا روپیہ = $\frac{۴ + ۷۴}{۲}$ = $\frac{۷۸}{۲}$ = ۳۹ درم

کل قرضہ جو ادا کیا = ۳۹ × ۱۵ = ۵۸۵ درم

اول دن کے روپیہ کو आदि آدی بڑھوتری کو चय چے اور تعدادوں کو गच्छ گچھ کہتے ہیں +

(نوٹ از طرف مترجم) سوال مذکورہ بالا کو اس طرح پر بھی ظاہر کر سکتے ہیں مجموعہ معلوم کرو ۴ + (۵ + ۴) + ۱۴ + ۱۹ + ۲۴ وغیرہ ۱۵ عدد تک

مثال دوم = اول روز سات درم دیگر پانچ درم ہر روز بڑھا کر دینے سے ۸ روز میں کیا ادا کیا؟

حل = $\frac{۷ + ۷ + ۵ (۸-۱)}{۲}$ × ۸ = $\frac{۱۴ + ۳۵}{۲}$ = $\frac{۴۹}{۲}$ × ۸ = ۱۹۶ درم

جواب مطلوب

اگر روز اول کا روپیہ نہ معلوم ہو تو اسکو معلوم کرنیکا طریق

کل روپیہ کو تعدادوں سے تقسیم کر کے خارج قسمت میں سے حاصل ضرب (تعداد ول ۱-) × $\frac{\text{تعداد بڑھوتری}}{}$ کو تفریق کرو۔

مثال = کسی شخص کو اول روز کچھ مزدوری دیگر ہر روز ۳ روپیہ بڑھاتے ہوئے ۷ روز تک مزدوری دینے سے ۱۰۵ روپیہ ہو گئے تو اول روز کیا دیا تھا؟

حل = تعداد دن سے کل روپیہ کو تقسیم کرنے سے $\frac{۱۰۵}{۷}$ = ۱۵ حاصل ہوئے

پھر ۱۵ - (تعداد دن - ۱) × $\frac{\text{تعداد بڑھوتری}}{۲}$ = ۱۵ - (۷-۱) × $\frac{۳}{۲}$ = ۱۵ - ۶ × $\frac{۳}{۲}$ =

۱۵ - ۹ = ۶ روپیہ جواب مطلوب

مثال = کوئی راجہ اپنے دشمن کے ہاتھیوں کے لینے کے لیئے روانہ ہوا روز اول ۲ یوجن چلکر رہ گیا اور پھر ۷ دن تک خاص تعداد یوجن بڑھا کر کوچ کرتے کرتے ۸۰ یوجن جا پہنچا تو بڑھوتری دریافت کرو؟

حل = ۸۰ کو ۷ سے تقسیم کرکے روز اول کی تعداد ۲ کو تفریق کیا تو ۸۰/۷ - ۲ ہوئے اسکو (تعداد دن - ۱)/۲ سے تقسیم کیا تو بڑھوتری = (۸۰/۷ - ۲) / ((۷ - ۱)/۲) = (۶۶/۷) / (۶/۲) = ۶۶/۷ × ۲/۶ = ۲۲/۷ حاصل ہوگئی

تعداد دن معلوم کرنے کا طریق

کل تعداد روپیہ کو دونی بڑھوتری سے ضرب کرو حاصل ضرب میں بڑھوتری کے نصف اور اول دن کے تفاوت کا مربع جمع کرکے جذر المربع میں اول دن کی تعداد تفریق کرو بڑھوتری کا نصف جمع کرو حاصل جمع کو بڑھوتری سے تقسیم کرو خارج قسمت عدد مطلوبہ ہوگا +

مثال = کسی شخص نے ۳۶۰ روپیہ قرضہ اول روز ۳ روپیہ دیکر ۲ روپیہ کی بڑھوتری سے ادا کیا تو کتنے دن لگے؟

حل = ۳۶۰ × بڑھوتری × ۲ = ۳۶۰ × ۲ × ۲ = ۱۴۴۰

بڑھوتری کے نصف اور اول روز کا تفاوت = ۳ - ۲/۲ = ۳ - ۱ = ۲

پس تعداد دن = (√(۱۴۴۰ + ۴) - ۳ + ۲/۲) / ۲ = (√۱۴۴۴ - ۳ + ۱) / ۲ = (۳۸ - ۲) / ۲

= ۳۶/۲ = ۱۸ دن جواب مطلوب

اگر کچھ روپیہ روز اول دیگر کسی خاص عدد سے ضرب دیکر ادا کرتے رہے ہوں تو مجموعہ معلوم کرنے کا طریق

اگر تعداد دن جفت ہے تو اُس کا نصف کر کے لفظ "مربع" علیحدہ تحریر کرو اگر طاق ہو تو ایک تفریق کر کے لفظ "ضرب" علیحدہ لکھو پھر دیکھو کہ نصف کرنے یا تفریق کرنے سے جو عدد حاصل ہوا ہے وہ جفت ہے یا طاق اگر جفت ہے تو اسی طرح نصف کر کے "مربع" پہلے لفظ کے نیچے لکھو اور اگر طاق ہے تو ایک تفریق کر کے لفظ "ضرب" پہلے لفظ کے نیچے لکھو۔ یہ عمل وہاں تک کیے جاؤ کہ تعداد ات صفر ہو جاوے اس طرح ایک فہرست طیار کرنے پر آخر میں لفظ "ضرب" حاصل ہوگا اُسکے سامنے جس عدد سے ہر روز ضرب کی گئی ہے اس عدد کو تحریر کرو اسکے اوپر اگر لفظ مربع ہے تو اُس عدد کا مربع "مربع" کے مقابل لکھو اگر ضرب ہے تو اُسی عدد میں ضرب کرو یہی عمل کرتے کرتے سب سے اوپر کے لفظ تک عمل کرو اس اوپر کے عدد میں سے ایک تفریق کر کے حاصل تفریق کو عدد ضرب کردہ نفی ایک سے تقسیم کر کے اول روز کے روپیہ سے ضرب کرو جواب مطلوبہ ہوگا۔

مثال = کسی شخص نے اول روز ۲ کوڑیاں دیکر یہ وعدہ کیا کہ ہر روز دونا دونا دیا کرونگا تو ۳۰ روز میں کیا ادا کیا؟

حل = تعداد دن ۳۰ جفت ہے، پس اسکا نصف ۱۵ کر کے لفظ مربع لکھا پھر ۱۵ چونکہ طاق ہے پس ایک تفریق کر کے لفظ ضرب لکھی۔ پھر ۱۴ جفت ہے اسکا نصف کر کے مربع لکھا

مربع ۱۰۷۳۷۴۱۸۲۴
ضرب ۳۲۷۶۸
مربع ۱۶۳۸۴

۱۴ ÷ ۲ = ۷

۷ - ۱ = ۶ ... ضرب ۱۲۸
۶ ÷ ۲ = ۳ .... مربع ۶۴
۳ - ۱ = ۲ .... ضرب ۸
۲ ÷ ۲ = ۱ .... مربع ۴
۱ - ۱ = ... ضرب ۲

اب ضرب کے سامنے ضرب کردہ عدد ۲ لکھا اُسکے اوپر ''مربع'' ہے پس $(۲)^۲$ = ۴ کو اُسکے مقابل لکھا پھر ضرب کے سامنے ۴ × ۲ = ۸ لکھا علیٰ ہذا القیاس آخری عدد ۱۰۷۳۷۴۱۸۲۴ میں سے ایک تفریق کرکے ۲ - ۱ = ۱ سے تقسیم کرکے ۲ کوڑی سے ضرب کردی تو ۲۱۴۷۴۸۳۶۴۶ کوڑی = ۱۰۴۸۵ اشکہ ۹ دم ۹ پن ۲ کاکنی ۶ کوڑی جواب دریافت ہو گیا ؞

سوال دوم = اول روز ۲ روپیہ دیگر تگنا تگنا سات روز تک دینے سے کیا ادا ہوا

حل =

۷ - ۱ = ۶ .... ضرب ۲۱۸۷
۶ ÷ ۲ = ۳ ... مربع ۷۲۹
۳ - ۱ = ۲ ... ضرب ۲۷
۲ ÷ ۲ = ۱ ... مربع ۹
۱ - ۱ = ... ضرب ۳

کل روپیہ = $۲ \times \frac{۲۱۸۷ - ۱}{۳ - ۱} = ۲ \times \frac{۲۱۸۶}{۲} = ۲۱۸۶$ روپیہ

(نوٹ از طرف مترجم) کسی عدد کی کوئی بھی قوت اس قاعدہ سے آسانی کے ساتھ دریافت ہو سکتی ہے مثلاً ۲ کی ۸ ویں قوت معلوم کرنی ہے تو

۸ ÷ ۲ = ۴ . . . مربع ۲۵۶

۴ ÷ ۲ = ۲ . . . مربع ۱۶

۲ ÷ ۲ = ۱ . . . مربع ۴

۱ ÷ ۱ = ۰ . . . ضرب ۲

پس (۲)۸ = ۲۵۶

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۴

(۱) بڑھوتری دریافت کرو جب کہ عدد اول ۱ اور آخری ۵۰ اور مجموعہ ۴۰۸ ہو؟

(۲) ایک غریب نجار نے اپنا قرض ادا کرنے کے لئے وعدہ کیا میں ۵ شلنگ اول ہفتہ میں دیگر ہمیشہ ۳ و ۳ شلنگ بڑھا کر دیتا رہونگا آخری روز اُس نے ۱۵ پونڈ ۲ شلنگ ادا کئے تو اُس نے کتنا اور کتنے ہفتہ تک ادا کیا؟

(۳) قرضہ اول ہفتہ ایک شلنگ ادا کرے اور دوسرے ہفتہ ۳ شلنگ و تیسرے ہفتہ ۵ وغیرہ وغیرہ ادا کرے سال بھر میں کل قرضہ ادا کر دیا تو آخری تعداد قرضہ اور کل قرضہ دریافت کرو؟

(۴) پہلے روز ۹ دیگر آخری روز $\frac{5}{4}$ دیا اور کل عدد ۱۲ ہیں تو گھٹوتری دریافت کرو

(۵) ۱۱ عددوں کا مجموعہ جو برابر $\frac{3}{5}$ کی بڑھوتری سے حاصل ہوں ۲۲ ہے تو عدد اول دریافت کرو؟

(۶) مجموعہ دریافت کرو $(5)^2 + (7)^2 + (9)^2 + \ldots + (25)^2$ ؟

(۷) مجموعہ دریافت کرو ۱ + ۳ + ۵ + ۷ + ... وغیرہ ۳۰ عدد تک

(۸) مجموعہ دریافت کرو ۵ + ۴ + $\frac{4}{4}$۳ + $\frac{1}{2}$۴ وغیرہ ۲۱ عدد تک

(۹) ۲+۷+۱۲+ وغیرہ ۱۰۱ عدد تک

(۱۰) (۱)^{۴} + (۲)^{۳} + (۳)^{۳} + وغیرہ ۵۰ عدد تک

(۱۱) کسی آدمی نے اول روز ۳ روپیہ دیگر ہر روز اس کا تگنا تگنا دیتا رہا تو ۱۰ روز میں کیا دیا؟

(۱۲) اول روز ۲ روپیہ دیگر ہر روز ۲ گُنا ۲ گُنا دینے سے آٹھ روز میں کیا دیا

(۱۳) ۳ کی ۵ ویں قوت دریافت کرو؟

(۱۴) سادہ کرو (۴)^{۳} + (۸)^{۵} + (۱۷)^{۱۶} + (۵) ۵

(۱۵) سادہ کرو $\left(\frac{۱۶}{۹} \times \frac{\frac{۳}{۴} \div \frac{۳}{۴} \times \frac{۳}{۴}}{\frac{۳}{۴} \div \frac{۲}{۴} \text{ کا } \frac{۳}{۴}} \right)^{۱۲۵}$

ضمیمہ از طرف مترجم

سود در سود

سود در سود سالانہ یا ششماہی ہوا کرتا ہے جو سود بعد سال اول یا ششماہی اول جیسے طے ہو جاوے حاصل ہو اُسکو اصل میں جمع کر دیتے ہیں یہ کل زر ششماہی دوم یا سال دوم کا اصل قرار دیا جاتا ہے اس طرح کرتے کرتے جو آخری کل زر ہوتا ہے اگر اُس میں سے اصل اصلی نکالدیں تو سود در سود دریافت ہو جاتا ہے غالبًا جیسا منوسمرتی سے ظاہر ہے پورانے زمانے میں اسقدر سود نہ لیا جاتا کی وجہ سے پچھلے محاسب اس قاعدہ سے ناواقف تھے لیکن جو اسکی حقیقت ہے اگر اچھی طرح طالب علم سمجھ لے تو بخوبی پچھلے قاعدوں سے حل کر سکے گا +

گو انگریزی اور اُردو محاسبوں کا طریق و مہاجنی طریقہ بالکل ایک بنا پر مبنی ہیں تاہم ہمکو مہاجنی طریقہ زیادہ پسند ہے اس لئے اس کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اصل کو سود سے ضرب دیکر انک تصور کر کے ۱۰۰ انک کا روپیہ مانکہ کٹوتی کرو جو حاصل ہو اس میں اصل جمع کرو یہ کل زر سال دوم یا ششماہی دوم کا اصل ہوگا جتنے سال کا دریافت کرنا منظور ہو اسی طرح عمل کرو +

مثال = ۷۲۰ روپیہ کا ۳ سال میں ۵ روپیہ سیکڑہ سالانہ کے حساب سے سود در سود دریافت کرو ؟

حل =

انک سال اول ۷۲۰ × ۵ = ۳۶۰۰ = ۳۶ روپیہ سود سال اول

۷۲۰ روپیہ اصل

۷۵۶ روپیہ کل زر یا اصل برائے سال دوم

انک سال دوم ۷۵۶ × ۵ = ۳۷۸۰ = ۳۷ روپیہ ۱۳ ار سود سال دوم

۷۵۶ روپیہ اصل سال دوم

۷۹۳ روپیہ ۱۳ ار اصل برائے سال سوم

انک سال سوم ۷۹۳ × ۵ = ۳۹۶۹ = ۳۹ روپیہ ۱۱ ار سود سال سوم

۷۹۳ روپیہ ۱۳ ار اصل سال سوم

۸۳۳ روپیہ ۸ ر کل زر

۷۲۰

جواب مطلوب ۱۱۳ روپیہ ۸ ر سود در سود تینوں سالوں کا

اسی طرح جملہ سوالات اس قاعدہ کے حل ہو سکتے ہیں +

متی کاٹا

متی کاٹے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ روپیہ جو ہم خاص مدت کے بعد خاص شرح سود سے لیتے اگر اب لیا چاہیں تو کیا لیں تاکہ فریقین کو گھاٹا نہ رہے مثلاً ۵۰۰ روپیہ کسی شرح سود سے ۹ ماہ بعد واجب الادا ہیں تو اسکے یہ معنی ہیں کہ جب آج کی تاریخ سے ۹ ماہ گزر چکیں گے تو ۵۰۰ روپیہ ادا کرنا ہوگا اگر ہم آج اس روپیہ کو لیا چاہیں تو چونکہ قرضدار کو پہلے ادا کرنا پڑے گا لہذا وہ ہمکو بجائے ۵۰۰ روپیہ ادا کرنیکے ۹ ماہ کا بیاج آج کی اصل پر کاٹ کر دیگا کیا معنی کہ ۵۰۰ روپیہ ۹ ماہ کا کل زر معہ اصل وسود ہے اس شرح سے جو کہ ہم اپنے قرضدار سے فیصل کر چکے ہیں اب اس سوال کا حل کرنا کیا مشکل ہے یعنی اس سوال کی صورت اب یہ ہوگئی کہ قیمت حال (اصل) اس روپیہ کی جو کسی خاص شرح سود پر دیا گیا ہے اور ۹ ماہ بعد ۵۰۰ ہو گیا ہو معلوم کرو۔ اصل و کل زر کا تفاوت یعنی سود اس حالت میں متی کاٹا کہلاویگا +

فرض کرو کہ شرح سود فیصدی ماہواری ۲ روپیہ ہے تو مشترک بیوپار طریق اول کے بموجب حل کرنے سے ۹ ماہ × ۲ = ۱۸ و ۱۰۰ × ۱ = ۱۰۰ مجموعہ ۱۰۰ + ۱۸ = ۱۱۸

پس اصل یعنی قیمت حال $= \frac{۵۰۰ \times ۱۰۰}{۱۱۸} = \frac{۲۵۰۰۰}{۵۹}$ روپیہ

اور متی کاٹا $= \frac{۵۰۰ \times ۱۸}{۱۱۸} = \frac{۴۵۰۰}{۵۹}$ روپیہ

راس المال یا اسٹاک

انگریزی ممالک اور موجودہ وقت میں ہندوستان میں بھی کئی آدمی ملکر تجارت کی بڑی بڑی جماعتیں بنا لیتے ہیں ہر شخص جو ایک حصہ یا زیادہ کمپنی کا خرید کرے اُس کمپنی کا حصہ دار خیال کیا جاتا ہے عموماً ہر حصہ ایک صد روپیہ کا ہوتا ہے جو منافع کل ہوتا ہے اُسکو حصہ داران کے اندر سال آخر میں تقسیم کر دیا کرتے ہیں جب کمپنی کے حصہ داران زیادہ ہو جاتے ہیں اور سرمایہ پورا ہو چکتا ہے جو دیگر اشخاص پھر حصہ خرید کیا چاہیں اُنکو ۱۰۰ روپیہ سے بہرحال زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے یعنی ایک حصہ کی قیمت گراں ہو جاتی ہے اسی طرح اگر منافع کم ہو اور حصہ داران کمپنی سے قطع تعلق کیا چاہیں تو اپنے اپنے حصے دوسروں کو کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں اس طرح ایک حصہ ۱۰۰ روپیہ کا ۱۰۰ روپیہ سے زیادہ یا اس سے کم یا پوری قیمت پر فروخت ہو سکتا ہے جس قاعدہ سے ان تمام سوالات کو حل کرتے ہیں اُسکو راس المال یا اسٹاک کہتے ہیں مثلاً

مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ ۳ روپیہ سیکڑہ نوٹ کا بھاؤ ۹۶ روپیہ ۷ / ۶ پائی ہے تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ جو شخص ۹۶ روپیہ ۷ / ۶ پائی ادا کریگا اُسکو ایک حصہ باقراری مبلغ ۱۰۰ روپیہ حاصل ہو جاویگا اور اُسکو ۳ روپیہ سالانہ ملتے رہیں گے۔ اگر وہ کمپنی کبھی کل سرمایہ ادا کرنا چاہے تو اُس شخصکو بجائے قیمت خرید کے ۱۰۰ روپیہ ادا کریگی *

ایسے سوالات میں ۱۰۰ روپیہ کو اسٹاک یا راس المال کہتے ہیں اسٹاک اور

قیمت نقد میں ہر وقت خیال رکھنا واجب ہے تاکہ مغالطہ کا احتمال نہ رہے +
اس تشریح ہماری مصنفہ لیلاوتی کے شاگرد ہر سوال کو آنًا فانًا میں حل کرسکتے ہیں اور ان کو کوئی دقت پیش نہ آویگی اکثر یہ حصے دلالوں کی معرفت فروخت و خرید کیے جاتے ہیں ہم جب اپنا حصہ فروخت کیا چاہیں تو ہمکو حق دلالی کاٹ کر روپیہ میگا اور پس ہم کو اصلی بھاؤ سے دلالی کاٹ کر کم روپیہ ملسکیگا اور اسی طرح اگر ہم خرید کیا چاہیں تو ہمکو بجائے روپیہ بھاؤ اصلی ادا کرنے کے دلالی کا حق زیادہ ادا کرنا ہوگا +

مثال = نوٹ کا بھاؤ $98\frac{7}{8}$ روپیہ سیکڑہ ہے اور اُس میں $\frac{1}{8}$ فی صدی دلالی کا ادا کرنا پڑتا ہے تو بتاؤ ۱۹۲۰ روپیہ ۱۰ ار ۸ پائی کے نوٹوں کا مجھکو کیا ملیگا ؟

حل = ۱۰۰ روپیہ کا اگر نوٹ فروخت کرنا منظور ہے تو ہمکو $98\frac{7}{8} - \frac{1}{8} = 98\frac{3}{4}$ روپیہ ملتا ہے پس یہ قاعدہ اربعہ ہمکو ۱۹۲۰ روپیہ ۱۰ ار ۸ پائی کا

$$\frac{1920 \text{ روپیہ } 10 \text{ ار } 8 \text{ پائی} \times 98\frac{3}{4}}{100} = 1896 \text{ روپیہ } 10 \text{ ار } 6\frac{2}{5} \text{ پائی}$$ ملیگا

مثال دوم = اگر ۱۰۰ روپیہ نوٹ خرید اجاوے تو تین روپیہ سیکڑہ سود والا بحساب $89\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ کے زیادہ فائدہ مند ہوگا یا $3\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ سود والا بحساب $98\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ والا۔

حل = چونکہ صورت اول میں $89\frac{1}{2}$ روپیہ پر ۳ روپیہ سود ملتا ہے اور صورت دوم میں $98\frac{1}{2}$ روپیہ پر $3\frac{1}{2}$ ملتا ہے پس $98\frac{1}{2}$ روپیہ والے نوٹ کا منافع $89\frac{1}{2}$ پر معلوم کیا

$$\frac{89\frac{1}{2} \times 3\frac{1}{2}}{98\frac{1}{2}} = \frac{\frac{179}{2} \times \frac{7}{2}}{\frac{197}{2}} = \frac{179}{2} \times \frac{7}{2} \times \frac{2}{197} = \frac{1253}{394} = 3\frac{71}{394}$$ روپیہ

چونکہ صورت اول میں ۸۹ ½ پر ۳ روپیہ سود ملتا ہے اور صورت دوم میں ۸۹ ½ پر ۳ $\frac{17}{294}$ روپیہ سود ملتا ہے پس اگر اسٹاک دوم خرید کیا جاوے تو منافع رہیگا۔

سوالات مشقی از طرف مترجم نمبری ۱۵

(۱) ۲۰۰۰ روپیہ کے سرمایہ سے کیا آمدنی اس صورت میں ہوگی کہ اُسکے ½ حصہ سے ۹۸ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے ۴ روپیہ سیکڑہ سود کا نوٹ خریدیں اور باقی روپیہ میں راس المال برابر پر ۳ ½ روپیہ سیکڑہ سود کا مول لیں۔

(۲) ایک ساہوکار ۹۰ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ کا راس المال کسقدر روپیہ کو خریدکرے کہ اسکو سالانہ آمدنی اتنی حاصل ہو جتنی کہ ۱۱۰۰ روپیہ کی جمع سے ۹۹ روپیہ فیصدی کے راس المال خریدنے سے ہوتی ہو۔

(۳) ۱۲۶۰۰ روپیہ کے راس المال پر ۳ روپیہ فیصدی سود کے حساب سے کیا آمدنی ہوگی اور ۹۵ فیصدی کے بھاؤ سے وہ کتنے کو فروخت ہوگا؟

(۴) ایک شخص ۱۰۳۷ روپیہ ۸ رسے ۸۳ روپیہ کے بھاؤ سے اور ۳ روپیہ فیصدی کا راس المال خریدا اور جب اسکا بھاؤ ایک روپیہ سیکڑہ بڑھگیا تب اُس نے اسکو ۹۶ روپیہ کے بھاؤ اور ۴ روپیہ سود فیصدی کے بھاؤ سے بدل ڈالا تو بتاؤ اس مبادلہ سے اسکی آمدنی میں کیا فرق پڑا؟

(۵) ایک ہنڈوی ۱۷ اپارچ ۵۲ سنہ کو ۳ مہینے کی مدت پر لکھی گئی اور $\frac{35}{4}$ روپیہ سیکڑہ ستی کاٹ کر ۲ مئی کو پٹ گئی تو بتاؤ کہ ستی کاٹے کا کیا گٹا؟

(۶) ایک شخص نے اپنے مال کے بیچنے کی دو طرح سے نیت کی اول یہ کہ

نقد بیچے دوم یہ کہ ۲۰ روز کی میعاد اور ۵ روپیہ سیکڑہ کٹوتی پر قرض فروخت کرے تو بتاؤ قرض پر جس چیز کی قیمت ۲ روپیہ ۷ ر ۲ پائی ہو اُسکی نقد قیمت کیا ہوگی ؟

(۷) ۶۳۳ روپیہ ۴ ر ۴ پائی مدت اب سے ۴ ماہ شرح سود ۴ روپیہ پر متی کاٹا بٹا یا کٹوتی معلوم کرو ؟

(۸) ۱۳۰ روپیہ کا سود درسود ۳ سال کا ۴ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے دریافت کرو جب کہ سود ششماہی واجب الادا ہو ؟

(۹) بتاؤ کتنا روپیہ سود درسود پر ۵ روپیہ سیکڑہ پر دیا جاوے کہ دو سال میں ۴۲۶ روپیہ $\frac{3}{5}$ کل زر حاصل ہو ؟

(۱۰) موہن اور سوہن میں سے ہر ایک نے ۲۵۶ روپیہ ۳ سال کے لئے ۴ $\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ سود پر سودی دے ایک مفرد سود اور دوسرا سود درسود لیتا ہے تو بتاؤ ان دونوں شخصوں کو جو سود حاصل ہوگا ان میں کیا فرق ہے ؟

(۱۱) ۱۲۰۰ آدمیوں کے لئے ۴ ماہ کو خوراک موجود تھی جب کہ ہر ایک ہر روز ۱۸ چھٹانک پر اکتفا کرتا لیکن ان میں سے ۶۶۰ آدمی چلے گئے اور جرنیلی حکم ۱۰ ماہ تک اُسی خوراک کو ختم کرنے کا آگیا تو ہر ایک کو پہلے کی نسبت کتنی کم خوراک مل سکے گی ؟

(۱۲) موہن اور سوہن جن کی رفتار فی گھنٹہ ۶ و ۴ میل ہے ا مقام سے ب مقام کو ایک ہی وقت چلے اور جب موہن ب پہونچکر واپس ہوا تو سوہن کو ب سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ملا تو ا ب سے کتنی دور ہے ؟

(۱۳) دو شہروں کے درمیان ۲۷۰ میل کا فاصلہ ہے ان میں سے دو آدمی ایک ہی وقت ایک دوسرے کے مقابل چلے اور ۶ دن میں مل گئے اگر ایک سے دوسرا ۵ میل زیادہ چلتا ہے تو رفتار روزانہ دریافت کرو؟

(۱۴) کُتّے کا قدم ۸ فٹ کا ہے اور خرگوش کا ۵ فٹ کا اگر خرگوش کُتّے سے ۱۲۰ فٹ آگے ہووے تو کُتّا کتنے فٹ چلکر اسکو پکڑ لے گا؟

(۱۵) ۷۶۵ روپیہ کی ہنڈوی کے پٹنے کی میعاد ۶۴ روز بعد ہے اگر لینے والا صرف ۲۴ روز بعد ہی روپیہ طلب کرے تو ۵ روپیہ سیکڑہ ماہواری شرح سے متی کاٹ کر کتنا روپیہ دینا چاہیئے؟

(۱۶) ایک سوداگر کے یہاں ہفتہ وار نفع ۲۸۱ روپیہ ۹ر ۴ پائی بحساب اوسط آتا ہے اس میں سے ہفتہ میں ۱۵ آدمیوں میں سے ہر ایک کو ۱۰ روپیہ ۸ر اور ۳ آدمیوں میں سے ہر ایک کو ۸ روپیہ ۱۲ر دیتا ہے اور محصولات و بڑے بڑے خرچ سالانہ ۳۶۱۵ روپیہ ۴ار ۸ پائی ہیں تو بعد ان سب اخراجات کے اُسکو سالانہ کیا نقد بچ رہتا ہے؟

(۱۷) زید اور عمر ایک کام کو $1\frac{1}{2}$ دن میں اور زید و بکر ۲ دن میں اور عمر و بکر ۳ دن میں تمام کر سکتے ہیں اگر ۳ روپیہ اس کام کی مزدوری دے جائیں تو ہر ایک کو یومیہ مزدوری کیا ملیگی؟

(۱۸) $\frac{1\frac{1}{4} - \frac{5}{12}}{1\frac{1}{4} + \frac{5}{12}} + \frac{7}{6}$ کا $\frac{5 \times 9}{3 \times 14} - \frac{11\frac{1}{4}}{15}$ کا اختصار کرو

(۱۹) اگر ایک مکعب فٹ سنگ مرمر کا وزن $\frac{۲۷۱۶}{۱۰۰۰}$ ایک مکعب فٹ پانی کا وزن کا ہو تو اس سنگ مرمر کا وزن جو ۹ فٹ ۶ انچہ لمبا اور ۲ فٹ ۳ انچہ چوڑا اور ۲ فٹ موٹا ہے دریافت کرو اور ایک مکعب فٹ پانی کا وزن ۱۰۰۰ اونس ہے؟

(۲۰) ایک دوالیہ کا جتنے روپیہ کا دیوالہ نکلا ہے اتنا ہی روپیہ لوگوں پر لینا اُسکی بہی میں لکھا ہوا ہے لیکن ایک رقم ۷۵۰۰ روپیہ کی ایسی ہے کہ اس میں ۱۳ ار ۴ پائی فی روپیہ وصول ہوگا اور بہی میں جتنا روپیہ لکھا ہے اُسکے وصول کرنے کا خرچ پانچ روپیہ سیکڑہ ہے اب وہ دیوالیہ ۱۳ ار روپیہ میں دیتا ہے تو بتاؤ کتنے روپیہ کا دیوالہ نکلا؟

(۲۱) ایک بنیا کم تولا ۱۵ ار روپیہ سیکڑہ پر مال بیچتا ہے اور جھوٹی ترازو و باٹوں سے تول تالکر ۱۵ ار روپیہ سیکڑہ مار کھاتا ہے تو اُسکو کیا فی صدی نفع ہوتا ہے؟

(۲۲) ایک آدمی نے ۶۰ میل جانے کے لئے ۴ ٹکٹ ریل پر ۱۵ ار روپیہ ۱۳ ار ۴ پائی کے لئے دو اول درجہ کے اور ایک دوسرے درجہ کا اور چوتھا لڑکے کا ٹکٹ آدھا اول درجہ کا لیا اور دوسرے درجہ کے ٹکٹ کی قیمت اول درجہ کے ٹکٹ کی قیمت سے $\frac{۱}{۲}$ تھی تو ہر ایک ٹکٹ کی قیمت اور اول درجہ کا کرایہ ایک میل کا دریافت کرو؟

(۲۳) ایک کام کو ۴۵ دن میں ۳۵ آدمی تمام کرتے تھے اُن میں سے ۷ آدمی ہر روز پندرہویں دن خارج کئے گئے تو بتاؤ کام کتنے دنوں میں ختم ہوگا؟

(۲۴) سادہ کرو $\left[۱\frac{۳}{۷}+\frac{۸}{۱۴}+\frac{\frac{۳}{۴}+۱\frac{۳}{۴}}{۱\frac{۳}{۴}-\frac{۳}{۴}}-۲\frac{۱}{۲}\right]$ ۱۵

(۲۵) ایک ریلوے کمپنی کی آمدنی اس قدر تھی کہ چار فیصدی کا نفع حصوں پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہاں بعض حصہ داروں کو ایک طرح کی ترجیح نہ ہوتی وہاں ۲۰۰۰۰۰ روپیہ کا سرمایہ ایسے حصہ داروں کا تھا جن سے ۵ فیصدی سالانہ سود ٹھہر گیا تھا اس سبب سے اصل حصہ داروں کو ۳$\frac{1}{2}$ فیصدی نفع تقسیم ہوا تو بتاؤ کل سرمایہ کتنا ہے؟

(۲۶) ایک ریل کے اسٹیشن پر دو توپیں ۶ منٹ کے فرق سے چھوٹیں اور ایک مسافر گاڑی یکساں رفتار سے چلی آتی تھی اس میں ایک مسافر نے پہلے توپ کی آواز سے ۵ منٹ ۱۵ سکنڈ کے بعد دوسری توپ کی آواز سُنی اب فرض کرو کہ مسافر گاڑی کی آواز پہنچنے کی ۲ میل سے سٹیشن پر پہنچی تو بتاؤ کتنی جلدی مسافر گاڑی سٹیشن پر گذری اور آواز ۱۱۲۵ فٹ فی سکنڈ چلتی ہی؟

(۲۷) ۸۴۸ کو ایسے دو حصوں میں تقسیم کرو کہ ایک حصہ کو اگر ۵ سے ضرب کریں اور دوسرے حصہ کو ۶ سے ضرب کریں تو حاصل ضربوں کی جمع ۷۸۸ ہو جاوے؟

(۲۸) ۷۳۱۱۸۷۷۲۹ کا جذر المکعب دریافت کرو؟

(۲۹) اگر ۷۰۸ روپیہ ۱۲ ر کا بٹہ ۳۴۳ روپیہ ۶ ر ۳$\frac{3}{4}$ پائی ہو اور سود ۴$\frac{1}{2}$ روپیہ سیکڑہ ہو تو بتاؤ مدت کیا ہے؟

(۳۰) ایک عطار کے پاس ۱۸ ر و ۱۶ ر و ۱۵ ر فی بوتل کے شربت ہیں اور ان کی بوتلوں کی تعداد میں نسبت ۳ و ۴ و ۵ کی ہی اور انکو ملا کر ان میں پانی اتنا ملاتا ہے کہ ۱۵۰ ر فی بوتل بحساب وسط قیمت ہو جاتی ہی تو اُس نے کیا فیصدی پانی ملایا؟

اوم شم

جوابات

نمبری ۱ = (۱) ۳۳۴ (۲) ۳۱۸۰۱ (۳) ۱۰۲۸۳۸ (۴) ۵۶۷۳۹۶
(۵) ۴۱۳۵۵۹ (۶) ۶۴۵۱۹۱۷۳۸ (۷) ۳۲۵۲۳۳۰۹۴ (۸)
۱۹۷۸۵۲۵۵ (۹) ۸۱۵۵۴۶۱ (۱۰) ۸۵۷۵۴ (۱۱) ۱۱۱۱ (۱۲)
۸۴۰۸۹ (۱۳) ۸۸۸۰ (۱۴) ۲۳۴۶ (۱۵) ۴۶۷ (۱۶) ۶۷۶۴۱۹
(۱۷) ۲۵۸۰۵۴۶ (۱۸) ۴۵۶۷۲ (۱۹) ۶۷۷۷۵۰۹۱۰ (۲۰)
۸۹۰۹۴۹ (۲۱) ۴۳۵۷۶۲ (۲۲) ۳۸۲۷ (۲۳) ۷۶۴۶۸۳۱
(۲۴) ۱۶۲۳۳ (۲۵) ۵۷۸۲۴۲

نمبری ۲ = (۱) ۷۶۰۰ (۲) ۴۰۲۵۶۲۸ (۳) ۴۸۴۳ ۱۶۲ (۴)
۱۸۲۵۸۱۴۹۸۶۴۱ (۵) ۲۱۸۱۰۱۴۹۱۵۲ (۶) ۱۲۱۹۳۲۶۳۱۱۱۲۶۳۵۱۴۹
(۷) ۱۵۲۳۲۹۰۶۲۸۳۴۲۲۵۸۰ (۸) ۸۵۶۲۱۰۴ (۹)
۶۴۱۱۲۲۲۴ (۱۰) ۸۴۲۹۴۵۴۲۰۱۶۴۸۴۵۶۹۲ (۱۱)
۴۳۵۶۷۸۹۵۶۴۳۲۲ (۱۲) ۲۰۳۶۰۱۳۴۹۳۳۵ (۱۳)
۴۴۹۵۶۴۰۳۲۴۱۰ (۱۴) ۱۰۸۷۶۹۷۶۱۲۴ (۱۵) ۹۴۴۰۱۰

نمبری ۳ = (۱) ۷۱۳۴۰۹۸۷ (۲) ۸۱۴۵۴۵ (۳) ۳ ۱۱۲۲۰ (۴)
۴۵۶۹۳۲ (۵) ۵۴۳۸۱۷ (۶) ۱۴۸۳۰۲۰۱ (۷) ۴۷۶۱۱۵
(۸) ۴۷۴۳۵۹ (۹) ۵۷۷۱ $\frac{۵۴۲۹۶۲۵۶۷}{۶۸۷۶۳۷۹۴۳}$ (۱۰) ۱۶۹۴۹
$\frac{۲۵۴۹}{۲۵۸۴}$ (۱۱) ۳۸۲۶۸۶۳ $\frac{۵۵}{۶۳}$ (۱۲) ۹۸۸۸۶ $\frac{۴۵}{۵۵}$

(۱۳) ۳۰۵۶۰ ۳۶/۱۱۴ (۱۴) ۵۱۹۳۰۲ ۲۹۷/۶۹۳ (۱۵) ۱۶۹۴۹ ۲۵۴۹/۲۵۸۴
(۱۶) ۸۰۵ (۱۷) ۴۵۵۴۴۹۶۵۸۸۰۷ (۱۸) ۵۲۲۱۸۸۹ (۱۹)
۵۷۳۰۳۶۳۸۹۸۳ (۲۰) ۸۹۱۹۱۱۵ (۲۱) ۳۲۱۸ (۲۲) سیتارام
۵۰ برس اور رادھا کرشن ۳۰ برس (۲۳) ۷۴۶۴۹۶۰۰ (۲۴) ۸ گھنٹے
۲۶ ۲/۳۳ منٹ (۲۵) ۲۶۰ روپیہ (۲۶) ۸۹ روپیہ ۵ر ۲ پائی۔

نمبری ۴ = (۱) ۳۵۰۳۵۶ (۲) ۹۹۹۹۹۸۰۰.....۰۱ (۳)
۸۸۸۰۴ (۴) ۲۵۰۰۵۰۰۰۲۵ (۵) ۲۱۸۸۶۴۹۰۸۹ (۶)
۵۷۷۱۱۰۶۶۳۶۸۴ (۷) ۲۳۳۶۵۷۲۱۳۰۸۰۲۹۳۴۰۳۴۹۰۲۵
(۸) ۲۰۹۶۹۲۱۸۸۶۸۹ (۹) ۱۰۸۹ (۱۰) ۹۰۳۵ (۱۱) ۱۲۶۰۱ (۱۲)
۱۲۰۲۵ (۱۳) ۵۷۲۵۹۴۸۹ (۱۴) ۱۵۶۸۱۶ (۱۵) ۹۰۰۵۱۰۰۷۲۲۵
(۱۶) ۶۴..........۹۶...........۳۶ (۱۷) ۲۵۹۵۹۰۲۵
(۱۸) ۲۳۷۸۱۷۶۳۹۸۹۰۲۵ (۱۹) ۱۵۲۵۲۱۲۷۶۹۷۳۴۹۸۱۷۶
(۲۰) ۵۳۹۵۰۸۴۶۰۵۲۹۷۶۱۸۷۳۵۳۷۶

نمبری ۵ = (الف) (۱) ۸۱ (۲) ۵۴۳۲۸۵ (۳) ۲۳۱۲ (۴)
۵۳۱۴۱ (۵) ۷۵۹۶۷۸ (۶) ۴۶۷۸۳ (۷) ۵۰۰۰۵ (۸)
۹۹۹۹۹۹ (۹) ۲۴۰۳ (۱۰) ۳۴۷۶۹۰۵ (۱۱) ۲۰۳۹۷۵۰
(۱۲) ۱۲۳۴۵۳۲۱

نمبری ۵ = (۱) ۲۷۴۴ (۲) ۱۵۶۲۵ (۳) ۲۶۲۱۴۴ (۴)
۱۱۵۷۶۲۵ (۵) ۷۹۵۰۷ (۶) ۶۸۱۴۷۲ (۷) ۳۷۳۲۴۸۰۰۰

(۸) ۱۶۸۱۹۶۶۰۸ (۹) ۱۹۱۱۰۳۹۷۶ (۱۰) ۲۸۲۴۲۹۵۳۶۴۸۱
(۱۱) ۴۷۰۴۵۸۸۱ (۱۲) ۸۰۰۰۳۶۰۰۰۵۴۰۰۲۷ (۱۳) ۱۴۷۷۷۲۱۴
(۱۴) ۶۹۶۸۰۲۲۰۸۷۵ (۱۵) ۳۱۱۶۶۵۷۵۲ (۱۶) ۴۲۸۷۵ (۱۷)
۶۵۶۹ (۱۸) ۷۷۲۸ (۱۹) ۲۳۱۴۷۵۵۴۴ (۲۰) ۷۲۹۰۰۰۰۰۰
(۲۱) ۱۲۵۲۲۵۱۳۵۰۲۷ (۲۲) ۱۱۴۰۸۴۱۲۵ (۲۴) ۱۳۵۰۰۵۶۹۷
(۲۵) ۸۳۸۵۶۱۸۰۷ (۲۳) ۱۵۶۲۵۰۰۰

نمبری ۶ = (۱) ۵۷۶ (۲) ۶۱۶ (۳) ۲۷۲ (۴) ۵۳۷ (۵) ۲۵۸
(۶) ۳۶۴ (۷) ۲۱۳ (۸) ۸۷۶۵ (۹) ۳۰۰۲ (۱۰) ۹۴۵ (۱۱)
۲۱۳۴ (۱۲) ۴۰۹ (۱۳) ۵۵ کٹورے (۱۴) ۳۲ غریب (۱۵) ۳۵ نمبر
(۱۶) ۹۰۱۹۳۵۰ (۱۷) ۸۴۷۶ (۱۸) ۱۴۴۴ (۱۹) ۲۱۴۳۷ روپیہ ۸/
(۲۰) ۷ روپیہ ۱۳/

نمبری ۷ = (۱) $\frac{۴۵}{۱۵۰}$ و $\frac{۲۴}{۱۵۰}$ و $\frac{۸۰}{۱۵۰}$ (۲) $\frac{۶۳}{۱۴۴}$ و $\frac{۸۸}{۱۴۴}$ و
$\frac{۱۰۲}{۱۴۴}$ و $\frac{۷۶}{۱۴۴}$ و $\frac{۷۵}{۱۴۴}$ (۳) $\frac{۵۴}{۹۰}$ و $\frac{۸۰}{۹۰}$ و $\frac{۶۳}{۹۰}$ (۴) $\frac{۷۰۰}{۱۶۸۰}$ و
$\frac{۳۱۵}{۱۶۸۰}$ و $\frac{۸۰۰}{۱۶۸۰}$ و $\frac{۸۶۸}{۱۶۸۰}$ (۵) $\frac{۲۱}{۴۲}$ و $\frac{۳۵}{۴۲}$ و $\frac{۶}{۴۲}$ (۶)
$\frac{۱۹۰۷}{۵۸۱۴}$ و $\frac{۶۴۶}{۵۸۱۴}$ و $\frac{۱۰۲۶}{۵۸۱۴}$ و $\frac{۴۴۳۷}{۵۸۱۴}$ و $\frac{۵۶۴۳}{۵۸۱۴}$ (۷)
$\frac{۱}{۸}$ (۸) $\frac{۹}{۲۰}$ (۹) $\frac{۱۵}{۴}$ (۱۰) $\frac{۴۷}{۴۸}$

نمبری ۸ = (۱) $\frac{۲۲}{۱۵}$ (۲) $\frac{۴}{۵}$ (۳) $\frac{۳۳}{۱۰۰}$ (۴) $\frac{۳۲}{۳۵}$ (۵) $\frac{۳}{۸}$
نمبری ۹ = (۱) $\frac{۸۷}{۱۰}$ (۲) $\frac{۱۴۳}{۹}$ (۳) $\frac{۱۸۹}{۸۵}$ (۴) $\frac{۵۱۲۰۸}{۲۸۵۹}$

اور ۱۱ بجکر ۲۷ ۳/۱۱ پر مقابل ہونگی (۱۴) ۴۵۰ آدمی (۱۵) ۴۰۸ گز

نمبری ۱۳ = (۱) ۲۴ درجن ۹ شلنگ ۷ پنس و ۱۹ شلنگ ۲ پنس و ایک پونڈ ۳ شلنگ ۴ پنس

(۲) ۳ ۵/۹ دن (۳) ۲۷۰ روپیہ و ۴۵۰ روپیہ (۴) ۳۵۰ اروپیہ (۵) ۱۲۶۵ اروپیہ ۱۰/

(۶) ۴۹۴۳ روپیہ ۶/ ۸ پائی و ۱۲ ۱/۲ سال (۷) ۲۲۵ روپیہ زرِ اصل (۸) ۷۰۰ روپیہ ۵۰۰ روپیہ

و ۱۰۰۰ روپیہ (۹) ۵۰ من و ۶۰ من (۱۰) چانول ایک من دال ۴ من مصالحہ ۵ سیر (۱۱) ۱۰ روپیہ

۱۶/ روپیہ و ۱۰ روپیہ (۱۲) م : ن :: ۱۸ : ۱۷ (۱۳) ۱۰ فیصدی (۱۴) الف ۴۰ گھنٹہ

ب ۶۰ گھنٹہ (۱۵) ۲۷ گیلن (۱۶) ۲۸ آدمی اور ہر ایک ۵۴ پونڈ ڈھوتا تھا یا ۳۶ آدمی

اور ہر ایک ۷۷ پونڈ لیجاتا تھا (۱۷) الف ۴۰ ب ۶۰ (۱۸) ۹۰ روپیہ (۱۹) الف ۱۶ و ب ۱۴/۱۱

(۱۹) ۴۰ پونڈ یا ۶۰ پونڈ (۲۱) ۲۲ ۱/۲ دن (۲۲) ۶۲۵ روپیہ (۲۳) ۴ روپیہ ۴/ (۲۴)

۸ بجے بعد ۹ ۶/۱۱ منٹ (۲۵) ۳۲۲ روپیہ و ۶۲۷ روپیہ ۴/ رو ۲۰۶۰ روپیہ ۱۲/ (۲۶) ۱۰ ۱/۴

گھنٹہ (۲۷) ۱۸ روپیہ ۴ ۴/۱۱ پائی و ۱۱ روپیہ ۲/ ۲ ۲/۱۱ پائی وغیرہ (۲۸) ۱۷ ۱۹/۲۱ (۲۹)

۲ و ۱۳ (۳۰) ۱۷۶۰ روپیہ (۳۱) ۲۱ ۳/۷ دن (۳۲) ۱۰۶۶۹ روپیہ ۱۰/ ۸ پائی (۳۳) عورت

۶ چھٹانک و مرد ۱۰ چھٹانک (۳۴) ایک روپیہ ۱۱/ ۹ ۲۵/۲۶ پائی (۳۵) ۴۷۲ اونس خالص اور ۴۶ اونس کھوٹ

نمبری ۱۴ = (۱) ۹ (۲) ۱۰۰ و ۷۶۷ پونڈ ۱۰ شلنگ (۳) ۱۳۵ پونڈ ۴ شلنگ و ۵ پونڈ

۳ شلنگ (۴) - ۳/۴ (۵) ۱۰۰ (۶) ۲۹۱۵ (۷) ۹۰۰ (۸) ۷ (۹) ۱۰ یا ۱۲ (۱۰) ۵۶۲۵ ۱/۴

(۱۱) ۴۹۲ (۱۲) ۱۵۳۰ (۱۳) ۲۴۳ (۱۴) ۴۷۶۶۹۱۱۹۱۸۷۵۶۶۶۷۰۴۴۴۱ (۱۵) ۱

نمبری ۱۵ = (۱) ۶۶ روپیہ ۷/ ۱۰ ۴ ۲/۹ پائی آمدنی سالانہ (۲) ۱۰۰۰ روپیہ

(۳) ۳۷۸ روپیہ و ۱۱۹۷۰ روپیہ (۴) ۶ روپیہ ۱۴/ (۵) ۱۲/ ۳ ۱۰۷۳۱/۱۴۴۱۶۷ پائی فی صدی

(۶) ۹ روپیہ ۵/ ۴ پائی (۷) ۸ روپیہ ۵/ ۳ ۱۴/۱۹ پائی (۸) ۱۶ روپیہ ۶/ ۵ پائی (۹) ۲۴۰ روپیہ

(۱۰) ۶ ۳۶ روپیہ ۱۲ سود در سود و ۴ ۳ روپیہ ۸ ر۱۱ $\frac{۱۳}{۲۵}$ پائی سود مفرد (۱۱) ۲ چھٹانک (۱۲) ۲۰ ۱ میل (۱۳) ۲۰ میل و ۲۵ میل (۱۴) ۲۰ ۳ فٹ (۱۵) ۷۵۰ روپیہ (۱۶) ۳۱ ۶۹ روپیہ ۶ر ۸ پائی (۱۷) زید ایک روپیہ ۴ر و عمر ۱۲ر و بکر ۴ر (۱۸) ۱ (۱۹) ۳ ٹن ۴ ہنڈریڈ ویٹ ۳ کوارٹر ۴ پونڈ ۱۳ اونس (۲۰) ۹۰۹۰ روپیہ ۱۴ر ۶ $\frac{۶}{۱۱}$ پائی (۲۱) ۲ ۳۲ روپیہ ۴ر (۲۲) اول درجہ کا ٹکٹ = ۵ روپیہ دوسرے درجہ کا = ۳ روپیہ ۵ر ۴ پائی و کرایہ فی میل = ار ۴ پائی (۲۳) ۷۵ دن (۲۴) ۳۲۷۶۸ (۲۵) ۶۰۰۰۰ (۲۶) ۶ فٹ ۶ $\frac{۲}{۲۵}$ سکنڈ (۲۷) ۱۰۹۸۴ (۲۸) ۹۰۰۹ (۲۹) ۱ $\frac{۳۱}{۹۹}$ برس (۳۰) ۳ $\frac{۶۲۷}{۱۰۰}$ فی صدی

اوم شم

آریہ سماج کے اصول

۱ = سب ست ودّیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں ان سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

۲ = ایشور سچدانند سروپ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرواد ہار۔ سرویشور سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

۳ = وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

۴ = ست گرہن کرنے اور اَست کے چھوڑنے میں سروداادیت رہنا چاہیئے۔

۵ = سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور اَست کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

۶ = سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ ادیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک انتی کرنا۔

۷ = سب سے پریتی پوربک دھرمانوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہیئے۔

۸ = اودیا کا ناش اور ودیا کی بردھی کرنا چاہیئے۔

۹ = پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی انتی سمجھنی چاہیئے۔

۱۰ = سب منشوں کو ساماجک ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سُتنتر ہیں +

المشتہر

منیجر جاٹ بندھو گرہ دھرلوپر ڈاکخانہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ

اشتہار

یہ کتاب نیز جملہ قسم کی کتب انگریزی اور اردو مختلف لغات کی ہماری دکان سے بکفایت ملسکتی ہیں اور
اور چھپائی ہر قسم اردو انگریزی وغیرہ کی ہماری معرفت نہایت ارزاں ہوسکتی ہے ؎

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
شرح بہارستان اردو حصہ نثر و نظم	۱ر	ہندی شکشاولی کی کنجی نمبر۱	۱۰ر
کلید گنجینۂ فارسی حصہ اول	۳ر	" نمبر۲	۱ر
" حصہ دوم	۱۰ر	" نمبر۳	۱۰ر
شرح پاکیزہ خیالات نہایت عمدہ	۶ر	" نمبر۴	۳ر
سوالجواب جغرافیہ نمبر۱	۷ر	" نمبر۵	۳ر
" نمبر۲ ۲ر نمبر۳	۴	سوالجواب طریق تندرستی اردو	۲ر
شرح توزک اردو نثر و نظم	۱۲ر	" ناگری	۲ر
فرہنگ اردو کی پہلی کتاب مولفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب	۰ر	فرہنگ دستور المکتوبات اردو	۷ر
" دوسری ار تیسری	۱ر	فرہنگ قواعد خط شکست	۱ر
" چوتھی ۲ر پانچویں	۲ر	فرہنگ مفید الانشا	۱ر
کنگی بران اردو	۱۰ر	سوالجواب فن زراعت اردو ہندی فی	۲ر

المشتہر

ایل - پی رستوگی اینڈ کو بک سیلر متصل تحصیل شہر میرٹھ